مفید المفتی
مؤلفہ
عالم اجل فاضل اکمل مولانا الشیخ عبدالاوّل الجونپوری مدظلہ
مکتبہ عثمانیہ
کانسی روڈ
کوئٹہ

مفید المفتی

مؤلفہ

عالم اجل فاضل اکمل مولانا الشیخ عبدالاول الجونپوری مدظلہ

ناشر

مکتبہ عثمانیہ

کانسی روڈ کوئٹہ

جُملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں
ملنے کے پتے
درخواستی کُتب خانہ ـــــــ بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ عُثمانیہ ـــــــ بنوری ٹاؤن، کراچی
اِسلامی کُتب خانہ ـــــــ بنوری ٹاؤن، کراچی
قدیمی کُتب خانہ ـــــــ آرام باغ، کراچی
عباسی کُتب خانہ ـــــــ جونا مارکیٹ کراچی
مکتبہ حنفیہ ـــــــ کانسی روڈ، کوئٹہ
مکتبہ نشر القرآن والحدیث ـــــــ محلہ جنگی پشاور
ناشر
مکتبہ عثمانیہ
کانسی روڈ کوئٹہ

فہرست مقدمہ مفید المفتی

فہرست اصل کتاب مفید المفتی

تم الفہرس

اللّٰهم بك استعين ۔ ولك استكين ۔ من كلامك استهدى ۔ وبكمال رسولك اقتدى ۔ فصلّ وسلم على خير البريّة ۔ واحسن سجيّه واله خير ال ۔ ما طلع هلال ۔ ولمع ال بالغدوّ والاصال ۔

دیباچہ

آجکل عجب دور ہی ۔ طرفہ طور ہی ۔ نہ قرآن وحدیث سے خبر ۔ نہ اجماع وقیاس پر نظر ۔ نہ اصول وفروع کا سواد ۔ نہ استنباط مسائل کی استعداد ۔ کہ اکثر نیم ملاؤن نے اس زمانے مین فتوا لکھنے کو آسان کام خیال کرلیا اور جس کتاب سے جی چاہا رطب ویابس نقل کردیا ۔ نہ رسم مفتی نہ آداب افتا کا شعور اور نہ اس فن کے کتب معتبرہ پر عبور ۔ نہ کتب معتبرہ وغیر معتبرہ مین فرق وامتیاز کی لیاقت ۔ نہ طبقات فقہا واسانید کملا واقسام اجتہاد واصحاب تخریج وترجیح وقواعد دفع تعارض سے واقفیت ۔ مگر فتوا نویسی پر آستین چڑھائے ہوئے ہین ۔ اور استفتا کے جواب لکھنے پر

تلے بیٹھے ہین۔ ہر دم قلم تیار۔ ہر وقت مستفتی کا انتظار۔ یہ وہی باتین ہین جن سے عموماً
اکثر مولوی لوگ ناواقف ہین۔ اور بہت کم ایسے ہین جو اِن باتون کو جانتے ہین
اور اس ٹکسال کے کھوٹے کھرے سکّے کو بخوبی پہچانتے ہین لیکن النادر
کالمعدوم سب کو معلوم ہے اور یہ مفید اور کارآمد عمدہ [illegible]ہ باتین بڑی بڑی عربی کتابون
مین مندرج ہونے کے سبب سے ہر کس وناکس کو بھی بآسانی معلوم نہین ہوسکتین
حالانکہ فتوا نویسون کو اِن سب باتون کا جاننا اور پہچاننا ضروری اور واجب الالتزام
ہے ورنہ فتوا لکھنا اُن کو ناجائز اور حرام ہے۔

نظر بران اس فقیر اول اور حقیر اقل عبد الاول بن مولانا کرامت علی صدیقی
حنفی جونپوری کان اللہ لھما نے باصرار بعض احباب کتب معتبرہ سے اُن ضروری
فائدون اور لازمی قاعدون کو جنکا جاننا اور پہچاننا مفتی پر مثل واجب کے ہے انتخاب
کرکے ایک جا بطریق مقدمہ لکھدیا۔ اور اُس کے بعد کتب فقہیہ کا بیان حسب ترتیب
حروف تہجی مع نام مصنف عام فہم سلیس اردو مین جمع کردیا۔ اور متون وشروح کو
بھی بتصریح تمام لکھدیا۔ اور کتب فتاوی کو کہ اِن کا رتبہ متون وشروح سے کمتر ہے۔
اخیر مین بعد حرف یاے تحتانی کے قلم بند کردیا۔ اور کتابون کی ترتیب مین مصنفین
کے مراتب اور زمانے کا لحاظ اس وجہ سے نہین کیا گیا کہ ناظرین کو کتابون کا تلاش
کرکے نکالنا آسان ہو۔ اور نامون کی ترتیب ہونے مین جب تک کہ مصنف کا نام
نہ معلوم ہو کتاب کا پتا نہین لگ سکتا۔ اس قسم کی فقہ مین بہت ایسی کتابین موجود
ہین کہ جنکا نام تو ہر شخص جانتا ہے مگر اُسکے مصنف کے نام سے واقف نہین مثلاً ھدایہ
کافی۔ محیط وغیرہ وغیرہ۔

اسی نظر سے کتابون کے نام جلی قلم سے لکھ کر انکا حال ترتیب حروف لکھنا مناسب سمجھا گیا اور کتب غیر معتبرہ کا حال بھی صاف صاف لکھدیا اور انکی ایک مختصر سی فہرست بھی اسی مقدمے مین لکھدی ہے۔

پس ممالک ہند و بنگال کے فقہا اور طلبہ کو لازم ہے کہ اس رسالۂ **مفید المفتی** کو قدر کی نگاہ سے دیکھین بلکہ حرز جان بنا رکھین اور اپنا انیس و جلیس سمجھین کہ آجتک اردو زبان مین اس طرز کی کتاب غالباً کسی نے نہین لکھی چنانچہ مثل سائر کم ترک الاول للآخر سے ظاہر ہے۔

اور باایںہمہ اس فقیر سے بمقتضاے شان بشریت کہ سہو و نسیان خاصیت انسان ہے کہین لغزش اور خطا پائین تو دامن عفو سے چھپائین اور نشانۂ ملامت نہ بنائین بلکہ ممکن ہو تو باحسن تاویل انکی اصلاح اور ترمیم فرمائین کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ وارد ہے اور نیز اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ اس پر عادل شاہد ہے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان ۲۰ رجب سنہ ۱۳۱۳ ہجری

مقدمہ

واضح ہو کہ اس مقدمہ مین تین فصل اور کئی تبصرے اور ایک تذکرہ ہے پہلی فصل مین فقہ کی تعریف و تحقیق اور **دوسری** فصل مین فقہ کی مختصر فضیلت اور **تیسری** فصل مین اکابر فقہا کے مختصر تراجم۔ اور تبصرے مین ضروری فوائد ہین۔ اور تذکرہ مین وفیات علما کا بیان ہے۔ بعد اس کے اصل مقصود ہے۔

فصل اول فقہ کی تعریف وتحقیق کے بیان مین

علم کی مشہور دو قسمین ہین۔ شرعی و غیر شرعی۔ علم شرعی چار ہین۔ علم تفسیر۔ علم حدیث
علم فقہ۔ علم توحید۔ اور غیر شرعی تین قسم ہین۔ علم ادب۔ یہ نام بارہ علمون کے مجموعہ
کا ہی اور بعضون نے چودہ علمون کے مجموعہ کو علم ادب بتلایا ہی یہان اُسکے بیان
تفصیلی کی حاجت نہین ہی۔ علم ریاضی یہ دس علم ہین۔ تصوف اور موسیقی اور حساب
بھی اسمین ہی۔ علم عقلی منطق اور فلسفہ اور اصول فقہ اور الٰہیات اور طبعیات اور
طب اور کیمیا وغیرہ اسمین محسوب ہین۔

باعتبار اعمال شرعیہ و مکلفین علم فقہ کی ضرورت بہ نسبت اور علوم کے عام طور سے
زیادہ ہی اور فقہ جامع علوم ثلثہ ہی کہ دنیاوی و اخروی منافع و مضار اسی کے جاننے
اور اسی کے موافق عمل کرنے مین معلوم ہوتے ہین اس اعتبار سے یہ اشرف العلوم
کہا جاسکتا ہی۔ معاش و معاد کے کاروبار اور نفع و مضار جاننا اسی علم فقہ کے ساتھ
وابستہ ہی۔ اسلیے اکابر مجتہدین وائمۂ دین و فقہاے متقدمین نے حسبۃً للّٰہ اسی کے
ساتھ مشغولی رکھی۔ جسکا آج یہ نتیجہ دیکھا جاتا ہی کہ ہم اہل اسلام حرام۔ حلال۔ واجب
سنت۔ مستحب وغیرہ باتون کو بے تکلف کتب فقہ کی استمداد سے معلوم کرلیتے ہین۔

معنی فقہ

فقہ بالکسر لغۃ العلم بالشئ و بالفارسیۃ دانستن یعنی لغوی معنی فقہ کے کسی شی کا جاننا
ہی۔ یہ باب سمع یسمع سے مستعمل ہی فقیہ بجاے اسم فاعل بولا جاتا ہی

جیسے سمیع بمعنی سامع پھر اس کو علم شریعت کے معنی مین استعمال کیا ہی اس صورت مین مصدر بلفظ فقاہت باب کرم یکرم سے مستعمل کیا جاتا ہی۔ فقاہت کے معنی فقیہ شدن کے ہین والعالم بالفقہ فقیہ اور محاورے مین کہتے ہین فلان فَقَّھَہُ اللہ ای عَلَّمَہُ الفقہَ۔ وتَفَقَّہَ ھو بنفسہ اور مُفَاقَہَۃٌ کے معنی فقہ مین بحث کرنیکے ہین علامہ خیرالدین رملی کا قول ہی کہ فَقِہَ بکسر قاف اُسوقت کہا جاتا ہی کہ جب کوئی کچھ سمجھ سلے اور فَقَہَ بفتح قاف اُسوقت بولتے ہین کہ دوسرے سے پہلے خود کچھ سمجھ سلے اور فقُہَ بضم قاف اُسوقت کہین گے کہ جب فقہ اُسکی سرشت مین ہوجائے یعنی فقہ مین پوری مہارت حاصل کرلے واللہ اعلم۔

صاحب مفتاح السعادۃ نے اصطلاحی معنی علم فقہ کے یون بیان کیے ہین علم فقہ وہ ہی جسمین احکام شرعیہ فرعیہ عملیہ کی بحث ہو اس حیثیت سے کہ وہ ادلہ تفصیلیہ سے نکالے گئے ہین اور مبادی اُسکے اصول فقہ کے مسائل ہین اور ماخذ اُسکا علوم شرعیہ اور عربیہ ہین اور فائدہ اُس سے اُسکے موافق شرعی طریقہ پر عمل کا ہوجانا ہی۔ سخاوی شمس الدین محمد نے ارشاد القاصدین مین یون علم فقہ کی تعریف بتلائی ہی۔ تکالیف شرعیہ عملیہ کے جاننے کا نام علم فقہ ہی جیسے عبادات معاملات عادات وغیرہ ہین۔

امام سیوطی نے اتمام الدرایہ اور نقایہ مین یون تعریف کی ہی کہ علم فقہ پہچاننا اُن احکام شرعیہ کا ہی جو اجتہاد سے نکالے گئے ہین۔

علامہ حصکفی نے کہا ہی کہ اصولیون کی اصطلاح مین اُن احکام شرعیہ فرعیہ کے جاننے کو جو ادلہ تفصیلیہ سے مکتسب ہون علم فقہ کہتے ہین اھ اور اس صورت

مین اصولیون کے نزدیک فقیہ مجتہد کو کہین گے کیونکہ دلائل سے احکام کا جاننا اور استنباط کرنا مجتہد کا کام ہو اور مقلد پر جو حافظ مسائل ہو فقیہ کا اطلاق مجازاً ہی اور عرف فقہا مین فقیہ کا اطلاق حافظ مسائل فقہیہ پر حقیقی ہو اور ادنی مرتبہ فقیہ کے اطلاق کا تین مسائل کے احکام کا جاننا ہی۔

بعد اُسکے علامۂ مذکور نے کہا ہو وعند الفقہاء حفظ الفروع واقلہ ثلاث علامۂ شامی نے تحریر سے نقل کیا ہو کہ اطلاق فقیہ کا اُسپر جو فروع کو حفظ کر رکھے مطلقاً چاہے اُسکے دلائل جانے یا نہ جانے شائع و مشہور ہی لیکن باب وصیت اقارب مین ہو کہ فقیہ وہ ہی جو مسائل مین تدقیق نظر رکھے یعنے اُسکے دلائل کو جانے اگرچہ تین ہی مسائل بدلائل حفظ کیے ہون۔ اسی بنا پر کہا گیا ہو کہ جو ہزارون مسائل بلا دلیل حفظ کیے ہو تو وہ مستحق وصیت کا نہو گا لیکن یہ وہین ہو گا جہان عرف نہو ورنہ اس زمانے کے عرف مین فقیہ وہی ہی جسکا ذکر تحریر کی عبارت مین ابھی کیا گیا۔ اور اصولیون نے اسکی تصریح بھی کر دی ہو کہ بدلالت عادت حقیقت چھوڑ دی جاتی ہو۔ پس واقف اور موصی کے کلام سے وہی فقیہ مراد لیا جائیگا جو اپنے وقت مین مشہور و متعارف ہو۔ حاصل یہ کہ اگر کوئی شخص فقیہ کے لیے کچھ وقف کرے یا وصیت کر جائے تو اُسی پر وقف اور وصیت متصرف ہو گی جو کم سے کم تین مسائل فرعیہ کو جانے۔

اور صوفیۂ کرام کی اصطلاح مین فقیہ اُسکو کہتے ہین جو شریعت اور طریقت کا جامع اور علم و عمل مین مضبوط ہو۔ فقیہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہو کہ فقیہ وہ ہی جو دنیا سے معرض اور آخرت کی طرف راغب ہو اور اپنے عیوب پر واقف اور خدا کی عبادت پر مداومت کرنے والا ہو۔

موضوع فقہ کا فعل مکلف اس حیثیت سے کہ وہ مکلف ہی یعنے عاقل و بالغ ہی لیس
فعل غیر مکلف کا موضوع نہین ہو سکتا کیونکہ غیر مکلف لڑکا و مجنون تکالیف شرعیہ سے
برطرف ہی اور غیر مکلف کی جنایت کا تاوان اُسکے ولی پر ہی۔
اور غیر مکلف لڑکے کی صحت عبادات (نماز روزہ وغیرہ) عقلی ہی اُن کو اسکا
حکم کرنا عادت ہوجانے کے واسطے ہی کہ بعد بلوغ کے ترک نہ کرین نہ اس سبب سے کہ وہ
مخاطب ہین۔ مکلف کے فعل پر حلال۔ حرام۔ واجب مستحب وغیرہ عارض ہوتا
ہی اسی وجہ سے انھین کی بحث فقہ مین کیجاتی ہی اور یہی موضوع فقہ کا ہی۔ موضوع
علم کا وہی ہی جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کیجائے۔
ماخذ فقہ کا قرآن اور حدیث احکامی اور اجماع و قیاس ہی اور شریعت سابقہ
مین فقط آسمانی کتاب کے موافق حکم کیا جاتا تھا اور اس شریعت محمدیہ مین حسب مراتب بالا
حکم ہوگا۔ اور اقوال صحابۂ کرام حدیث کے ساتھ ملحق ہین۔ اور تعامل اجماع کے تابع
کیا گیا ہی اور تحری اور استصحاب حال قیاس کے تابع ہین۔ اسکی بحث اصول مین مصرح
و منقح ہی یہان تفصیل کی حاجت نہین ہی۔
غایت علم فقہ کی سعادت دارین کا حاصل کرنا ہی یعنے خود بھی دنیا مین جہالت
کی گھاٹیون سے ترقی کرکے علم نافع کے اعلیٰ مرتبہ کو پہونچنا اور دوسرون کو بھی
حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دینا اور آخرت مین نعیم جنت سے مالامال ہوتا کہ پھر اُس
سعادت کے بعد کبھی ہرگز شقاوت ہو ہی نہین سکتی۔
علم فقہ اگرچہ قطعی الثبوت ہی کہ ماخذ اُسکا کتاب و سنت ہی لیکن اکثر اُسکا ظنی الدلالت
ہی اسی وجہ سے اسمین اجتہاد کی گنجائش ہوئی اسی بنا پر کسی مجتہد کے مذہب

کے موافق عمل کرنا جائز ہی۔

اور مذاہب مشہورہ جنکو عقول سلیمہ نے صحت کی شرط پر قبول کر لیے ہین یہی چار مذہب متداول شرقاً و غرباً ہین۔ اور انھین ایمۂ اربعہ ابو حنیفہ۔ مالک۔ شافعی۔ ابن حنبل کے مذاہب قطع نظر اور مذاہب مندرسہ کے تمام دنیا مین پھیلے ہوئے ہین جو انشاء اللہ تعالی تا قیام قیامت اسی آب و تاب کے ساتھ جاری رہین گے اور حق انھین مین دائر ہی۔

کسی مذہب معین کے مقلد کو چاہیے کہ یہ حکم کرے کہ اُسکا مذہب درست ہی اسمین احتمال خطا کا ہی کیونکہ یہ ثمرۂ اجتہاد و استنباط ہی اور مذہب مخالف خطا محتمل صواب ہی۔ اور یہ اعتقاد رکھے کہ مذہب میرا یقینی حق ہی۔

مسالۂ تقلید سے رجوع کرنا بعد عمل کر لینے کے بالاتفاق باطل ہی اور یہی مفتی بہ قول ہی۔ درمختار مین ہی وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا وھو المختار فی المذھب۔

فائدہ سخاوی نے کہا ہی کہ اول جسنے علم فقہ کو مدون کیا ہی وہ عبد الملک بن جریج ہین

تنبیہ علم فقہ کو علم احکام۔ علم فروع۔ علم فتاوی۔ علم آخرت بھی کہتے ہین۔

فصل دوم فقہ کی مختصر فضیلت مین

قرآن شریف مین ہی لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اور ومن یؤت الحکمۃ کی تفسیر مین بعض مفسرون نے حکمت سے فقہ کا علم مراد لیا ہی۔ بیہقی اور دارقطنی نے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لکل شیء عماد

وعماد هذا الدین الفقه ہر چیز کے واسطے ایک کھمبا ہوتا ہی اور اس دین کا کھمبا فقہ ہی اور یہ بھی اُن دونون نے روایت کی ہی ولفقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد بیشک ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت وگران ہوتا ہی کہ عابد سے کسی کو نفع نہین پہونچتا اور فقیہ لوگون کو فقہ کی تعلیم کرتا ہی۔ حرام۔ حلال کے مسائل لوگون کو بتلاتا ہی۔

اور بغوی نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہی واما ھؤلاء فیتعلمون الفقہ ویعلمون الجاھل فھؤلاء افضل اور لیکن وہ لوگ تو فقہ سیکھتے ہین اور جاہلون کو تعلیم کرتے ہین پس یہ افضل ہین یعنی ذاکرین سے۔

بخاری شریف مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہی کہ آپ نے فرمایا ہی تفقھوا قبل ان تسودوا یعنی فقہ سیکھ لو قبل سردار ہونے کے۔

طبرانی نے معجم کبیر مین روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس فقہ خیر من عبادۃ ستین سنۃ فقہ کی مجلس مین شریک ہونا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہی صحیحین مین ہی من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین جسکے ساتھ اللہ تعالے بھلائی کا ارادہ کرتا ہی اُسکو دین کی فقہ اور سمجھ عنایت فرماتا ہی یعنے عالم فقیہ اُسکو بنا دیتا ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی انما مثل الفقھاء کمثل الاکف اذا قطعت کف لم تعد فقہا کی مثال بعینہ کف دست کی مثال ہی۔ اگر کف دست کسی کا کٹ جائے تو پھر دوبارہ نہوگا۔ یعنے جیسا انسان کو کف دست کی ضرورت ہوتی ہی ویسا ہی فقہ کی بھی ضرورت ہوتی ہی۔ بغیر اس علم کے آدمی کا کام نہین چلتا۔

مسئلہ علم فقہ بقدر حاجت سیکھنا فرض عین ہی اور حاجت سے زیادہ سیکھنا فرض کفایہ ہی

درمختار مین خلاصہ سے نقل کیا ہی کہ فقہ کی کتابون کا خود دیکھنا رات کی عبادتون سے افضل ہی کیونکہ یہ فرض کفایہ سے ہی اور فقہ کا سیکھنا افضل ہی باقی قرآن سے یعنے کسی نے بقدر حاجت قرآن کو حفظ کرلیا بعد اُسکے اُسکو مہلت معین ملی تو افضل ہی کہ فقہ کا شغل کرے اسلیے کہ قرآن کا حفظ کرنا فرض کفائی ہی اور ضروری حاجت کے موافق فقہ کا سیکھنا فرض عین ہی اور فرض عین فرض کفایہ پر مقدم ہوتا ہی اور جمیع مسائل فقہ کا سیکھنا جمیع قرآن کے حفظ کرلینے سے زیادہ ضروری ہی کہ عامۂ خلائق کو عبادات ومعاملات کی حاجت زیادہ ہوتی ہی اور بہ نسبت حافظون کے فقہا کم پائے جاتے ہین اسوجہ سے جمیع مسائل فقہ کا جاننا حفظ سے افضل ہی۔ خزانہ سے ردالمحتار مین نقل کیا ہی کہ امام محمد صاحب نے حلال وحرام کے باب مین دو لاکھ ایسے مسائل جمع کیے ہین کہ جنکا یاد کرلینا لوگون کو بہت ضروری ہی۔

فائدہ امام محمد بن حسن صاحب نے ایک ہزار نوسو ننانوے ۱۹۹۹ کتابین تصنیف کی ہین انمین سے بقول اکثر چھ کتابون کو اصول اور کتب ظاہر روایت کہتے ہین اور بعضون نے پانچ کتابون کو ظاہر روایت بتلایا ہی۔ اسکا مفصل بیان تبصرہ مین ملیگا۔

فصل سوم اکابر فقہا کی مختصر کیفیت مین

ابوحنیفہ امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی فقیہ مجتہد صاحب مذہب تھے حنفی انھین کے مذہب کی طرف نسبت کرتے ہین انھین کے مقلدون کو حنفیہ اور احناف کہتے ہین یہ نسبت خلاف قیاس ہی۔ ولی عراقی نے شرح الفیہ کے آخر مین ذکر کیا ہی کہ ابوحنیفہ اور قبیلۂ بوحنیفہ کی طرف نسبت ایک ہی لفظ سے کرتے ہین یعنی حنفی کہتے ہین

مگر محدثین نے دونون مین یون فرق نکالا ہی کہ جب مذہب ابو حنیفہ کی طرف نسبت کرین تو بزیادت یا حنیفی کہنا چاہیے اور جب قبیلۂ بنو حنیفہ کی طرف نسبت کرین تو حنفی کہین۔ ابن صلاح نے کہا کہ مین نے اسکی تصریح سوا ابو بکر[۱] بن الانباری کے کسی نحوی سے نہ پائی۔

ولادت امام اعظم کی ۸۰ھ ہجری مین صحابہ کے زمانے مین ہوئی اور وفات انکی ۱۵۰ھ ہجری مین دار السلام بغداد مین ہوئی۔ بسبب ازدحام کے جنازے کی نماز پانچ مرتبہ پڑھی گئی۔ اخیر مرتبہ مین جنازے کی نماز کے امام آپ کے صاحبزادے حماد تھے۔ امام صاحب کو قاضی القضاۃ حسن بن عمارہ نے غسل دیا۔ اور بوقت غسل ترحم کے بعد کہا کہ خدا کی رحمت تمپر ہو کہ تمنے تیس برس سے برابر روزے رکھے اور چالیس برس سے شب کو سوئے نہین۔

مشایخ آپ کے بہت تھے انمین سے مشہور ۶۳ شخص ہین ازانجملہ نافع مولی ابن عمر موسیٰ بن ابی عائشہ حماد بن ابی سلیمان۔ ابن شہاب زہری عکرمہ مولی ابن عباس عبد اللہ بن دینار عبد الرحمن بن ہرمز اعرج۔ ابراہیم بن محمد۔ جبلہ ابن سحیم۔ قاسم مسعودی۔ عون بن عبد اللہ علقمہ بن مرثد۔ علی بن اقمر۔ عطاء بن ابی رباح۔ سعید بن مسروق ثوری۔ سلمہ بن کہیل۔ سماک بن حرب۔

---

[۱] نام انکا محمد بن قاسم بن محمد بن بشار نحوی لغوی انباری ہی۔ انباری نسبت شہر انبار کی طرف ہی جو بغداد کے قریب ہی۔ باب الحلف کتاب الایمان شرح وقایہ مین انکا ذکر ہی۔ علم نحو اور ادب مین پیشوا مانے گئے ہین۔ بڑے زبردست عالم فاضل دیندار تھے ان سے دارقطنی حافظ وغیرہ نے حدیث روایت کی ہی قرآن کے شواہد مین تین لاکھ اشعار ان کو زبانی یاد تھے۔ بلا کسی کتاب کے یہ زبانی بطرز متقدمین درس دیا کرتے تھے انکے تصانیف بہت ہین۔ ازانجملہ کتاب غریب الحدیث۔ کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب المقصور والممدود۔ شرح غریب۔ شعر زہیر۔ شرح اشعار النابغہ۔ شرح اشعار الاعشیٰ وغیرہ۔ ان کی ولادت ۲۷۱ھ ہجری مین بماہ رجب ہوئی اور وفات ۳۲۸ھ ہجری مین بغداد مین ہوئی۔ ۱۲ منہ

امام محمد باقر[۱۸]- عامر سبیعی[۱۹] - عطاء بن سائب[۲۰] - محارب بن دثار[۲۱] - محمد بن سائب[۲۲]-
ہشام بن عروہ[۲۳] - یحییٰ بن سعید[۲۴] - ابو الزبیر مکی[۲۵] وغیرہم باقی کے نام یہان فروگزشت کیے گئے

تلامذہ آپ کے بکثرت تھے تبرکاً چند بزرگون کے اسمائے گرامی ونام نامی یہان ذکر کیے جاتے ہین - امام قاضی ابو یوسف - امام محمد بن حسن - امام زفر - حسن بن زیاد لؤلوی - ابو مطیع بلخی - وکیع بن جراح - عبداللہ بن مبارک - زکریا بن ابی زائدہ - حفص بن غیاث نخعی - رئیس الصوفیۃ داؤد طائی - یوسف بن خالد اسد بن عمرو - نوح بن ابی مریم وغیرہم ہین -

طبقہ آپ کا طبقۂ تابعین ہی - تعریف تابعی کی جمہور محدثین کے نزدیک صرف اسی قدر ہی کہ تابعی وہ ہی جسنے صحابہ کو دیکھا ہو اور آپ کا صحابہ کا دیکھنا کتب تاریخ مین مصرح ہی علاوہ اسکے آپ کے باین معنی تابعی ہونے پر اکابر علما کا اتفاق ہی اور یہی صحیح ہی اور یہی مذہب خطیب بغدادی - دارقطنی - ابن جوزی - نووی - ذہبی - ابن حجر عسقلانی - ولی عراقی - ابن حجر مکی - امام سیوطی - ملا علی قاری وغیرہم کا ہی -

آپ کے حق مین نقاد حدیث یحیی بن معین نے فرمایا ہی القراءۃ عندی قراءۃ حمزۃ والفقہ فقہ ابی حنیفۃ علی ہذا ادرکت الناس یعنی میرے نزدیک قرارت قاری حمزہ کی پسندیدہ ہی اور فقہ ابو حنیفہ کی - اسی پر مین نے لوگون کو پایا ہی -

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین آپ کو حفاظ حدیث مین شمار کیا ہی - ابن عبدالبر علی بن المدینی سے روایت کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع بن جراح اور عباد بن عوام اور جعفر بن عون روایت کرتے ہین -

روایت حدیث آپکی حدیثون کی پندرہ مسندین جمع کی گئی ہین۔ روایت حدیث کا موقع بسبب اجتہاد و مسائل و استنباط احکام کے آپ کو کم ملا جیسے بہ نسبت اور صحابہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بسبب امور خلافت و اصلاح امت و شغل جہاد کے روایت حدیث کا کم اتفاق ہوا تاہم امام صاحب کے تلامذہ اکابر محدثین کے شیوخ مین شمار کیے جاتے ہین جیسے یحیی بن معین۔ وکیع۔ مسعر۔ عبداللہ بن مبارک۔ قاضی ابو یوسف۔ احمد بن حنبل بالوسائط اصحاب صحاح ستہ بھی امام اعظم کی شاگردی سے باہر نہین ہو سکتے۔

زرقانی شارح موطا نے امام کی روایت کی حدیثون کی تعداد مین کئی قول بیان کیے ہین۔ ایک یہ کہ امام کی مرویات پانچسو ہین۔ دوسرے یہ کہ سات سو ہین تیسرے یہ کہ ایک ہزار سے کچھ زیادہ ہین چوتھے یہ کہ ایک ہزار سات سو ہین۔ پانچوین یہ کہ چھ سو ستر ستھ ہین۔

ابن خلدون مؤرخ کے غلط نسخے کو دیکھکر محض تقلیدی ہانک ہانکنا کہ امام کی مرویات کل سترہ حدیثین ہین حماقت ہے اور حقیقت مین یہ نہ ابن خلدون کا عقیدہ ہے نہ قول ہے بلکہ دوسرے کا قول حکایۃً اُسنے نقل کیا ہے۔ بھلا جسے سترہ حدیثین کل پونہچی ہون وہ کیا اجتہاد کریگا اور اکابر علما اُسے اپنا شیخ کیسے بناتے اُسکے لیے امام کا لقب کیسے مسلم مانا جاتا۔ علامۂ ذہبی شافعی نے امام کو سترہ حدیثون کے جاننے پر تذکرۂ حفاظ مین کیسے ذکر کیا۔ علماے سلف نے آپ کے مناقب مین بڑی بڑی کتابین کیسے تصنیف کین۔ ایسی حالت مین امام اعظم کے مرویات کا روایت کرنا ابن ابی شیبہ و عبدالرزاق و دارقطنی و حاکم و بیہقی و طحاوی وغیرہم سے نہایت مستبعد و مستقبح امر ہے امام صاحب کے تلامذہ کا اسناد بیان کرنا اور سند متصل حدیث کا سرد کرنا بواسطۂ امام

اظہر من الشمس اور اِس مردود قول کا مبطل ہی۔ دیکھو امام محمد کی موطا۔ کتاب الآثار۔ کتاب الحجج۔ سیر کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج۔ کتاب الامالی مجرد بن زیاد وغیرہا اِن کے دیکھنے سے تمکو کئی سو حدیثین امام کی روایت کی صحیح وحسن ملینگی پھر اسکے کیا معنی کہ کل امام کی مرویات حدیثین سترہ سے زائد نہ تھین کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

امام اعظم کی تلمذی کا فخر بڑے بڑے اکابر شیوخ محدثین کو تھا ازانجملہ عبد الرزاق بن ہمام صاحب سند اور وکیع بن جراح اور عبد العزیز بن ابی رواد اور فضل بن دکین اور مکی بن ابراہیم بلخی اور عبد اللہ بن مبارک اور ابراہیم بن طہمان اور ابو عاصم ضحاک بن مخلد اور حامر بن فرات اور عبد اللہ بن یزید مقری اور عبد الحمید بن عبد الرحمن حمانی اور عبید اللہ بن یزید قرشی اور عبید اللہ بن عمرو الرقی اور علی بن ظبیان کوفی وغیرہم ہین جن مین اکثر شیوخ بخاری ہین۔

امام اعظم کے تصانیف بہت نہ تھے صرف فقہ اکبر اور کتاب الوصیۃ اور کتاب العالم والمتعلم اور کتاب المقصود وغیرہ آپکی یادگار ہین۔ امام اعظم کے مناقب مین کتب مصنفہ بکثرت موجود ہین لہذا یہان اسی قدر پر اکتفا کی گئی جسکو زیادہ ضرورت ہو وہ تاریخ ابن خلکان خیرات حسان۔ تبییض الصحیفہ۔ تذکرۃ الحفاظ۔ عقود المرجان۔ میزان شعرانی۔ احیاء العلوم۔ تاریخ خطیب نوادر شیفہ۔ مناقب شریفہ۔ شجرۃ العلما۔ البیان المنسجم۔ اخائر الذخائر وغیرہ مین دیکھلے واللہ ولی التوفیق

حماد بن ابو حنیفہ

آپکی کنیت ابو اسمعیل تھی آپ بڑے عابد زاہد متقی تھے حدیث وفقہ اپنے

والد ماجد سے پڑھی اور اپنے والد کے زمانے مین فتوا دیا کرتے تھے اور آپ امام ابو یوسف اور امام محمد اور زفر اور حسن بن زیاد وغیرہم کے طبقے مین سے تھے تدوین کتب فقہ مین ان لوگون کے معاون تھے آپ سے آپکے بیٹے قاضی اسمٰعیل نے تفقہ کیا بعد وفات قاسم بن معن کے آپ کوفہ کے قاضی بھی ہو گئے تھے ذیقعد ۱۶۷ھ ہجری مین آپ نے انتقال فرمایا۔

عبداللہ بن مبارک

یہ ابو عبدالرحمن مروزی امام اعظم کے تلامذہ سے ہین اور ۱۱۸ھ ہجری مین پیدا ہوئے حج اور جہاد اور تجارت کے سفرون مین اپنی عمر تمام کردی۔ حدیث کی سماعت سلیمان تیمی اور عاصم احول اور حمید طویل اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے کی اور فقہ وغیرہ علوم امام سے سیکھے اور اُن سے اکابر علما نے استفادہ کیا ازانجملہ یحیی بن معین اور عبدالرحمن بن مہدی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور اُن کے بھائی عثمان بن ابی شیبہ اور امام احمد بن حنبل وغیرہم ہین۔ بیس ہزار حدیث کا درس لوگون کو دیا۔ انمین کمال علم حدیث اور فقہ اور عربیت اور ایام عرب اور شجاعت اور سخاوت کا موجود تھا۔ امام ابن حنبل اور یحیی بن معین نے انکی بہت کچھ تعریفین کی ہین۔ یہ بڑے متورع وعابد تھے انکی روایت کی احادیث صحیحین مین بکثرت موجود ہین ۱۸۱ھ ہجری مین بماہ رمضان المبارک آپکا انتقال ہوا

ابو یوسف محدث

قاضی یعقوب بن ابراہیم کوفی محدث مفسر مورخ قاضی یوسف کے باپ تھے

اسلام مین سب سے پہلے قاضی القضاۃ کے لقب سے آپ ہی مشہور ہوئے
خلفاے عباسیہ مین سے تین خلیفہ کے وقت مین قاضی رہے۔ خلیفہ مہدی اور
اُن کے بیٹے خلیفہ ہادی اور اُن کے بھائی خلیفہ ہارون رشید کی طرف سے عہدۂ قضا
پر مامور تھے۔ ہارون رشید آپ کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ قاضی ہوجانے کے بعد
جب کہ آپ کی عبادت مین کمی ہوگئی تھی اسوقت بھی آپ روزانہ دو سو رکعت نفل
نماز پڑھا کرتے تھے۔

آپ نے فقہ ابن ابی لیلیٰ سے حاصل کی تھی پھر انکو چھوڑ کر امام ابوحنیفہ سے
پڑھنا شروع کیا اور ہمیشہ امام اعظم کی اتباع مین تا دم مرگ رہے۔ حدیث آپ نے
امام لیث بن سعد اور ابو اسحاق شیبانی اور سلیمان تیمی اور اعمش اور ہشام بن عروہ اور
محمد بن اسحاق بن یسار اور امام ابوحنیفہ اور عطار بن سائب وغیرہم سے سنی۔

یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل آپ کے شاگردون مین ممتاز تھے۔ امام
ابو یوسف سے حدیث کی روایت علاوہ اِن کے اور بھی بہت سے بزرگون نے
کی ہی۔ ازانجملہ محمد بن حسن شیبانی اور بشر بن الولید کندی اور احمد بن منیع وغیرہم ہین
امام ابو یوسف کے تلامذہ بہت سے تھے ازانجملہ محمد بن سماعہ اور معلی بن منصور اور بشر بن
الولید مذکور اور بشر بن غیاث مریسی اور خلف بن ایوب اور عصام بن یوسف اور ہشام
ابن عبداللہ اور حسن بن ابی مالک اور ابو علی رازی اور ہلال الرائی اور علی بن الجعد وغیرہم
ہین۔ آپ نے اُنتیس برس تک امام ابوحنیفہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی کبھی تکبیر تحریمہ
فوت نہوئی اور امام سے کے ساتھ تکبیر تحریمہ مین برابر شریک رہا کیے۔ امام محمد نے بھی آپ
سے بہت کچھ پڑھا ہی اور جامع صغیر مین آپ کی روایت کو جمع کیا ہی تفسیر اور حدیث

اور ایام عرب مین آپ ضرب المثل تھے۔ اصول فقہ حنفی کے موجد آپ ہی ہین سب سے پہلے امام کے علوم کو ملک مین انھین نے شایع کیا۔

انہین بھی پورے طور سے مثل امام کے شروط اجتہاد مجتمع تھے اور یہ بھی مجتہد مقید مانے گئے ہین۔ آپ کی تصانیف سے کتاب الخراج وامالی وغیرہ ہین سنہ ۱۸۲ھ مین آپ نے انتقال فرمایا مزار آپ کا بھی بغداد مین ہی۔

امام محمد فقیہ

اصل مین آپکے آباو اجداد ملک شام کے تھے آپکے باپ حسن بن فرقد شیبانی شام سے عراق مین آئے اُسوقت امام محمد کی پیدایش شہر واسط مین ہوئی اور کوفے مین نشو ونما پائی۔ علم حدیث کا امام مالک اور مالک بن دینار اور امام ابو یوسف اور ربیعہ اور مسعر بن کدام اور اوزاعی اور ثوری وغیرہ سے حاصل کیا اور بغداد مین حدیث کا درس دیا اور فقہ امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ سے سیکھی آپ فراء نحوی کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور حلیم شحیم اور بڑے ذکی الطبع وذہین تھے۔ بیس برس کی عمر مین کوفہ کی مسجد مین درس دینا شروع کیا۔ امام شافعی کہتے ہین کہ مین نے سوای محمد بن حسن کے کسی موٹے آدمی کو ذہین نہین دیکھا۔

کہتے ہین کہ کسی سے سوال نہین کیا جاتا مگر اُسکے چہرے پر ناخوشی و پریشانی کے آثار نمایان ہوتے ہین سوائے محمد بن حسن کے کہ جب اِنسے کچھ پوچھا جاتا ہی تو خوشی اور فرحت اور مسرت کے علامات اُن کے چہرے پر ظاہر ہوتے ہین اور کراہیت اور ملالت کا نام بھی نہین پایا جاتا۔

آپ بڑے بلیغ فصیح تھے جب آپ عربی بولتے تھے تو سننے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ قرآن آپ ہی کے محاورے کے موافق نازل ہوا ہی۔ کئی فن مین آپ اپنا نظیر نہین رکھتے تھے۔ علوم قرآن۔ علم عربیت۔ نحو۔ حساب۔ فقہ کہ ان فنون مین آپ اُستاد مانے جاتے تھے۔ آپ ہی کی تصانیف کثیرہ امام اعظم کے علوم کی ترویج کے باعث ہوئے۔ آپ کے تصنیفات ایک ہزار نوسو ننانوے ہین کل تصانیف مین آپنے فقہیہ مسائل عبادات ومعاملات کے لکھے ہین۔ آپ ہی کی کتابون سے چھ کتابون کو ظاہر روایت کے نام سے نامزد کرتے ہین۔ اور انھین کو کتب اصول بھی بولتے ہین۔ آپ کے کثرت تصانیف ور اسلوب تحریر سے لوگ حیران اور ششدر رہا کرتے تھے۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ مبسوط۔ زیادات۔ کتاب الآثار۔ کتاب الحج۔ کیسانیات۔ ہارونیات۔ جرجانیات۔ رقیات۔ عمردیات۔ نوادر وغیرہ۔ آپ کی یادگار ہین۔

فائدہ کیسانیات اُن مسائل کے مجموعہ کا نام ہی جسکو سلیمان بن شعیب کیسانی نے امام محمد سے روایت کیا ہی۔

ہارونیات اُن مسائل کے مجموعہ کا نام ہی جسکو امام محمد نے ہارون رشید کے زمانے مین قضا کے عہدہ ملنے کے بعد تصنیف کیا ہی۔

جرجانیات ان مسائل کے مجموعہ کا نام ہی جسکو علی بن صالح جرجانی نے امام محمد سے روایت کیا ہی۔

رقیات اُن مسائل کے مجموعہ کا نام ہی جسکو محمد بن سماعہ نے امام محمد سے شہر رقہ مین روایت کیا ہی۔ اور انساب سمعانی مین ہی کہ شہر رقہ کی قضا ہارون رشید نے

امام محمد کو دی تھی وہین آپ نے کتاب الرقیات کو تصنیف فرمایا۔ پھر جب آپ عہدۂ قضا سے معزول ہوئے تو بغداد مین رہنے لگے۔

عمریات یہ امام محمد صاحب کے امالی کے مجموعہ کا نام ہی جسکو عمرو بن ابی عمرو نے جمع کیا تھا۔

نوادر اُن مسائل کو کہتے ہین جو کتب ستہ امام محمد کے سوا مین ہون یا اُن کے تلامذہ کے جمع کیے ہوئے ہون جیسے نوادر بن سماعہ اور نوادر ہشام اور نوادر بن رستم وغیرہ اور اسمین روایات متفرقہ اور خلاف کتب ظاہر روایت کے ہین۔ یہ کتابین دوسرے طبقے کی ہین۔

امام محمد صاحب کے شاگردون مین امام شافعی اور ابو حفص کبیر احمد بن حفص اور ابو سلیمان جوزجانی اور موسی رازی اور محمد بن سماعہ اور ہشام بن عبید اللہ رازی اور ابراہیم بن رستم اور عیسی بن ابان وغیرہم اکابر شمار کیے گئے ہین بمقام رے بمصاحبت ہارون رشید عباسی ۱۸۹ھ ہجری مین امام محمد نے انتقال فرمایا ہی۔

امام زفر عنبری

زفر بضم زائے معجمہ و فتح فا۔ ابن ہذیل بن قیس بن سلیم بن قیس عنبری یہ نسبت عنبر کی طرف ہی جو اِن کے اجداد مین سے کسی کا نام تھا۔ یہ امام اعظم کے تلامذہ سے بڑے صائب الرائے اور اقیس اصحاب سے تھے۔ اصل مین آباو اجداد اِن کے اصفہان کے باشندے تھے اور بڑے جلیل القدر فقیہ عابد محدث تھے زہد و عبادت اور قیاس مین بے نظیر تھے۔ زفر کو بہت تنگ کیا گیا کہ وہ عہدۂ قضا قبول کرین

مگر وہ روپوش ہو گئے اور کسی طرح عہدہ قضا کو قبول نہ کیا۔ یہ قاضی ابو یوسف سے زیادہ متورع تھے ولادت انکی ۱۱۰ھ ہجری مین ہی اور کفوی نے ۱۵۸ھ ہجری کو زفر کی وفات کا سن بتلایا ہی۔

حدائق الحنفیہ مین ہی کہ بصرے مین ۱۵۸ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

ابو سلیمان جوزجانی

نام آپکا موسی بن سلیمان جوزجانی ہی آپنے فقہ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے پڑھی اور کتب اصول اور نوادر کی روایت بھی بلا واسطہ امام محمدؒ سے کرتے ہین۔ خلیفہ مامون عباسی نے آپ سے عہدہ قضا کے قبول کرنے کو فرمایا تھا مگر آپنے انکار کیا ۲۰۰ھ ہجری کے بعد آپ کا انتقال ہوا۔ آپ استاذ الفقہا اور معلی بن منصور کے ہم سبق تھے۔

حسن بن زیاد لولوی

حسن بن زیاد لولوی کوفی امام ابو حنیفہ کے اجلہ تلامذہ سے محب سنت اور حافظ احادیث تھے۔ عہدہ قضا کو قبول کیا تھا مگر پھر استعفا دیدیا۔ محمد بن سماعہ اور محمد بن شجاع ثلجی اور علی رازی وغیرہ نے آپ سے تلمذ کیا انکو ۲۰۰ھ ہجری کا مجدد کہتے ہین۔ انکی تصانیف سے کتاب المجرد اور امالی یادگار رہین۔ وفات ان کی ۲۰۴ھ ہجری مین ہوئی امام شافعی نے بھی اسی سن مین انتقال کیا ہی۔ یہ بھی درجۂ اجتہاد کو پونہچے تھے

اسمٰعیل بن حماد

یہ امام ابو حنیفہ کوفی مجتہد کے پوتے اور بڑے متدین عابد زاہد صالح عالم فاضل اپنے وقت کے امام تھے آپ نے اپنے دادا امام اعظم کو نہین دیکھا تھا کینت آپ کی ابو عبداللہ تھی فقہ اپنے والد حماد اور حسن بن زیاد سے پڑھی اور حدیث کو اپنے والد اور عمرو بن ذر اور مالک بن مغول اور ابن ابی ذئب اور قاسم بن معن وغیرہم سے حاصل کیا ابو سعید بردعی نے آپ سے فقہ پڑھی آپنے امام ابو یوسف سے بھی کچھ پڑھا ہے۔ آپ بغداد کے پھر بصرہ پھر رقہ کے قاضی بھی ہوئے تھے۔ خلیفہ مامون کے زمانے مین شباب مین ۲۱۲ہ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

خلف بن ایوب بلخی

آپ امام زفر اور امام محمد کے اصحاب مین سے فقیہ محدث عابد زاہد تھے اور فقہ آپنے امام ابو یوسف سے پڑھی تھی اور حدیث اسرائیل بن یوسف اور اسد بن عمر اور معمر سے روایت کی اور آپ سے امام احمد اور ابو کریب وغیرہ نے روایت کی اور صحیح ترمذی مین آپ کی روایت کی یہ حدیث موجود ہے خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت و فقہ فی الدین آپ ابراہیم بن ادہم کے مرید تھے وفات آپ کی بقول اصح ۲۱۵ہ ہجری مین ہوئی۔

ابو حفص کبیر

مجتہد عصر احمد بن حفص بخاری حدیث و فقہ مین امام محمد کے شاگرد تھے
آپکے اصحاب بکثرت تھے۔ آپ اور خلف بن ایوب اور ابو سلیمان تینون امام محمد سے
پڑھا کرتے تھے۔ مگر اُن دونون سے زیادہ آپ ذہن اور حافظے مین تھے
امام بخاری کو بخارا مین فتوا دینے سے آپ ہی نے روکا تھا اور فرمایا تھا کہ
آپ مین فقاہت اور فتوا دینے کی لیاقت نہین ہے اور مسالۂ رضاعت مین
امام بخاری کو بند کیا تھا ۲۱۷ھ ہجری مین آپ کی وفات ہے۔

خَصَّاف

ابوبکر احمد بن عمر حنفی فرضی محاسب مذہب حنفی کے بڑے ماہر تھے انھون
نے اپنے باپ عمر سے علم فقہ کو حاصل کیا اور وہ امام محمد و حسن بن زیاد کے شاگرد
تھے۔ اور دیگر علوم متفرق لوگون سے حاصل کیے۔ حدیث کی سماعت سوا اپنے
والد کے ابوداؤد طیالسی اور مسدد اور علی بن المدینی وغیرہم سے بھی کی۔ اِنکا
خصاف لقب اسواسطے مشہور ہوا کہ یہ اپنے ہی دستکاری کی کمائی کھاتے تھے
اور یہ موزے اور نعلین بنایا کرتے اُسی سے اپنی اوقات بسر کرتے تھے
انکی تصانیف سے کتاب مناسک الحج۔ وکتاب الحیل۔ وکتاب الوصایا۔ وکتاب الشروط
وکتاب المحاضر والسجلات۔ وکتاب الرضاع۔ وکتاب ادب القاضی۔ وکتاب
النفقات علی الاقارب۔ وکتاب احکام الوقف وغیرہ ہین۔ وفات انکی سنہ ۲۶۱
ہجری مین ہے۔ اَسّی سال کی عمر مین آپ کا انتقال ہوا اور بغداد مین
مدفون ہوئے۔

ابو حفص صغیر

شیخ حنفیہ امام ربانی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن حفص بن زبرقان معروف بہ ابو حفص صغیر فقیہ محدث ثقہ تھے فقہ اپنے والد امام ابو حفص کبیر سے پڑھی اور حدیث یحییٰ بن معین وغیرہ سے اور مدت تک امام بخاری کے رفیق سفر تھے۔ اکابر علما نے آپ سے فقہ پڑھی ہے آپ صاحب تصانیف بھی تھے ۲۶۴؁ھ ہجری مین بماہ رمضان المبارک آپ کا انتقال ہوا۔

ابن ثلجی

ابو عبداللہ محمد بن شجاع ثلجی بغدادی فقیہ اہل عراق محدث عابد قاری صالح متدین اور اپنے وقت مین فقیہ حنفیہ تھے۔ فقہ حسن بن مالک اور حسن بن زیاد سے حاصل کی۔ ثلجی آپ کو اسلیے کہتے ہین کہ آپ ثلج بن عمر بن مالک بن عبد مناف کی طرف منسوب تھے پچاسی سال کی عمر مین بتاریخ چار ماہ ذی الحجہ ۲۶۶؁ھ ہجری مین عصر کی نماز مین بحالت سجدہ جان بحق تسلیم کی۔

ابو جعفر بغدادی

علامہ احمد بن ابی عمران موسی بن عیسی ابو جعفر بغدادی دیار مصر کے قاضی اور اکابر حنفیہ سے تھے۔ صاحبین کے شاگرد رشید محمد بن سماعہ کے شاگرد اور امام طحاوی کے اُستاد تھے اور عاصم بن علی سے حدیث کی سماعت کی اور

بشر بن الولید اور علی بن جعد سے بھی فقہ پڑھی انکی تصنیف سے ایک کتاب الحج ہی مگر مشہور یہ ہی کہ یہ کتاب عیسی بن ابان کی تصنیف سے ہی۔ ممکن ہی کہ اس نام کی کتاب دونون صاحبون نے تصنیف کی ہو۔ وفات انکی بقول ابن اثیر ۲۲۰ھ ہجری مین اور بقول امام جلال الدین سیوطی مصر مین ۲۸۵ھ ہجری مین ہوئی واللہ اعلم۔

ابو خازم

آپ کا نام قاضی عبد الحمید بن عبد العزیز بصری بغدادی تھا۔ عیسی بن ابان اور بکر بن محمد عمی کے شاگرد اور امام طحاوی اور ابو طاہر دباس کے اُستاد تھے امام ابو الحسن کرخی بھی آپ کی مجلس مین شریک ہوئے آپ بڑے زبردست عالم ثقہ پارسا عالم استاد الوقت کوفے کے قاضی تھے۔ آپ کی تصانیف سے کتاب المحاضر والسجلات اور کتاب ادب القاضی اور کتاب الفرائض ہین۔ بغداد مین بماہ جمادی الاولی ۲۹۲ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

ہشام رازی

یہ ہشام بن عبید اللہ رازی امام ابو یوسف اور امام محمد صاحب کے شاگرد ہین حدیث امام مالک سے روایت کی۔ انکی تصانیف سے کتاب النوادر مشہور ہی جسے نوادر ہشام کہتے ہین۔ اُسمین امام محمد صاحب کی روایت کے وہ مسائل ہین جو اصول مین نہین ہین یہ دوسرے طبقے کے مسائل ہین۔ اِنکا ذکر شرح وقایہ مین لفظ لعب کی تحقیق مین فرائض وضو کی بحث مین ہی۔ تحصیل علم مین ہشام نے سات لاکھ درہم

خرچ کیے اور ایک ہزار سات اکابر مشایخ سے ملاقات کی۔

ابو بکر جُوزَجانی

نام آپ کا احمد بن اسحق بن صبیح جوزجانی ہے۔ آپ ابو سلیمان جوزجانی کے شاگرد رشید ہین۔ آپ بڑے عالم جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے آپ کی تصنیف سے کتاب الفرق والتمیز و کتاب التوبہ یادگار ہے جوزجانی جوزجان کی طرف نسبت ہے جو بلخ کے قریب ایک شہر کا نام ہے جوزجان بضم جیم اول و سکون واو و فتح زاے معجمہ و جیم ثانی قبل الف و بعد الف نون ہے۔

ابو علی دَقَّاق

یہ ابو سعید بردعی کے اُستاد ہین اور موسیٰ[1] بن نصر رازی کے شاگرد ہین جو امام محمد کے اصحاب سے تھے ۳۱۲ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا کتاب الحیض انکی یادگار ہے دقاق آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ آٹا فروخت کیا کرتے تھے

ابو سعید بَرِدعی

امام وقت مجتہد عصر ابو سعید احمد بن حسین بردعی فقہاے کبار و مشایخ نامدار سے ہین۔ علوم آپنے اسمعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ اور ابو علی دقاق سے پڑھے

---

[1] یہ موسی بن نصر رازی امام محمد کے اصحاب مین سے صاحب حدیث و فقہ اور عارف مذہب تھے انکی کنیت ابو سہل تھی۔ حدیث کو عبدالرحمن ابی زہیر سے روایت کی۔ اور آپ سے ابو سعید بردعی اور ابو علی دقاق نے تفقہ کیا۔ ۱۲ منہ

اور آپ سے ابوالحسن کرخی اور ابوطاہر دباسی اور ابو عمرو طبری نے فقہ پڑھی۔ داؤد ظاہری کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد بغداد مین (مسائلۂ بیع ام ولد مین) آپ ہی نے بند کیا تھا۔ اور آپ بغداد مین درس دیا کرتے تھے۔ داؤد ظاہری کے اصحاب آپ سے مستفید ہوتے رہے بعد وفات داؤد ظاہری کے آپ مکہ معظمہ تشریف لائے اور وہین عشرۂ اولی ذی الحجہ ۳۱۷ھ ہجری مین قرامطہ کی لڑائی مین شہید ہوئے۔ بردعہ بکسر با و سکون رائے مہملہ و فتح دال مہملہ آذربیجان مین ایک شہر ہے۔

طحاوی

ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ ازدی[1] فقیہ محدث جو مصر مین حنفیون کے امام گذرے[2] ہین۔ پہلے یہ شافعی المذہب تھے اپنے ماموں اسمعیل مزنی سے پڑھا کرتے تھے اور مزنی امام شافعی کے شاگرد رشید تھے۔ اتفاقاً ایک روز مزنی کسی مسائلہ کی بحث مین ان سے خفا ہو گئے اور بحالت غیظ کہنے لگے کہ بخدا تمھین کچھ نہ آئیگا اس کلام سے ابو جعفر طحاوی نے سخت ناخوش ہو کر انسے پڑھنا چھوڑ دیا اور اُنکے مذہب سے دست بردار و بیزار ہو گئے اور ابو جعفر احمد بن عمران وغیرہ سے پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ روز کے بعد ایسے زبردست عالم ہو گئے کہ احکام القرآن اور کتاب اختلاف العلما اور مختصر فقہ اور شرح جامع کبیر اور شرح جامع صغیر اور کتاب السجلات اور کتاب الوصایا اور کتاب الفرائض اور شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار اور تاریخ کبیر

---

[1] ازد قبائل یمن مین سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ۱۲

[2] طحاوی کی ولادت شب یکشنبہ ۱۰ ربیع الاول ۲۲۹ھ ہجری و بقولے ۲۳۸ھ ہجری مین ہوئی۔ اور وفات آپ کی غرۂ ذیقعدہ ۳۲۱ھ ہجری مین ہوئی۔ بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ آپ مجتہد منتسب تھے اور محض مقلد حنفی نہ تھے۔ ۱۲ منہ

وغیرہ لکھ ڈالین۔ بعد عالم ہونے کے طحاوی کہتے تھے کہ واللہ اگر میرے ماموں زندہ ہوتے تو کفارہ قسم کا انکو ادا کرنا پڑتا۔ مؤرخ ابن خلکان اور سمعانی اور یافعی نے کہا ہی کہ طحاوی منسوب ہی طحا قریہ کی طرف جو مصر مین ہی۔ اور سیوطی نے کہا کہ طحاوی طحا قریہ کے رہنے والے نہ تھے بلکہ طحطوطہ کے باشندے تھے چونکہ انکو طحطوطی کہنا مکروہ و ناپسند معلوم ہوتا تھا لہذا طحاوی کہنے لگے۔

ماتریدی

ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی امام الہدی کے لقب سے مشہور ہین انھون نے ابوبکر احمد جوزجانی سے پڑھا انھون نے ابو سلیمان جوزجانی سے انھون نے امام محمد سے انھون نے امام ابو حنیفہ سے فقہ حاصل کی۔ انکی تصانیف سے کتاب التوحید اور کتاب المقالات اور کتاب ردّ دلائل الکعبی اور کتاب تاویلات القرآن وغیرہا ہین ۳۳۳ سنہ ہجری مین انکا انتقال ہوا اور سمرقند مین مدفون ہوئے۔ ماتریدی ماترید کی طرف منسوب ہی اور ماترید سمرقند کے علاقے مین ایک گانون کا نام ہی یا سمرقند مین ایک محلہ ہی۔ ماترید بضم تاے مثناۃ فوقانیہ و راے مہملہ مکسورہ و سکون یا آخر الحروف و دال مہملہ یہ حنفی المذہب امام متکلم تھے امام رستغفنی اور ابو محمد عبد الکریم بزدوی اور قاضی اسحق سمرقندی آپکے تلامذہ سے تھے۔

اسکاف

امام فقیہ محمد بن احمد بلخی ابوبکر بڑے جلیل القدر فقہا سے ہین آپنے ابو سلیمان جوزجانی کے

شاگرد محمد بن سلمہ سے فقہ پڑھی اور آپ سے ابوبکر اعمش محمد بن سعید اور ابو جعفر ہندوانی نے فقہ پڑھی۔ نفحات الانس مین لکھا ہی کہ آپنے برابر تیس سال تک روزے رکھے اور نزع کے وقت بھی پانی نہ پیا بحالت روزہ ہی انتقال فرمایا وفات آپ کی ۳۳۳ھ ہجری مین ہوئی۔

رُستُغفَنی

امام ابوالحسن علی بن سعید رستغفنی ابو منصور ماتریدی کے شاگردون مین سے ہین۔ اور شمس الایمہ حلوانی سے مقدم ہین۔ یہ بھی اصحاب تخریج سے ہین۔ رستغفنی نسبت ہی رستغفن گانون کی طرف جو سمرقند مین ہی۔ رستغفن بضم رائے مہملہ وضم تائے مثناۃ فوقانیہ وسکون سین مہملہ وغین معجمہ وفتح فا ہی انکا انتقال ۳۳۳ھ ہجری مین ہوا یہی ابوالحسن امام رستغفنی کے نام سے مشہور ہین اور اکثر فتاوی مین انھین کے اقوال امام رستغفنی کے نام سے منقول ہین۔ آپ کی تصنیفات سے ارشاد المہتدی اور کتاب الزوائد وکتاب الخلافیات ہی آپ سمرقند کے کبار مشایخ فقہا سے ہین۔

کرخی

شیخ الحنفیہ ابوالحسن عبید اللہ بن حسین بن دلہم کرخی۔ کرخی کرخ بالفتح کی طرف منسوب ہی جو عراق مین ایک قریے کا نام ہی۔ اسکے سوا کرخ اور جگہ بھی ہی۔ فقہ ابوسعید بردعی تلمیذ اسمعیل بن حماد بن امام ابوحنیفہ سے پڑھی۔ نماز اور روزہ بہت کیا کرتے تھے اور زاہد متعفف تھے انھون نے فقہ مین ایک مختصر کتاب لکھی ہی۔ جسکی

مختصر کرخی کے نام سے شہرت ہی امام محمد رح کی جامع کبیر اور جامع صغیر کی شرح بھی آپکی یادگار ہی سنہ ۲۶۰ ہجری مین انکی ولادت ہوئی اور انتقال سنہ ۳۴۰ھ مین ہوا۔ ابو بکر رازی جصاص اور ابو علی احمد شاشی فقیہ اور ابو حامد طبری اور تنوخی وغیرہم آپکے تلامذہ سے تھے آپ مجتہد فی المسائل تھے۔ مرض فالج مین آپ کا انتقال ہوا۔

طبری

امام ابو عمرو احمد بن محمد بن عبد الرحمن طبری فقیہ بغداد ہین۔ امام ابو الحسن کرخی کی حیات مین درس دیا کرتے تھے اِنھون نے ابو سعید بردعی سے اُنھون نے جناب قاضی اسمٰعیل سے اُنھون نے اپنے والد حماد سے اُنھون نے اپنے والد امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی سے فقہ پڑھی یہ بھی مثل کرخی کے شارح جامعین ہین سنہ ۳۴۰ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔

ہندوانی

امام ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن محمد بلخی ہندوانی فقیہ جلیل القدر فاضل عارف خدا پرست زاہد مذہب حنفی کے بڑے مؤید استاد کامل تھے انھون نے ابو القاسم صفار سے انھون نے نصیر بن یحیی سے انھون نے محمد بن سماعہ سے انھون نے ابو یوسف سے انھون نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ پڑھی اور ابو بکر اعمش سے بھی فقہ پڑھی ہی۔ ابو بکر اعمش نے ابو بکر اسکاف سے انھون نے محمد بن سلمہ سے انھون نے ابو سلیمان سے انھون نے امام محمد رح سے فقہ حاصل کی انکا ذکر شرح وقایہ کی

کتاب الطہارۃ مین ماءِ جاری کی بحث مین ہی۔ بڑے فتاوے اور اختلاف الروایات مین آپ کا بھی ذکر آیا کرتا ہی فقہ مین ایسی مہارت اور قابلیت تھی کہ جسکی وجہ سے آپ کو ابو حنیفہ صغیر کہا کرتے تھے۔ ہندوانی نسبت بلخ کے ایک محلہ کی طرف ہی جسکو باب ہندوان کہتے تھے کہ وہان ہند کے آوردہ غلام اور لونڈیان ٹھہرائی جاتی تھین۔ ہندوان بکسر ہا وضم دال مہملہ وسکون نون اول ہی ان کا انتقال بخارا مین ۳۶۲ھ ہجری مین ہوا۔

جصّاص رازی

امام ابو بکر احمد بن علی بن حسین اپنے وقت مین یہ امام الحنفیہ تھے پہلے انھون نے علوم ابو سہل[1] زجاجی سے پڑھے اور یہ زجاجی ابو الحسن کرخی کے شاگردون مین تھے بعد لیاقت و مہارت پیدا کرنے کے خود ابو الحسن کرخی سے علم فقہ کی تکمیل کی کرخی نے ابو سعید بردعی سے انھون نے موسی بن نصر رازی سے انھون نے امام محمد رح سے انھون نے امام اعظم سے فقہ پڑھی جصاص سے اہل اسلام کو عموماً اور حنفیہ کو خصوصاً بہت فائدے دینیہ پہونچے۔ آپ بغداد مین درس دیا کرتے تھے۔ لوگ اور طلبہ دور دراز مقامون سے آپکی تلمذی کا فخر حاصل کرنے کے لیے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے آپ بہت بڑے زاہد اور متورع تھے بعض لوگون کو اسکا دھوکا ہوا ہی کہ جصاص اور رازی

[1] یہ ابو سہل غزالی اور ابو سہل فرضی اور ابو سہل زجاجی کے نام سے مشہور ہین۔ یہ کرخی کے شاگرد اور جصاص کے اُستاد ہین فقہاے نیشاپور نے آپ سے فقہ حاصل کی ہی۔ شرح وقایہ کی کتاب الطہارۃ باب الحیض مین ان کا ذکر ہی انھون نے نیشاپور مین انتقال کیا ۱۲ منہ

دو شخص تھے حالانکہ یہی جصاص رے کے رہنے والے تھے اسیوجہ سے خلاف قیاس رے کی طرف یہ نسبت رازی کی ہے۔ آپکے تصانیف بہت ہین ازانجملہ احکام القرآن وشرح مختصر کرخی وشرح مختصر طحاوی وشرح جامعین وشرح الاسمار الحسنی وادب القضار وکتاب اصول الفقہ وغیرہ ہین بمقام نیشاپور ۳۷۰ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا اور پیدایش آپ کی ۳۰۵ھ ہجری مین شہر بغداد مین ہی چونکہ آپ چونا بنایا کرتے تھے اسوجہ سے جصاص کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابو اللیث سمرقندی

فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد سمرقندی فقیہ ابو جعفر ہندوانی مذکور کے شاگرد رشید ہین۔ یہ امام الہدی کے لقب سے مشہور تھے۔ کتب فتاوی مین انکی رائے اور اقوال بہت بڑے اعتماد کے ساتھ نقل کیے جاتے ہین۔ شرح وقایہ کی کتاب النکاح باب المہر مین بھی آپ کا ذکر ہے۔ آپکے تصانیف بہت ہین۔ ازانجملہ تفسیر القرآن۔ تنبیہ الغافلین۔ بستان العارفین۔ شرح جامع صغیر۔ النوازل۔ العیون الفتاوی۔ خزانۃ الفقہ۔ تاسیس النظائر۔ مختلف الروایۃ۔ آپکے سن وفات مین اختلاف ہے ۳۷۳ھ ہجری و ۳۷۵ھ ہجری مشہور ہے اور ۳۹۳ھ ہجری بھی لکھتے ہین۔

حدائق الحنفیہ مین بقول مختار نواح بلخ مین منگل کی رات گیارہ ماہ جمادی الاخری ۳۷۳ھ ہجری مین آپ کی وفات بتلائی ہے۔ سمرقند بفتح سین مہملہ ومیم وسکون را وفتح قاف وسکون نون معرب شمرکند ہے۔ شمر اگلے زمانے کے بادشاہون مین سے

ایک بادشاہ کا نام ہی۔ جسنے اس شہر کو تباہ کیا تھا پھر اُسکو سکندر نے بنایا کذا فی الفوائد البہیہ۔

امام فضلی

یہ مشہور امام ابو بکر محمد بن فضل بخاری امام فضلی کے نام سے معروف ہین یہ بڑے امام زبردست عالم شیخ جلیل اُستاد کامل تھے۔ روایت و درایت مین اِن پر بڑا اعتماد کیا گیا ہی انھین حضرت کے فتاوی سے کتب فتاوی مشحون ہین یہ حضرت شیخ عبد اللہ سبذمونی[1] کے شاگرد ہین اور سبذمونی ابو حفص صغیر محمد کے اور وہ ابو حفص کبیر احمد کے اور وہ امام محمدؒ کے شاگرد رشید تھے آپ کا انتقال سنہ ۳۸۱ھ ہجری مین ہوا۔ عالمگیری مین آپکے بہت اقوال امام فضلی کے نام سے لکھے ہین۔ استاد سبذمونی کا انتقال سنہ ۳۴۰ھ ہجری مین ہوا۔

خیزاخزی

نام انکا ابو محمد عبد اللہ بن فضل ہی۔ سمعانی اور سروجی اور سغناقی اور ملا علی قاری کا اسی پر اتفاق ہی اور مؤرخ کفوی اور ابن شحنہ کے نزدیک انکا نام عبد الرحمن ہی۔ یہ بہت بڑے عالم فقیہ متورع تھے۔ امام ابو بکر محمد بن فضل شاگرد عبد اللہ سبذمونی سے علوم پڑھے۔ خیزاخزی۔ خیزاخز کی طرف نسبت ہی جو قصبات بخارا سے ایک گاؤن کا نام ہی۔ خیزاخز بفتح خاے معجمہ وسکون یا و زاے مفتوحہ قبل

[1] سبذمونی نسبت ہی سبذمون کی طرف جو بخارا مین ایک گاؤن کا نام ہی۔ سبذمون بضم سین مہملہ وفتح آن وفتح باے موحدہ وسکون ذال معجمہ ومیم مضموم وسکون واو معروف ۱۲ منہ

الف وخاے معجمہ مفتوحہ قبل زاے معجمہ ہی۔

جُرجانی

فقیہ ابو عبداللہ محمد بن یحیی بن مہدی جرجانی اصحاب تخریج سے ہین۔ صاحب ہدایہ[1] اور عینی[2] اور کفوی[3] نے آپ کو اصحاب تخریج سے شمار کیا ہی۔ یہ فقیہ ابو عبداللہ جرجانی ابوبکر جصاص رازی کے اور وہ ابوالحسن کرخی کے شاگرد ہین۔ ابوالحسین احمد قدوری اور امام احمد بن محمد ناطفی صاحب الفتاوی آپکے شاگردون مین سربرآوردہ شاگرد تھے۔ اصحاب تخریج مین امام رستغفنی اور زاہد صفار[4] بھی شمار کیے گئے ہین فقیہ جرجانی کا انتقال بمرض فالج سنہ ۳۹۸ ہجری مین ہوا۔ اور بغداد مین امام ابو حنیفہ رح کی قبر کے پاس مدفون ہین۔

قدوری

یہ مشہور امام ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر فقیہ قدوری ہین۔ یہ بزرگ ابو عبداللہ جرجانی مذکور کے شاگرد ہین۔ حدیث کی روایت مین صدوق و ثقہ مانے گئے ہین

---

[1] صاحب ہدایہ نے باب صفۃ الصلوۃ مین کہا ہی کہ قومہ اور جلسہ صاحبین کے نزدیک سنت ہی اور ایسے ہی طمانینت موافق تخریج جرجانی کے اور موافق تخریج کرخی کے واجب ہی۔ یہان تک کہ اُسکے ترک سے امام اعظم رح کے نزدیک سجدہ سہو کا واجب ہوتا ہی۔ ۱۲ منہ [2] عینی نے بنایہ شرح ہدایہ مین باب صفۃ الصلوۃ مین صاحب ہدایہ کے اُس قول پر (فی تخریج الجرجانی) یہ حاشیہ چڑھایا ہی کہ وہ جرجانی صاحب تخریج ابو عبداللہ تلمیذ ابوبکر رازی کے ہین ۱۲ منہ [3] کفوی نے اعلام الاخیار مین آپ کے ترجمے مین اس امر کو تصریح کے ساتھ ظاہر کر دیا ہی کہ صاحب ہدایہ نے ان کو اصحاب تخریج مین شمار کیا ہی۔ ۱۲ منہ [4] اُن کا نام رکن الاسلام ابراہیم بن اسمٰعیل ہی۔ ان کو صفار بفتح صاد مہملہ و تشدید فا اسلیے کہتے تھے کہ یہ تانبے کے برتنون کی تجارت کیا کرتے تھے۔ بخارا مین ۲۶ ماہ ربیع الاول سنہ ۵۳۴ ہجری مین ان کا انتقال ہوا یہی زاہد صفار قاضیخان کے اُستاد ہین۔ ۱۲ منہ عفا اللہ تعالے عنہ

خطیب[1] بغدادی وغیرہ محدث اِن کے شاگرد تھے۔ اِن کے تصانیف سے مختصر قدوری متن اور شرح مختصر کرخی اور تجرید خلافیات کے مسائل مین سات جلدون مین ہی جسمین ابوحنیفہ وشافعی کے خلافیات مسائل مع ادلۂ فریقین کے بڑے بسط کے ساتھ لکھے ہین۔ اور کتاب التقریب فی الخلافیات بھی انھین کی تصنیف ہی اسمین فریقین کے اختیارات ومسائل مستنبطہ کا صرف ذکر کیا ہی اور دلائل سے بحث نہین ہی۔ انکو ابوالحسن کرخی کا شاگرد کہنا ہمارے نزدیک صحیح نہین کیونکہ کرخی کا انتقال بماہ شعبان ۳۴۰ھ ہجری مین ہوا اور قدوری کی ولادت ۳۶۲ھ ہجری مین ہوئی اگر یہ سنِ وفات وولادت صحیح مانا جائے تو قدوری کرخی کے انتقال کے بائیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہان بالواسطہ[2] کرخی کے شاگردون مین ہو سکتے ہین فتفکر[3] قدوری کی وفات بماہ رجب ۴۲۸ھ ہجری مین ہوئی۔ قدوری بضم قاف نسبت ہی قدورہ کی طرف جو بغداد مین ایک گانون کا نام ہی یا بیع قدور کے سبب سے انکی یہ نسبت ہوئی۔ قدور بضم قاف جمع قدر بالکسر بمعنی ھانڈی۔

دبوّسی

یہ قاضی ابوزید عبیداللہ بن عمر بن عیسی ابوزید دبوّسی کے نام سے مشہور ہین

---

[1] نام انکا ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بغدادی صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ بغداد مین بماہ ذی الحجہ ۴۶۳ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ ۱۲ منہ

[2] وہ واسطہ ابوعبداللہ جرجانی ہین کہ یہ جصاص رازی کے شاگرد ہین اور وہ ابوالحسن کرخی کے شاگرد تھے۔ پس قدوری دو واسطے سے کرخی کے شاگرد ہین ایسا ہی فوائد بہیہ مین قدوری کے ذکر مین ہی ۱۲ منہ

[3] فوائد بہیہ اور عمدة الرعایہ مین لکھا ہی کہ کرخی کا انتقال ۳۴۰ھ ہجری مین ہوا اور قدوری کی ولادت ۳۶۲ھ ہجری مین ہوئی اور یہ صحیح ہی اور کرخی کے حال مین لکھا ہی کہ کرخی اور ابوعبداللہ دامغانی اور ابوعلی تنوخی وغیرہم کرخی کے شاگرد تھے آہ پس جو شخص کہ بائیس برس کرخی کی وفات کے بعد پیدا ہوا وہ کیسے کرخی کا شاگرد ہو سکتا ہی۔ ۱۲ منہ

نامشہ فقی

دبوسی نسبت ہے شہر دبوس (بفتح دال مہملہ) کی طرف جو بخارا اور سمرقند کے درمیان مین ہے۔ فقہاے احناف کے بڑے جلیل القدر مشایخ سے تھے۔ دلائل اور براہین کے استخراج اور مسائل کے استنباط اور نظر دقیق مین اپنے زمانے مین ضرب المثل تھے۔ یہ وہی حضرت ہین جنھون نے سب کے پہلے علم خلافیات مین کتاب تصنیف کی ہے۔ کتاب الاسرار اور تقویم الادلہ انھین کی یادگار رہین۔ شرح وقایہ کے کتاب الزکوۃ باب زکوۃ الخارج مین انکا ذکر ہے۔ انکا انتقال ۴۳۰ھ ہجری مین ہوا۔ مزار بخارا مین ہے۔

مُستغفری

ابو العباس جعفر بن محمد بن المعتز بن محمد بن مستغفر نسفی بڑے فقیہ فاضل محدث صدوق ماوراء النہر مین انکا مثل تصنیف کرنے اور معانی حدیث کے سمجھنے مین دوسرا نہ تھا۔ انکی ولادت ۳۵۰ھ ہجری مین اور وفات ۴۳۲ھ ہجری مین ہوئی۔ انھون نے قاضی ابو علی حسین نسفی سے انھون نے ابو بکر محمد بن فضل سے انھون نے استاذ سبذمونی سے علم پڑھا۔ یہ مستغفری صاحب تصانیف ہین ان کے بیٹے ابو ذر محمد ابن جعفر مستغفری بھی بڑے عالم اور خطیب نسف تھے۔ مستغفری بضم میم و سکون سین مہملہ و غین معجمہ و فتح تا و کسر فا نسبت مستغفر کی طرف ہے جو ان کے اجداد کے نامون مین سے ایک نام ہے۔

صَیمری

قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی اکابر فقہا سے تھے ابو نصر محمد بن سہل بن ابراہیم سے

انھون نے ابو بکر جصاص رازی سے انھون نے ابو الحسن کرخی سے انھون نے ابو سعید بردعی سے انھون سے موسی بن نصر سے انھون نے امام محمد سے فقہ پڑھی۔ یہ مدائن کے قاضی بڑے دقیق النظر حسن العبارۃ تھے۔ اِن سے اکابر علما نے استفادہ کیا۔

صیمر بروزن حیدر ایک گانون کا نام ہی جو نہر بصرہ کے متصل ہے۔ آپ سے قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ محمد بن علی دامغانی نے تلمذ کیا ہی۔ ولادت انکی ۳۵۱ھ مین اور وفات بماہ شوال ۴۳۶ھ ہجری مین ہوئی۔ صیمر کے میم کو کبھی مضموم بھی پڑھتے ہین۔

ناطفی

ابو العباس احمد بن محمد بن عمر (یا عمرو) ناطفی طبری علماے عراقیین مین اکابر فقہا سے ہین۔ آپ ابو عبد اللہ جرجانی کے وہ ابو بکر جصاص رازی کے وہ ابو الحسن کرخی کے وہ ابو سعید بردعی کے وہ قاضی ابو خازم کے وہ عیسیٰ ابن ابان کے وہ محمد بن حسن شیبانی کے وہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے

آپ کو ناطفی اسواسطے کہتے تھے کہ ناطف حلوے کا کاروبار آپ کیا کرتے تھے۔ آپ کی تصانیف سے واقعات۔ اور نوازل۔ اور اجناس اور فروق۔ اور ہدایہ یادگار ہین۔ آپ نے ابو حفص بن شاہین وغیرہ سے حدیث پڑھی ہی۔ بمقام رے ۴۴۶ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

خمیر الوبری

زین الایمہ محمد بن ابو بکر خوارزمی معروف بہ خمیر الوبری بڑے زبردست عالم مناظر متکلم تھے۔ انکی تصنیف سے کتاب الاضاحی یادگار ہے۔ انھون نے ابو بکر محمد بن علی زرنجری سے انھون نے شمس الایمہ حلوانی سے علم فقہ حاصل کیا۔ وبری بفتح واو وسکون بانسبت وبر کی طرف ہے۔ آپ صوف اور ریشم سے پوستین بنایا کرتے تھے۔

شمس الایمہ حلوانی

امام ابو محمد عبد العزیز بن احمد بن نصر بن صالح بخاری شمس الایمہ حلوائی کے نام سے انکی شہرت ہے۔ یہ اپنے زمانے مین رئیس الحنفیہ اور بڑے زبردست فقیہ بہت سے علوم کے عالم ماہر استاد کامل تھے۔ فقہ انھون نے ابو علی حسین ابن خضر نسفی سے انھون نے امام فضلی سے انھون نے استاذ سبذموتی سے انھون نے ابو حفص صغیر سے انھون نے ابو حفص کبیر سے انھون نے امام محمد رح سے پڑھی۔ شمس الایمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور بزدوی کے بھائی صدر الاسلام اور شمس الایمہ زرنجری وغیرہم اکابر علما آپ کی شاگردی کا فخر رکھتے ہین۔ اِنکی وفات کے سن مین اختلاف ہے۔ ذہبی نے ۴۵۶ھ ہجری اور سمعانی نے ۴۴۸ھ ہجری اور ۴۴۹ھ ہجری بتلایا ہے۔ شہر کش مین ماہ شعبان وفات پائی۔ بخارا کے قبرستان کلاباذ مین دفن ہوئے۔

تحقیق لفظ حلوانی۔ اس لفظ کی تحقیق مین تین قول بیان کیے جاتے ہین
ایک[1] یہ کہ حلوائی بفتح حاے مہملہ و ہمزہ قبل یا ہی ذہبی اور سمعانی
کا اسی پر اتفاق ہی۔
دوسرے[2] یہ کہ حلوانی بفتح حاے مہملہ و نون قبل یا ہی۔ علامہ عبد القادر
قرشی جواہر مضیہ فی طبقات حنفیہ والے اسیکے قائل ہین۔ انھین کی تبعیت کرکے
اخی چلپی نے حاشیہ شرح وقایہ معروف بہ چلپی مین کہا ہی انہ نسبۃ الی حلوان
اسم بلد بالعراق وان شمس الایمۃ منسوب الیہا اھ مگر اسکو تعلیقات سنیہ
مین غلط بتلایا ہی۔
تیسرے[3] یہ کہ حلوانی بضم حاے مہملہ و نون قبل یا ہی صاحب قاموس
کا میلان اسی طرف ہی کہ یہ نسبت بیع حلاوہ کی طرف ہی چنانچہ وہ قاموس مین لکھتے
ہین۔ حلوان بالضم بلد ان وقریتان ونسبۃ الی الحلاوۃ شمس الایمۃ
عبد العزیز بن احمد الحلوانی ویقال بھمزۃ بدل النون اھ یعنی حلوان بضم
حا دو شہر اور دو گانؤن کے نام ہین اور شمس الایمہ کی نسبت حلوا کی طرف
ہی اور بعضون نے بجاے نون ہمزہ سے حلوائی کہا ہی۔ حاصل یہ کہ اگر حلوانی
پڑھا جائے تو دو احتمال سے خالی نہین یا وہ نسبت حلوان شہر کی طرف ہوگی
اور یہی ظاہر ہی جیسا کہ صاحب جواہر مضیہ اور چلپی کا مختار ہی۔ یا وہ نسبت حلوان
مصدر بمعنی بیع حلوا کی طرف ہو جیسا کہ صاحب قاموس کا مقولہ ہی۔ اور اگر حلوائی
پڑھا جائے تو بیع حلوا کی طرف نسبت ہوگی سمعانی اور ابن ماکولا وغیرہما کا یہی مختار
ہی۔ صاحب ہدایہ کے شاگرد برہان الاسلام زرنوجی نے حلوائی پڑھنے کی

صحت پر یہ نقل پیش کی ہی کہ اِن کے والد احمد بن نصر حلوا بیچا کرتے تھے اور فقہا کو حلوا دیکر اپنے بیٹے کے لیے دعا لیا کرتے تھے انھین کی دعا سے شمس الایمہ ہو گئے۔ راقم الحروف بالنون پڑھتا ہی اور مولانا سے یون ہی سنا ہی۔ اِن کے تصانیف سے کتاب مبسوط اور نوادر مشہور ہی۔

بزدوی

فخر الاسلام ابو الحسن علی بن محمد بزدوی یہ کبار مشایخ حنفیہ سے تھے اور اصول و فروع مین مسلّم امام مانے جاتے تھے۔ انکی تصنیف سے ایک کتاب مبسوط نام کی بھی ہی جو گیارہ جلدون مین ہی اور بھی ایک کتاب اصول فقہ مین اصول بزدوی کے نام سے مشہور ہی۔ اور علاوہ اسکے انکے تصانیف بہت ہین۔ از انجملہ شرح جامع صغیر اور شرح جامع کبیر اور تفسیر قرآن اور شرح صحیح بخاری وغیرہ ہین۔ انکا انتقال ۴۸۲ھ ہجری مین ہوا اور سمرقند مین مدفون ہین۔

بَزْدَوِی نسبت ہی بَزْدَہ کی طرف جو ایک قلعہ کا نام ہی۔ یہ قلعہ شہر نسف سے چھ فرسخ کی مسافت پر ہی۔ بَزْدَہ بفتح با و سکون زاے معجمہ و فتح دال مہملہ۔

سُغْدی

امام رکن الاسلام قاضی ابو الحسن علی بن حسین بڑے فقیہ فاضل مناظر تھے بخارا مین مفتی اور قاضی اور مرجع حنفیہ تھے لوگ دور دور سے آپ کے پاس استفتے لایا کرتے تھے۔ شمس الایمہ سرخسی سے فقہ پڑھی اور انھین سے

شرح سیر کبیر کی روایت کی۔ فتاوی قاضیخان اور اکثر مشہور فتاووں مین ان کے بہت اقوال نقل کیے گئے ہین۔ ان کے تصانیف سے النتف فی الفتاوے اور شرح جامع کبیر یادگار ہین۔ بخارا مین ۴۶۱ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ سُغد بضم سین مہملہ وسکون غین معجمہ سمرقند کے ایک گانون کا نام ہے۔

مفتی الثقلین

امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسمٰعیل النسفی صاحب ہدایہ کے استاد اور صدر الاسلام ابو الیسر بزدوی[1] کے شاگرد اور بڑے زبردست فاضل اصولی محدث مفسر علم فقہ کے مشہور حافظ تھے۔ چارون مذہبون کے مسائل پر عبور رکھتا فقہ اور حدیث مین انکے تصانیف ہین اور جامع صغیر کو نظم بھی کیا ہے۔ علم فقہ اپنے والد محمد بن احمد سے انھون نے ابو العباس جعفر مستغفری سے انھون نے ابو علی نسفی سے انھون نے امام فضلی سے انھون نے سبذمونی سے حاصل کیا۔ انکے تصانیف سے التیسیر فی التفسیر راقم الحروف کے پاس موجود ہے سمرقند مین ۵۳۷ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ النسفی نسبت نسف کی ہے جو بلاد ما وراء النہر مین ایک شہر ہے۔ شہر نسف مین ۴۶۲ھ ہجری مین آپ پیدا ہوئے۔

شمس الائمہ سرخسی

[1] صدر الاسلام ابو الیسر محمد بزدوی فخر الاسلام ابو الحسن بزدوی کے بھائی تھے بعضون نے فخر الاسلام بزدوی کی کنیت ابو العسر بھی لکھی ہے اغلب کہ یہ تصحیف خطی ہو۔ یہ صدر الاسلام ابو منصور ماتریدی کے شاگرد کے شاگرد تھے۔ یہ حنفیہ کے امام ماوراء النہر مین مانے گئے ہین ان کا انتقال بخارا مین ۴۹۳ھ ہجری مین ہوا۔ ۱۲ منہ

امام علامہ فہامہ محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی امام شمس الائمہ حلوانی کے شاگرد اور برہان الائمہ عبد العزیز بن عمر بن مازہ اور محمود بن عبد العزیز اوزجندی اور رکن الدین مسعود بن حسن اور عثمان بن علی بیکندی کے اُستاد اور بڑے مستند زبردست عالم تھے یہ سنہ ۴۰۰ ہجری مین پیدا ہوئے۔ اِن کے تصانیف سے شرح سیر کبیر۔ شرح کتاب العبادات اور شرح کتاب الاقرار اور شرح مبسوط وغیرہا ہین ۴۹۰ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ ابن کمال پاشانے ان کو طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ہے۔ سرخسی نسبت سرخس کیطرف ہے جو ملک خراسان مین ایک پُرانے شہر کا نام ہے۔ سرخس نام اس شہر کا اس لیے مشہور ہوا کہ جس نے اس شہر کو آباد کیا تھا اس کا نام سرخس تھا اور یہ شخص اسی شہر کی درستی اور استحکام بناے تعمیرات مین مصروف اور وہین سکونت پذیر تھا کہ شکار پنجۂ اجل ہوا اور شہر اُسکی تمنا کے موافق مکمل نہوا آخر کو ذو القرنین نے اسکی تکمیل کردی اور یہ شہر اُسی کے نام سے مشہور رہ گیا۔ سرخس بفتح سین و راو سکون خاے معجمہ۔ آپ نے قید خانہ مین ایک کتاب اصول فقہ مین اور سیر کبیر کی شرح لکھی۔

فائدہ شمس الایمہ کئی فقہا کے لقب تھے۔ از انجملہ ایک شمس الایمہ عبد العزیز حلوانی دوسرے شمس الایمہ ابوبکر محمد سرخسی تیسرے شمس الایمہ محمد بن عبد الستار کردری چوتھے شمس الایمہ محمود اوزجندی پانچوین شمس الایمہ بکر بن محمد زرنجری وغیرہم ہین اور یہ لقب سب کے پہلے حلوانی کو ملا۔ شمس الایمہ کردری[۱] صاحب ہدایہ کے

---

[۱] انکو محمود بن عبد الستار بھی کہتے تھے انکا انتقال سنہ ۶۴۲ ہجری مین ہوا کردری کی نسبت کردر کیطرف ہے کردر بروزن جعفر ایک گانون کا نام ہے ۱۲

اور شمس الایمہ زرنجری[1] شمس الایمہ سرخسی کے شاگرد رشید تھے۔

صدر شہید

ابو محمد حسام الدین عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ فروع و اصول مین امام معقول و منقول مین فرد کامل مانے گئے اور بڑے اکابر ایمہ حنفیہ اور اعیان فقہا سے شمار کیے گئے ہین انھون نے فقہ اپنے والد بزرگوار برہان الدین کبیر عبد العزیز سے انھون نے شمس الایمہ سرخسی سے پڑھی ہے۔ خراسان کے بڑے بڑے فقہا اور علما اور فضلا سے مباحثہ اور مناظرہ مین غالب رہے صاحب ہدایہ کے استادوں[2] مین انکا شمار کیا جاتا ہے۔ ماوراء النہر مین انکی ایسی تعظیم و توقیر کیسی کی نہ تھی بادشاہ وقت اور وزرا اور ارکین سلطنت انکی بہت بڑی عزت کرتے تھے انکی تصانیف سے فتاوے صغریٰ اور فتاوے کبریٰ اور شرح ادب القضا مؤلفہ خصاف اور کتاب الواقعات اور شرح جامع صغیر وغیرہا ہین شہادت انکی ۵۳۶ھ ہجری مین بماہ صفر سمرقند مین بڑی دردناک حالت مین ہوئی۔

ظہیر بلخی

امام ابو بکر احمد بن علی بن عبد العزیز بلخی فروع و اصول مین استاد کامل معقول و منقول مین بڑے زبردست فاضل مشہور ہین۔ انھون نے امام نجم الدین ابو حفص عمر

[1] زرنجر بفتح زائے معجمہ و رائے مہملہ و سکون نون و فتح جیم و در آخر رائے مہملہ معرب زرنگر بخارا مین ایک گانؤن کا نام ہے انکا انتقال ۵۱۲ھ ہجری مین ہوا ۱۲ منہ

[2] صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر مرغینانی نے اپنی معجم شیوخ مین انکو بھی اپنے استادون مین گنا ہے ۱۲ منہ

نسفی سے انھون نے صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بزدوی سے انھون نے
ابو یعقوب سیاری سے انھون نے ابو اسحاق نوقدی سے انھون نے ابو جعفر ہندوانی
سے انھون نے ابو بکر اعمش سے انھون نے ابو بکر اسکاف سے انھون نے محمد بن سلمہ
سے انھون نے ابو سلیمان جوزجانی سے انھون نے امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے
علوم حاصل کیے ظہیر بلخی شہر مراغہ مین درس دیا کرتے تھے پھر حلب کے بعد دمشق مین
درس دیا کیے۔ شرح جامع صغیر آپ کی یادگار ہے اور دمشق مین ۵۳۳ھ ہجری مین
انتقال فرمایا۔ بلخی نسبت ہے بلخ شہر کی طرف۔

ولوالجی

ظہیر الدین ابو الفتح عبد الرشید ۴۶۷ھ ہجری مین شہر ولوالج مین پیدا ہوئے۔
ولوالج علاقۂ بدخشان مین ایک شہر کا نام ہے۔ بلخ مین جا کر فقہ ابو بکر قزاز محمد بن علی
اور علی بن حسن برہان بلخی سے پڑھی بعد ۵۴۰ھ ہجری کے ولوالج مین فوت
ہوئے فتاوے ولوالجیہ آپ کی یادگار ہے۔

عتّابی

آپ کا نام نامی و اسم گرامی امام احمد بن محمد بن عمر ابو نصر عتابی ہے آپ بڑے
زبردست عالم اور عارف زاہد متورع علم و فضل مین بے نظیر تھے۔ آپ صاحب
ہدایہ کے شاگرد شمس الائمہ کردری کے شاگرد رشید تھے دور دور سے طلبہ
آپ کے حلقۂ درس مین استفادہ کے لیے آیا کرتے تھے آپ کے تصانیف سے شرح زیادات

اور شرح جامعین اور جوامع الفقہ جسکو فتاوے عتابیہ کہتے ہین اور تفسیر قرآن وغیرہ ہین عتّابی بفتح عین مہملہ وتشدید تاے مثناۃ فوقانیہ نسبت عتابیہ محلہ کی طرف ہی جو بخارا کے ایک محلہ کا نام ہی۔ فتاوے عتابیہ جہان کہین فقہ کی کتابون مین مذکور ہو وہان آپ ہی کا فتاوے مراد ہی بخارا[۱] مین آپ کا انتقال ۵۸۶ھ ہجری مین ہوا۔

قاضی خان

امام کبیر علامہ فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی تلمیذ ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی ہین اور رکن الاسلام زاہد صفار سے بھی استفادہ کیا ہی فتاوے قاضیخان آپ کی یادگار سے ہی جامع صغیر اور زیادات کی شرحین بھی آپ نے لکھی ہین۔ اوزجندی نسبت ہی اوزجند کی طرف جو بلاد فرغانہ[۲] مین ایک گانون کا نام ہی۔ لفظ اوزجند بفتح ہمزہ وسکون واو وفتح زاے معجمہ وفتح جیم وسکون نون و دال مہملہ ہی آپ کا انتقال ۱۵۔ رمضان شب دوشنبہ کو ۵۹۲ھ ہجری مین ہوا آپ کی تصنیفات سے علاوہ فتاوے قاضیخان کے واقعات اور امالی اور کتاب المحاضر اور شرح زیادات اور شرح جامع صغیر ہین اور شرح ادب القضا جو خصاف کی تصنیف ہی اسکی بھی شرح آپ نے لکھی ہی۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابین ہین۔ شمس الایمہ سرخسی سے آپ کا سلسلہ تلمذ ملا ہی کہ ظہیر الدین حسن نے برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ اور محمد بن عبد العزیز سے اور ان دونون نے شمس الایمہ سرخسی سے

---

[۱] بخارا بالضم باے موحدہ ایک مشہور شہر کا نام ہی جو ماوراء النہر کے ماتحت قدیم شہر ہی علم وفضل اور زہد وتقوی کے لحاظ سے اسکی عام شہرت ہی اس مبارک خطہ سے بڑے بڑے علما وفضلا عالم خلق مین ظاہر ہوے ۱۲

[۲] عینی نے کہا ہی کہ فرغانہ اقلیم ماوراء النہر کا نام ہی اور اسمین بہت سے شہر ہین از انجملہ اوزجند ہی اور حدائق الحنفیہ مین لکھا ہی کہ اوزجند نواح اصفہان مین فرغانہ کے پاس واقع ہی ۱۲ منہ

انھون نے شمس الایمہ حلوانی سے انھون نے ابو علی نسفی سے انھون نے امام فضلی سے
انھون نے سبذ مونی سے انھون نے ابو عبد اللہ بن ابو حفص سے انھون نے
ابو حفص کبیر سے انھون نے حضرت امام محمدؒ سے فقہ پڑھی۔ ابن کمال پاشا نے آپکو
طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ہی۔ قاسم بن قطلوبغا نے تصحیح القدوری مین
لکھا ہی کہ قاضیخان کی تصحیح غیر کی تصحیح پر مقدم ہی۔

صاحب ہدایہ

امام علامہ فہامہ فقیہ محدث مفسر محقق مدقق زاہد عابد اصولی ادیب شاعر ذہین
فطین ابو الحسن برہان الدین علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل فرغانی مرغینانی حنفیون
کے پیشوا مذہب حنفی کے حامی تھے بروز دوشنبہ بوقت عصر ۸۔ ماہ رجب الشہ ہجری مین
آپ کی ولادت ہوئی۔ انھون نے مفتی الثقلین عمر نسفی اور صدر شہید اور ابو عمرو عثمان بیکندی
تلمیذ شمس الائمہ سرخسی اور قوام الدین احمد بخاری وغیرہم سے فقہ حاصل کی۔ ابن کمال
پاشا نے آپ کو طبقۂ اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہی اسپر اعتراض کیا گیا ہی کہ آپ کی
شان قاضیخان سے کچھ کم نہ تھی بلکہ آپ اس لائق ہین کہ آپ کو مجتہد فی المذہب
کہین کذا فی حدائق الحنفیہ ان کے معاصرینؔ ان کے فضل و کمال کے مقر اور انکا
لوہا مانے ہوئے تھے۔ اِن سے بہت اکابر علما نے فقہ پڑھی ہی از انجملہ ان کے
دونون صاحب زادے مولانا جلال الدین محمد اور مولانا نظام الدین عمر اور

لہ مثل امام فخر الدین قاضیخان اور محمود بن احمد مولف محیط اور شیخ زین الدین ابو نصر عتابی اور ظہیر الدین محمد
بخاری مولف فتاوی ظہیریہ وغیرہم ہین ۱۲ منہ

شیخ الاسلام عماد الدین ان کے پوتے اور شمس الایمہ کردری اور جلال الدین استروشنی صاحب فصول استروشنی کے والد وغیرہم ہین انکی تصانیف بکثرت ہین از انجملہ کتاب المنتقی اور نشر المذہب اور التجنیس اور المزید اور مختارات النوازل اور کتاب الفرائض اور ہدایہ اور مناسک الحج اور بدایہ اور کفایۃ المنتہی وغیرہا ہین - سمرقند مین انکا انتقال ۵۹۳ھ ہجری مین ہوا مرغینانی نسبت ہی مرغینان کی طرف جو بلاد فرغانہ مین سے ایک شہر ولایت ماوراء النہر مین واقع ہی جسکے شرق مین کاشغر اور غرب مین سمرقند ہی -

ابو حنیفہ ثانی

ابو المکارم جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الملک بن عمیر ابن عبد العزیز بن محمد بن جعفر بن خلف بن ہارون بن محمد بن محمد بن محبوب بن ولید بن عبادۃ بن صامت انصاری محبوبی عبادی بخاری صدر الشریعہ اکبر کے والد اور تاج الشریعہ کے دادا ہین عبادی ان کو اس لیے کہتے ہین کہ نسب انکا عبادۃ بن صامت انصاری تک پہونچتا ہی اور محبوبی محبوب بن ولید کی طرف نسبت ہی فقہ مین ان کو ایسی دستگاہ حاصل تھی کہ ابو حنیفہ ثانی کے لقب سے مشہور ہو گئے بلاد ماوراء النہر مین شیخ حنفیہ سمجھے جاتے تھے انھون نے علم ابو العلاء عمر ابن بکر بن محمد زرنجری سے انھون نے شمس الایمہ سرخسی سے پڑھا اور فقہ قاضیخان اور جندی سے حاصل کی بخارا مین چوراسی سال کی عمر مین ۶۳۰ھ ہجری مین ان کا انتقال ہوا - آپ کے مصنفات سے شرح جامع صغیر اور کتاب الفروق ہی آپ کے تلامذہ بکثرت تھے از انجملہ آپ کے صاحبزادہ

صدر الشریعہ اول شمس الدین احمد اور ظہیر بلخی اور حافظ الدین بخاری وغیرہم ہین مزار اِن کا اور اِن کے اجداد اور اولاد کا مقبرۂ شرع آباد مین ہے۔

صدر الشریعہ اول

امام صدر الشریعہ شمس الدین احمد بن جمال الدین عبید اللہ محبوبی بخاری تاج الشریعہ محمود کے والد ہین علم و فضل مین اپنے وقت کے امام محمد ثانی تھے انھون نے اپنے والد جمال الدین سے علم سیکھا انھون نے امام زادہ[1] چوغی رکن الاسلام محمد بن ابو بکر واعظ صاحب شرعۃ الاسلام سے پڑھا۔ یہ بڑے اصولی اور فقہ مین استاد کامل تھے۔ تاج الشریعہ اِن کے بیٹے نے فقہ انھین سے پڑھی۔ اِنکی تصنیف سے کتاب تلقیح العقول فی الفروق یادگار ہے۔

تاج الشریعہ

امام محمود بن صدر الشریعہ اول محبوبی بخاری مؤلف وقایہ اپنے والد صدر الشریعہ احمد بن عبید اللہ سے علم فقہ حاصل کیا ہے وقایہ کو ہدایہ سے منتخب کر کے اپنے پوتے صدر الشریعہ ثانی عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ کے حفظ کرنے کی غرض سے تصنیف فرمایا انھین حضرت نے ہدایہ کی شرح نہایۃ الکفایہ نامی لکھی بعضون نے تاج الشریعہ کا نام عمر بتلایا ہے جیسا کہ قہستانی نے جامع الرموز مین کہا ہے کہ وقایہ کے

---

[1] یہ رکن الاسلام مفتی محمد بن ابو بکر واعظ معروف بامام زادہ چوغی متوفی ۵۷۳ ہجری علامہ عماد الدین بن شمس الائمہ زرنجری متوفی ۵۴۳ ہجری کے شاگرد رشید تھے۔ چوغی نسبت ہے چوغ گانوٴن کی طرف جو سمرقند مین ہے ۱۲ منہ

مصنف برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ تاج الشریعہ کے بھائی ہین اور تاج الشریعہ کا نام عمر ہے۔ صاحب کشف الظنون نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ وقایہ امام برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ کی تصنیف سے ہے اور وقایہ اپنے ناتی کے لیے لکھی تھی آہ۔ صحیح یہ ہے کہ مصنف وقایہ تاج الشریعہ محمود ہین اور صدر الشریعہ ثانی عبید اللہ بن مسعود اُن کے پوتے ہین ناتی نہین تحقیق کرنے سے یہی ظاہر ہوا ولیکن صدر الشریعہ ناتی ہی مشہور ہین تاج الشریعہ کا انتقال ۶۷۳ھ ہجری مین بخارا مین ہوا۔

صدر الشریعہ ثانی

امام علامہ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ اول محبوبی بخاری صاحب شرح وقایہ ہین یہ بڑے زبردست عالم کامل فاضل حافظ قوانین شریعت حلاّل مشکلاتِ فروع و اصول واقف رموز معقول و منقول فقیہ اصولی محدث مفسر نحوی لغوی ادیب متکلم منطقی اپنے زمانہ مین علوم رسمیہ متعارفہ مین ضرب المثل تھے۔ اِن کے دادا تاج الشریعہ نے کماحقہ انکی پرورش اپنے سایۂ عاطفت مین کی اور تمام علوم و فنون بھی بکمال شفقت و وفور الفت ان کو پڑھائے۔ اپنے دادا تاج الشریعہ کی وقایہ کی ایسی عمدہ مختصر بکار آمد شرح لکھی جو مقبول خلائق ہوگئی اور تمام دنیا مین جہان اسلام نے اپنا چمکتا ہوا نورانی چہرہ دکھلایا خدمت گزاری کو یہ شرح وقایہ بھی وہان حاضر و موجود سیکڑون بلکہ ہزارون علمانے اس سے فیض پایا صدر الشریعہ ثانی نے وقایہ کا مختصر بھی

بنام نقایہ تصنیف فرمایا مگر خداداد شہرت اور مقبولیت اسکی ایسی نہوئی حالانکہ اس شرح اور اس مختصر کے ایک ہی مصنف ہین۔

صدر الشریعۃ ثانی نے اصول فقہ مین ایک متن متین بنام تنقیح لکھا اور اسکی شرح بھی بنام توضیح ایسی عمدہ لکھی جو ہمیشہ سے علما کے درس و تدریس مین داخل ہی جسپر اکابر علما نے طبع آزمائیان کی ہین۔ ایکی شرح تلویح تفتازانی کی تصنیفات سے ہی جسپر اکابر اصولیون کے بہت سے حاشیے ہین۔ انکے تصنیفات سے مقدمات اربعہ اور تعدیل العلوم اور کتاب الشروط والمحاضر یادگار ہین شیخ ابو طاہر[1] اور خواجہ پارسا[2] نے آپ سے فقہ کو حاصل کیا ہی انتقال اِن کا ۷۴۷ھ ہجری مین ہوا۔

زَیلَعِی

علامہ فقیہ نحوی فرضی ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی بن محجن زیلعی قاہرہ مین ۷۰۵ھ ہجری مین تشریف فرما ہوکر تدریس و افتا مین مشغول رہے اور علم فقہ کی خوب اشاعت کی اور خلق اللہ کو آپ کی ذات سے بہت نفع پونہچا آپ نے جامع کبیر کی ایک شرح بھی لکھی ہی اور کنز الدقائق کی ایک شرح نہایت عمدہ مسمی بہ تبیین الحقائق تصنیف فرمائی جو حال مین چھپکر شائع ہوئی اور راقم الحروف کے پاس بھی موجود ہی۔ اسکی نسبت فوائد بہیہ مین لکھا ہی کہ یہ شرح معتبر اور مقبول ہی اور بحر رائق مین شارح سے یہی زیلعی مراد ہین۔ زیلعی فقیہ کا انتقال ۷۴۳ھ ہجری مین ہوا۔

---

[1] نام ابو طاہر کا محمد بن محمد بن حسن بن علی طاہری ہی انھون نے صدر الشریعۃ ثانی سے بخارا مین علم فقہ کی تکمیل کرکے ۷۴۵ھ ہجری مین سند فراغ حاصل کی ہی۔ ۱۲

[2] صاحب فصل الخطاب علامہ محمد ابن محمد بخاری معروف بخواجہ پارسا بخارا مین صدر الشریعہ سے ۷۴۷ھ ہجری مین فقہ پڑھکر اجازہ حاصل کیا۔ ۱۲ منہ

فائدہ جمال الدین زیلعی محدث صاحب تخریج احادیث ہدایہ کے نام مین اختلاف ہی یا یوسف بن عبد اللہ ہی یا عبد اللہ بن یوسف ہی۔ بہر حال زیلعی محدث فخر الدین زیلعی مذکور کے شاگرد اور حافظ زین الدین عراقی کے معاصر و رفیق تھے اور تخریج احادیث مین باہم ایک دوسرے کی مدد کرتا تھا۔ نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ انھین کی تصنیف ہی احمد بن حجر عسقلانی نے نصب الرایہ کی تلخیص کر کے الدرایہ فی احادیث الہدایہ نام رکھا۔ زیلعی محدث صاحب تخریج کا انتقال ۷۶۲ھ ہجری مین ہوا۔

اسبیجابی

شیخ الاسلام علی بن محمد بن اسمعیل بن علی بن احمد جو شیخ الاسلام اسبیجابی[1] کے نام سے مشہور ہین دوشنبے کے روز ۶۔ ماہ جمادی الاولی ۴۵۴ھ ہجری مین انکی ولادت ہوئی۔ ان کے زمانے مین مذہب حنفی کا حافظ و ماہر انکے سوا دوسرا ان کے مرتبے کا نہ تھا۔ اور یہ شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے۔ انکے تصنیفات سے شرح مختصر طحاوی و مبسوط ہی۔ انکے شاگردون مین سے شاگرد رشید صاحب ہدایہ ہین۔ انکا انتقال سمرقند مین ۵۳۵ھ ہجری مین ہوا۔ ایک اسبیجابی اور گذرے ہین جنکا نام قاضی ابو نصر احمد بن منصور ہی اور شارح جامع صغیر بھی وہی ہین۔ صاحب کشف الظنون نے وفات اسبیجابی ثانی کی ۴۸۰ھ ہجری مین بتلائی ہی صاحب حدائق الحنفیہ نے قاضی ابو نصر احمد اسبیجابی کو شارح مختصر طحاوی

[1] اسبیجابی نسبت ہی شہر اسبیجاب کی طرف جو سرحدات ترک سے ہی کذا فی الحلد الثانی در صفحہ ۲۱۶۔ اسبیجابی منسوب طرف شہر اسبیجاب کے جو درمیان تاشکند اور سیرام کے واقع ہی۔ ۱۲ منہ

بتلایا ہے اور ایسا ہی فوائد بہیہ مین بھی ہے - اور محمد بن احمد بن یوسف مرغنیانی (جو جمال الدین عبید اللہ محبوبی بخاری کے اُستاد تھے) کی شہرت بھی اسبیجابی کے ساتھ ہے - فاحفظہ

بابَرتی

امام محقق شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بن احمد بابرتی تقریباً ۷۱۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے - بابرتی نسبت ہے بابرتا کی طرف جو بغداد کے اطراف مین ایک گانوٗن کا نام ہے - انھون نے ابوحیّان سے علم حاصل کیا اور دلاصبی ورا بن عبدالہادی سے حدیث پڑھی - جامع الفنون اور بڑے عاقل فاضل قوی النفس عظیم الہیبت تھے - میر سید شریف نے ان سے بھی علم پڑھا ہے ان کے تصانیف سے تفسیر قرآن اور شرح مشارق الانوار اور شرح مختصر ابن حاجب اور شرح عقیدۂ طوسی اور عنایہ شرح ہدایہ اور شرح سراجیہ اور شرح الفیہ اور شرح منار اور شرح تلخیص المعانی اور تقریر شرح تحریر اصول بزدوی وغیرہ ہین انکا انتقال ۷۸۹ھ ہجری مین ہوا اور مصر مین مدفون ہین -

تُمرتاشی

شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب ابن خلیل تمرتاشی مصنف تنویر الابصار ہین - انکے تصانیف سے معین المفتی اور تحفۃ الاقران اور انکی شرح مواہب الرحمن اور شرح زاد الفقیر مؤلفۂ ابن الہمام اور شرح وقایہ

اور شرح وہبانیہ اور شرح منار اور شرح مختصر منار اور شرح کنز اور شرح قطر الندی وغیرہ ہین۔ تمرتاشی نسبت ہی تمرتاش کی طرف جو خوارزم مین ایک گانوئن کا نام ہی۔ تمرتاش بضمتین وسکون رائے مہملہ وتا والف وشین معجمہ ہی یہ مصنف ابن نجیم مصری کے شاگرد تھے۔ ۶۵۔ سال کی عمر مین ۱۰۰۴ ہجری مین انتقال فرمایا۔ تصانیف اِنکے تیس[۳۰] سے زیادہ ہین۔

ابن الہمام

امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سیواسی کمال الدین ابن ہمام کے نام سے مشہور ہین۔ بقول سیوطی ۷۹۰ ہجری مین آپ پیدا ہوئے[۱] انھون نے سراج الدین قاری ہدایہ اور قاضی محب الدین بن شحنہ سے فقہ پڑھی اور حدیث ابوزرعۂ عراقی سے۔ اور ابن الہمام کہتے تھے کہ مین معقولات مین کسیکی تقلید نہین کرتا۔ کشف وکرامات مین یکتائے روزگار تھے۔ آپنے تجرد اختیار کیا تھا شب وروز عبادات خدا مین مصروف رہا کرتے تھے۔ اُس زمانے کے صوفیۂ کرام نے آپ کو بہت سمجھایا کہ آپ عزلت نشینی ترک کیجیے کہ آپکے علم کی لوگون کو بڑی حاجت ہی اور اس گوشہ نشینی کی عبادت سے زیادہ نفع خلق اللہ کی تعلیم وہدایت مین متصور رہی۔ اکثر آپ پر حالت اور کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی جیسا کہ باکمال سچے صوفیون پر کیفیت وحالت طاری ہوتی ہی مگر آپ فی الفور سنبھل جایا کرتے تھے اور لوگون کے ساتھ درس وتدریس کے شغل مین

[۱] حدائق الحنفیہ مین پیدائش آپ کی ۷۸۸ ہجری کی بتلائی ہی۔ اور ایسا ہی فوائد بہیہ مین بھی ہی۔ ۱۲ منہ [۲] نام انکا عمر بن علی تھا ماہ ربیع الآخر ۱۰۰۴ ہجری ۱۰۰۵ مین ان کا انتقال ہوا کذا فی التعلیقات السنیۃ ۱۲ منہ عفی عنہ

مصروف ہوجایا کرتے تھے۔ اسیوجہ سے اسکا پتا بھی لوگون کو نہ لگتا تھا
آپ جامع شریعت وطریقت تھے علم اسرار اور علم احکام دونون علمون مین کامل
مکمل شیخ تھے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ کی کتاب الوکالۃ تک آپ ہی کے تصنیفات سے
ہے یہ فتح القدیر بے نظیر ہے اور کتاب التحریر اصول مین بھی ایک کتاب عدیم المثیل
تالیف کی ہے۔ جسکی شرح ابن الہمام کے شاگرد ابن امیر حاج[2] نے لکھی ہے۔ زاد الفقیر
بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ قاہرہ مین ۸۶۱ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔
سیواسی نسبت ہے شہر سیواس کی طرف جو ملک روم مین واقع ہے۔

عینی حنفی

علامہ محقق فہامہ مدقق قاضی القضاۃ بدر الدین محمود بن احمد بن موسی بن
احمد حنفی مصر مین قاضی تھے۔ پیدایش انکی بماہ رمضان ۷۶۲ھ ہجری مین عینتاب
مین ہوئی اور وہین نشو ونما پائی۔ جبرئیل بن صالح بغدادی سے نحو اصول معانی
وغیرہ علوم پڑھے۔ اور جمال الدین یوسف ملطی اور علاء سیرامی اور زین الدین
عراقی وغیرہم سے علوم شرعیہ حاصل کیے ہر فن مین مہارت تامہ اور بڑا دخل
رکھتے تھے علوم عربیہ اور صرف اور معانی اور بیان مین استاد کامل مانے گئے ہین

[1] مورخ کفوی رومی نے امام ابوبکر احمد بن علی رازی تلمیذ حسن بن زیاد لولوئی اور ابن کمال باشا رومی اور مفتی ابو السعود عمادی مفسر رومی کو اور ابن نجیم مصری صاحب بحر رائق نے ابن الہمام کو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے اور ابن الہمام کے حق مین صاحب بحر نے کہا ہے کہ وہ رتبۂ اجتہاد کو پہونچے ہوئے تھے اسی طرح سے اصحاب ترجیح سے قدوری در صاحب ہدایہ اور بزدوی اور قاضیخان بھی ہین اگرچہ طبقات کے شمار مین تقدیم و تاخیر ہوئی ہے لیکن ان لوگون کو ایک ہی طبقے مین شمار کرنا چاہیے کہ انکی قوت استخراج وبیش ایک ہی قسم کی تھی اسمین شک نہین کہ ان لوگون مین زیادہ ممتاز قاضیخان اور ابن الہمام تھے ۱۲

[2] انکا نام شمس الدین محمد بن محمد متوفی ۸۷۹ھ ہجری ابن الہمام کے شاگرد رشید تھے ۱۲ منہ

انکی حدیث دانی کی کیفیت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے - ذہانت کا اندازہ بنایہ شرح ہدایہ کے ملاحظہ سے دریافت کیا جاسکتا ہے - فقاہت کا حال شرح معانی الآثار کی شرح دیکھنے سے سمجھ مین آسکتا ہے - تاریخی واقعات کے حالات مین انکے طبقات طبقات الشعرا کا دیکھنا کافی ہے - شرح المجمع اور شرح درر البحار انکی تصنیف سے ہے - عینی نسبت ہے عینتاب کی طرف انھون نے ۸۵۵ھ ہجری مین انتقال فرمایا یہ نسبت خلاف قیاس ہے -

حصیری

جمال الدین ابو المحامد محمود بن احمد بن عبد السید بن عثمان بخاری حصیری حسن بن منصور قاضیخان کے شاگرد تھے اور انکے باپ تاجر تھے - یہ شام مین درس دیا کرتے اور وہین کے مفتی بھی تھے - انکے تصانیف سے شرح سیر کبیر اور شرح جامع کبیر مختصر اور شرح جامع کبیر مطول اور بقول ملا کاتب چلپی شرح جامع صغیر بھی اُن کی تصانیف سے ہے -

حصیری بالفتح نسبت ہے بخارا کے ایک محلے کی طرف جہان حصیر کا کاروبار ہوتا تھا یعنے وہان چٹائی تیار ہوتی تھی انھون نے ۶۳۶ھ ہجری مین انتقال کیا

ابو حنیفہ اتقانی

امیر کاتب بن امیر عمر غازی قوام الدین فقہ لغت عربیت مین استاد کامل تھے بغداد اور دمشق اور مصر مین درس دیا ہے آپکے تصانیف سے غایۃ البیان - شرح ہدایہ

اور شرح منتخب حسامی وغیرہ ہین ۷۵۸ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ اتقانی نسبت ہی
اتقان شہر کی طرف جو بلاد فاراب کے متعلقات سے ہی۔

قاسم بن قطلوبغا

ابوالعدل زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی اپنے وقت کے امام فقیہ محدث علامہ
جامع علوم وفنون تھے قاہرہ مین ۸۰۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ بعد قرآن شریف
اور چند کتابون کے حفظ کرنے کے آپ خیاطت کا پیشہ کرتے تھے پھر تحصیل
علوم مین مشغول ہوئے۔

علم حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی اور سراج الدین قاری الہدایہ اور ابن الہمام
سے حاصل کیا اور دیگر علوم وفنون تاج احمد فرغانی نعمانی قاضی بغداد اور عز بن
عبدالسلام بغدادی اور عبداللطیف کرمانی سے حاصل کیے۔ ابن الہمام سے
زیادہ فیض پایا۔ سخاوی شافعی نے قاسم کی تلمذی کی ہی۔ تصانیف آپکے
فقہ وحدیث مین ستر سے زیادہ شمار کیے گئے ہین ازانجملہ شرح مصابیح السنۃ
اور حاشیۂ فتح المغیث۔ اور حاشیہ مشارق الانوار۔ منیۃ الالمعی فی ما فات من
تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی۔ تعلیقات نخبۃ الفکر۔ تخریج احادیث۔ تفسیر
ابی اللیث۔ ترجیع الجوہر النقی۔ شرح مجمع البحرین۔ شرح مختصر المنار
شرح درالبحار۔ معجم۔ حاشیۂ تفسیر بیضاوی وغیرہ ہین۔ مناظرہ اور اسکا
خصم مین آپ ید طولی رکھتے تھے۔ وفات آپ کی بتاریخ چار ربیع الآخر
۸۷۹ھ ہجری مین ہوئی۔

ابن کمال باشا

امام عالم علامہ فہامہ احمد بن سلیمان بن کمال باشا رومی۔ تمام علوم مین بڑی دستگاہ رکھتے تھے کوئی فن ایسا نہین ہی جسمین انکی تصنیف نہو۔ شہر قاہرہ مین جب سلطان سلیم خان کے ہمراہ تشریف لائے تھے تو وہان کے اکابر علما نے آپکے فضل وکمال کا اعتراف کیا۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ تینون زبان مین یکسان مہارت رکھتے تھے۔ اور تینون زبان مین آپکے تصنیفات ہین۔

ممالک روم مین کثرت تصانیف اور وسعت اطلاع اور جلد تصنیف کرنے مین آپ امام جلال الدین سیوطی کی طرح مانے جاتے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی بھی ان اوصاف کے ساتھ دیار مصریہ مین متصف اور مشہور تھے۔

ابن کمال باشا کو مؤرخ کفوی نے اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہی اسکے متعلق عینی کے ترجمے کے حاشیے مین تصریح دیکھو۔

طبقات تیمی مین ہی کہ میری رائے مین جلال الدین سیوطی سے زیادہ حسن فہمی اور دقیق النظری مین ابن کمال باشا تھے آہ۔ الغرض دونون آفتاب ومہتاب بجاے خود آفتاب اسلام تھے۔ ابن کمال باشا ہمیشہ دار السلطنت روم مین مفتی رہے۔ انکے تصانیف تین سو سے زیادہ شمار کیے جاتے ہین۔ از انجملہ تفسیر قرآن۔ حاشیۂ کشاف۔ حاشیۂ اوائل بیضاوی۔ شرح ہدایہ۔ اصلاح ایضاح فقہ مین۔ تغییر التنقیح اصول مین۔ شرح تغییر التنقیح۔ تغییر السراجیہ۔ شرح تغییر السراجیہ۔ تغییر المفتاح

اشباہ و نظائر اور شرح منار اور مختصر تحریر ابن الہمام[1] اور حاشیۂ ہدایۂ اخیرین اور حاشیۂ جامع الفصولین اور الفوائد اور فتاوے زینیہ وغیرہا ہین اِن کا انتقال سنہ ۹۶۹ ہجری مین ہوا۔

خیر الدین رملی

شیخ الحنفیہ خیر الدین بن احمد بن نور الدین علی بن زین الدین بن عبد الوہاب فاروقی رملی۔ سراج الدین خانوتی اور احمد بن محمد امین الدین عبد العال کے شاگرد رشید اور صاحب دُرمختار کے استاد ہین۔ آپ مفسر محدث فقیہ لغوی صوفی نحوی بیانی عروضی منطقی صاحب فتاوی مشہور ہین۔ آپکے تصانیف سے فتاوی خیریہ اور حاشیۂ منح الغفار اور حاشیۂ شرح کنز عینی اور حاشیہ اشباہ اور حاشیۂ بحر رائق اور حاشیۂ جامع الفصولین اور دیوان شعر وغیرہ رسائل ہین۔ راقم الحروف کے پاس فتاوی خیریہ موجود ہے۔ فی الواقع یہ حاوی مسائل کثیرۂ مفیدہ بے نظیر فتاوی ہے۔ ولادت آپکی سنہ ۹۹۳ ہجری مین اور وفات سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین ہے عمر آپ کی اٹھاسی برس کے قریب ہوئی۔ رملی نسبت ہے رملہ شہر کی طرف جو ملک شام مین واقع ہے۔

حَصکَفی

مفتی شام علاء الدین محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن صاحب دُرمختار شاگرد رشید شیخ خیر الدین رملی کے ہین۔ علاء الدین اُنکا لقب تھا۔ اِن کے والد شیخ علی

[1] نام انکا کمال الدین محمد بن ہمام الدین عبد الواحد اسکندری تھا مؤلف فتح القدیر متوفی سنہ ۸۶۱ ہجری ۱۲ منہ

جامع بنی امیہ کے امام اور مفتی دمشق تھے۔ حصکفی کے نام سے ان کی شہرت ہی۔ انکے استاد خیر الدین رملی نے انکی سند مین بہت کچھ انکے فضل وکمال کا اقرار کرکے انکی مدح مین بہت سے اشعار بھی کہے ہین۔ ان کے تصانیف سے شرح تنویر الابصار مسمی در مختار اور شرح ملتقی الابحر اور شرح منار اور شرح قطر الندی اور مختصر فتاوی صوفیہ اور حاشیۂ صحیح بخاری تیس جز اور حاشیۂ تفسیر بیضاوی تا سورۂ اسرٰی اور حاشیۂ درر وغیرہا ہین۔ یہ بڑے زبردست عالم فقیہ محدث نحوی فصیح اللسان مقرر محرر تھے تریسٹھ سال کی عمر مین ۱۰۸۸ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ حصکفی بفتح حاے مہملہ وسکون صاد مہملہ وفتح کاف وکسر فا ویاے نسبت مشدد درآخر نسبت ہی حصن کیفا کی طرف جو دیار بکر مین ہی۔ یہ حصن کیفا جزیرۂ ابن عمر اور میافارقین کے درمیان لب دجلہ ہی یہ نسبت خلاف قیاس ہی۔ اور موافق قیاس کے حصنی تھا۔

قاعدہ جب ایسے دو اسمون کی طرف نسبت کرین جو ایک دوسرے کیطرف مضاف ہو تو دو اسمون سے ایک اسم مرکب کرکے اسکی طرف نسبت کرین گے جیسا یہان کیا گیا۔ اسکی نظیر رسعنی اور عبدلی اور عبشمی اور عبدری اور عبقسی وغیرہ ہی رسعنی نسبت راس عین کی طرف اور عبدلی عبد اللہ کی طرف اور عبشمی نسبت عبد شمس کی طرف اور عبدری نسبت عبد الدار کی طرف اور عبقسی نسبت عبد القیس کی طرف ہی۔

حسن چلپی

علامہ حسن چلپی بن شمس الدین محمد شاہ فاضل کامل اخی چلپی کے پہلے

گزرے ہین علوم عقلیہ و نقلیہ ملا علی طوسی اور مولی خسرو سے پڑھے ہین انکے تصانیف سے حواشی شرح مواقف و مطول و تلویح و تفسیر بیضاوی و شرح وقایہ وغیرہا یہ ہین انکی پیدایش ۸۴۰ سنہ ہجری مین اور وفات ۸۸۶ سنہ ہجری مین ہی۔

اخی چلپی

فقیہ یوسف بن جنید توقانی حاشیۂ شرح وقایہ مسمی ذخیرۃ العقبی کے مصنف ہین سلطان بایزید خان بن سلطان محمد خان بن مراد خان کے عہد مین ۸۹۱ سنہ ہجری مین شروع کرکے ۹۰۱ سنہ ہجری مین ختم کردیا صاحب فتاوی بزازیہ کے شاگرد سید احمد سے انھون نے فقہ حاصل کی تھی اور سلطان بایزید خان کے اُستاد مولانا صلاح الدین اور ملا خسرو وغیرہ سے علوم سیکھے۔ یہ حاشیہ چندان معتبر نہین ہی۔ انکا انتقال ۹۰۵ سنہ ہجری مین ہوا۔

مولی خسرو رومی

علامۂ فقیہ محمد بن فراموز رومی معقول اور منقول مین بحر زخار فروع اور اصول مین یکتاے روزگار تھے تفتازانی علامہ کے شاگرد برہان الدین حیدر سے علوم و فنون پڑھے فقہ مین ایک متن بنام الغرر پھر اُسکی شرح بنام الدرر اور حاشیۂ تلویح و مطول اور مرقاۃ الاصول اور اسکی شرح مرآۃ الاصول وغیرہ آپ ہی کی تصنیف ہین قسطنطینیہ مین ۸۸۵ سنہ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

قاضی زادہ

مولانا شمس الدین احمد۔ یہ مولانا محمد (چوی زادہ) اور مولانا سعدی افندی محشی تفسیر بیضاوی کے شاگرد رشید تھے تکملہ فتح القدیر کتاب الوکالۃ سے آخر تک انھین کی تصنیف سے یادگار ہے کہ ابن الہمام نے کتاب الوکالۃ ہی تک لکھا تھا آپ کے تصانیف سے حاشیہ شرح مفتاح سید شریف اور حاشیہ شرح وقایہ اور حاشیہ تجرید ہے آپکا انتقال ۹۸۸ھ ہجری مین ہوا

برکلی

مولانا محی الدین محمد بن پیر علی برکلی قصبہ برکل کے باشندہ طریقہ محمدیہ کے مصنف شرح وقایہ کے محشی بڑے دقیق النظر حنفی المذہب عدیم المثیل فاضل مصنف کامل تھے آپ کی تصنیفات اور بھی ہین آپ کا انتقال ۹۸۱ھ ہجری مین ہوا۔

حموی

علامہ فہامہ فقیہ سید احمد بن محمد۔ حسن بن عمار شرنبلالی کے شاگرد رشید محشی اشباہ ہین۔

طحطاوی

علامہ فقیہ محدث محقق سید احمد طحطاوی ایک زمانہ تک مصر کے مفتی رہے در مختار کا حاشیہ بڑی تحقیق کے ساتھ لکھا علامہ شامی نے رد المحتار

کی تصنیف کے وقت اسکو پیش نظر رکھا اور بہت نقل اس سے کیا ہی۔
۱۲۴۳ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔

تبصرہ

اقسام مجتہدین کے بیان مین

واضح ہو کہ مجتہد کی تین قسمین ہین۔

ایک مجتہد مطلق مستقل جسکو مجتہد فی الشرع بھی کہتے ہین جو کسی کا مقلد نہو اور خود ادلۂ اربعہ قرآن۔ حدیث۔ اجماع۔ قیاس۔ سے مسائل نکالنے کی قوت اور حدیث کے ضعف اور قوت اور مراتب۔ اور ناسخ و منسوخ کی معرفت۔ اور عربیت مین پوری مہارت۔ اور استعمال لغات و محاورۂ عرب عربا مین پوری واقفیت رکھتا ہو اور اصول اور فروع مین بھی کسی کی تقلید نکرتا ہو۔

دوسرے مجتہد مطلق منتسب جو کسی معین امام مجتہد کی طرف منسوب ہو مگر وہ بسبب شروط اجتہاد کے موجود ہونے کے اُس امام کی تقلید نہ مذہب مین نہ دلائل مین کرتا ہو بلکہ قوت اجتہادیہ کے سبب سے وہ خود تقلید سے معذور ہی۔ ہان طرز اجتہاد مین البتہ اُس مجتہد کے (جسکی طرف وہ منسوب ہی) طریقے کی پیروی کرتا ہی۔

تیسرے مجتہد فی المذہب جو کسی امام مستقل کا مذہب مین تابع ہو اور اُسکے اصول کو دلائل سے مستحکم کر رکھے اور اپنے امام کے اصول اور قواعد کے خلاف نکرے اُسکا یہ فرض ہی کہ اپنے امام کا مذہب اور اُسکے اصول مقررہ اور اُسکے

احکام کے دلائل کو تفصیلا جانے - اور نیز قیاسات کے طریقے سے بھی پورا واقف ہو اور تخریج اور استنباط مسائل کر سکے اور اپنے قیاس صحیح سے اون مسائل مین جنمین امام سے کوئی نص نہو یعنے غیر منصوص مین منصوص سے احکام اپنے امام کے اصول کے موافق نکال سکے - اور اپنے امام کے اصول مسلمہ و قواعد متقررہ کے خلاف نہ کرے پس پہلے درجے کے مجتہد ابو حنیفہ و شافعی و مالک و احمد بن حنبل تھے - اور دوسرے درجے کے مجتہد ابو یوسف و محمد و زفر و غیرہم اور نووی اور ابن صلاح اور ابن دقیق العید اور تقی الدین سبکی اور ان کے فرزند تاج الدین سبکی و غیرہم تھے - اور تیسری صدی کے بعد دوسرے درجے کا مجتہد نہین ہوا - اور اس درجے والے کے واسطے ادنی شرط اجتہاد یہ ہی کہ مبسوط کو حفظ کرلے - اور تیسرے قسم کے مجتہد حنفیون مین بہت گذرے ہین جیسے خصاف اور ابو بکر رازی جصّاص اور ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور شمس الائمہ حلوانی اور شمس الائمہ سرخسی اور حاکم شہید و غیرہم ہین -

فائدہ نافع کبیر مین ابن حجر کا قول نقل کیا ہی انھون نے کہا کہ ابن صلاح نے کہا ہی کہ اجتہاد مطلق تین سو برس سے موقوف ہو گیا ہی اور ابن صلاح کو گذرے ہوے تین سو برس گذرے تو چھ سو برس سے اجتہاد مطلق منقطع ہو گیا ہی بلکہ ابن صلاح نے بعض اصولیون سے یہ بھی نقل کیا ہی کہ امام شافعی کے زمانے کے بعد مجتہد مستقل نہوا -

میزان مین امام شعرانی نے ذکر کیا ہی کہ سیوطی کا قول ہی کہ اجتہاد مطلق کی دو قسم ہی ایک مطلق غیر منتسب جیسے اجتہاد ائمہ اربعہ کا اور دوسرے مطلق منتسب

نے جیسے اجتہاد اُن کے اکابر تلامذہ کا۔ اور اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعوی ایمہ اربعہ کے بعد کسی نے سواے محمد بن جریر طبری کے نہین کیا تو اُنکو اسمین کامیابی نہوئی اور علما نے اسکو تسلیم بھی نہین کیا اور جو اجتہاد مطلق کا مدعی ہوا اُسکا مطلب مطلق منتسب تھا جو اپنے امام کے اصول و قواعد کے خلاف نہین کرتا اور اجتہاد مطلق مستقل کی نفی کرنا کہ منقطع ہوگیا باین معنی کہ پھر ایسی قوت کا آدمی پیدا ہو ہی نہین سکتا بے دلیل بات ہو اس سے خدا کی قدرت کا انکار لازم آتا ہو۔ بالکل قطعًا اسکا انکار کرنا ٹھیک نہین ہو اسکا امکان تو ضرور قدرت مین ہو لیکن ابتک ویسا نہونا یہ دوسری بات ہو۔

فائدہ امام ابن حنبل کو مجتہد مستقل کہنے مین شک کیا جاتا ہو امام ابو جعفر طبری نے اُن کو فقہا مین شمار ہی نہین کیا ہو اور کہا کہ وہ حفاظ حدیث سے تھے تو مجتہد مطلق مستقل یعنے مجتہد فی الشرع کیسے ہو سکتے ہین مگر جمہور علماے اہل سنت نے ان کو بھی مجتہد مطلق مانا ہو کما لا یخفے علی اولی النہے۔

تبصرہ طبقات فقہا رحمہم اللہ تعالی کے بیان مین

طبقات فقہا

نافع کبیر مین لکھا ہو کہ کفوی نے اعلام الاخیار مین فقہاے حنفیہ کو پانچ طبقون پر منقسم کیا ہو۔

پہلا طبقہ ابو حنیفہ کے شاگردون کا ہو جنکو متقدمین کہتے ہین جیسے ابو یوسف اور محمد اور زفر وغیرہم ہین کہ یہ لوگ مجتہد فی المذہب تھے کہ ادلۂ اربعہ سے

موافق امام ابو حنیفہ کے قواعد و اصول سے احکام نکالتے تھے اگرچہ بعض فروعی مسائل مین اُن سے اختلاف کیا ہو ولیکن اصول مین اُن کے مقلد ہی رہے۔ اس طبقہ کے لوگ اجتہاد کے دوسرے درجہ مین ہین۔

دوسرا طبقہ اکابر متأخرین کا ہی جو اُن مسائل مین اجتہاد کرسکتے ہین جنمین صاحب مذہب سے کوئی روایت نہین ہی مگر فروع و اصول مین اُسکے خلاف نہین کرسکتے جیسے ابوبکر خصّاف اور طحاوی اور ابوالحسن کرخی اور شمس الایمہ حلوانی اور شمس الایمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور قاضیخان اور صاحب ذخیرہ صاحب محیط برہانی برہان الدین محمود اور صاحب نصاب اور خلاصۃ الفتاوے شیخ طاہر احمد بن

تیسرا طبقہ اصحاب تخریج کا ہی جنمین اجتہاد کی مطلق قدرت نہین ہی ولیکن وہ لوگ اصول مذہب پر ایسے حاوی ہین کہ اُن مین ایسی قدرت ہوگئی ہی کہ وہ قول مجمل کی جسمین دو وجہ ہو تفصیل کرسکتے ہین اور حکم مبہم کی جسمین دو امر کا احتمال ہو جو ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ سے منقول ہو تفریق کرسکتے ہین۔

چوتھا طبقہ اصحاب ترجیح کا ہی جو محض مقلد ہوتے ہین اور بعض روایت کو بعض پر ترجیح دے سکتے ہین اور ایک کی دوسرے پر فضلیت بتلاسکتے ہین اور ھذا اَولےٰ اور ھذا اَصَحُّ روایۃً اور ھذا اوضح درایۃً اور ھذا اوفق بالقیاس اور ھذا ارفق بالناس کہنے کا مادّہ رکھتے ہین جیسے ابوالحسین احمد قدوری اور شیخ الاسلام برہان الدین صاحب ہدایہ وغیرہم ہین۔

پانچوان طبقہ اُن مقلدون کا ہی جنکو ایسی قدرت ہی کہ اقوی اور قوی
اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر روایت اور روایات نادرہ مین تمیز اور فرق
کر سکتے ہین اور اُن کی یہ کیفیت ہی کہ وہ لوگ اپنی کتابون مین اقوال مردود
اور روایات ضعیفہ نہین نقل کرتے اور یہ فقہا کا ادنی طبقہ ہی جیسے شمس الایم
محمد کردری اور جمال الدین حصیری اور حافظ الدین نسفی اور اسیطرح متون
معتبرہ والے متاخرین علما جیسے مصنف مختار اور مصنف وقایہ اور مصنف مجمع
وغیرہم ہین اور جو اس درجہ کے نہین ہین وہ ناقص اور عامی ہین اِن کو اپنے
زمانہ کے علما کی تقلید کرنا چاہیے ایسون کو حلال نہین ہی کہ فتوی دیوین
مگر بطریق حکایت کے اُن کے اقوال نقل کر دین۔

اور ابن کمال باشا رومی نے فقہا کے سات طبقے بیان کیے ہین۔

پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا جیسے ایمہ اربعہ ہین کہ یہ کسیکے مقلد نہین
ہین خود اصول متقرر کیے اور احکام اور فروع ادلۂ اربعہ سے نکالتے ہین۔

دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا جیسے ابو یوسف اور امام محمد
اور سوا اِن کے اور امام صاحب کے شاگرد ہین کہ یہ لوگ امام ابو حنیفہ کے اصول
و قواعد کے موافق ادلۂ اربعہ سے مسائل و احکام نکالنے کی قدرت رکھتے
ہین۔ اِن لوگون نے اگرچہ بعض فروعی احکام مین امام کی مخالفت کی ہی لیکن
اصول مین اُن کے مقلد ہین۔

تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہی یعنے اس طبقہ کے لوگ اُن مسائل مین
جن مین امام سے کوئی روایت نہین ملتی موافق اصول مقررہ و قواعد مبسوطہ کے

اجتہاد کر کے اُسکے احکام نکالتے ہین اور مسائل منصوصہ سے انکا حکم نکال لیتے ہین یہ لوگ فروع و اصول مین اپنے امام کی مخالفت نہین کر سکتے جیسے خصاف اور طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور حلوانی اور سرخسی اور بزدوی اور قاضی خان وغیرہم ہین۔

چوتھا طبقہ مقلدین اصحاب تخریج کا ہے جیسے رازی وغیرہ ہین کہ انکو اجتہاد کی قدرت نہین ہوتی لیکن اصول مقررہ پر حاوی ہونے اور ماخذ کے ضبط کر لینے کے سبب سے ایسے قول مجمل کی کہ جسمین دو وجہ ہون اور ایسے حکم کی جو متحمل دو امرون کے ہون۔ (جو صاحب مذہب یا اُن کے اصحاب سے منقول ہون) اپنی راے سے اصول پر نظر کر کے اور اُسکے فروعی نظیرون مین قیاس کر کے تفصیل کر سکتے ہین

پانچوان طبقہ مقلدین اصحاب ترجیح کا ہے جو بعض روایتون کو بعض پر ترجیح دے سکتے ہین جیسے ابو الحسین قدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہ ہین۔

چھٹا طبقہ اُن مقلدون کا ہے جنکو اقوے اور قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر روایت اور روایت نادرہ مین فرق اور تمیز کرنیکی قدرت ہے جیسے متاخرین سے متون اربعہ معتبرہ والے صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع ہین

ساتوان طبقہ اُن مقلدون کا ہے جنکو ایسی بھی قدرت نہین بلکہ جو پاتے ہین اُسکو جمع کر ڈالتے ہین۔ ابن کمال باشا کے اس قول مین کئی شبہے ہین اول یہ کہ انھون نے خصاف اور طحاوی اور کرخی کے حق مین یہ جو کہا ہے کہ یہ لوگ ابو حنیفہ کے خلاف اصول و فروع مین نہین کر سکتے یہ ٹھیک نہین ہے اس لیے کہ ان لوگون نے بہت سے مسائل مین امام کا خلاف کیا ہے اور

اور حاکم وغیرہم مراد ہین۔

تبصرہ متقدمین اور متاخرین کے فرق کے بیانمین

فقیہ کو لازم ہے کہ فقہاے متقدمین اور متاخرین کا فرق یاد رکھے متقدمین اُن لوگون کو کہتے ہین کہ جنھون نے امام اعظم اور صاحبین کا زمانہ پایا اور اُن سے فیض حاصل کیا ہو۔ اور جنھون نے ایمہ ثلثہ سے فیض نہین پایا اُن کو متاخرین کہتے ہین۔ اکثر جا بجا فقہا کے استعمال سے یہی معنی سمجھے جاتے ہین اور یہی ظاہر ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ امام ہمام ابو حنیفہ سے امام ربانی شیبانی تک متقدمین ہین اور شمس الایمہ حلوانی سے حافظ الدین بخاری تک متاخرین ہین۔

اور ذہبی کی میزان مین یون ہے کہ متقدمین اور متاخرین کا حد فاصل تیسری صدی کا شروع ہے۔ یعنے تیسری صدی کے پہلے کے لوگ متقدمین اور دوسری صدی کے بعد کے لوگ متاخرین کہلاتے ہین۔

فائدہ فقہا کی اصطلاح مین ابو حنیفہ سے امام محمد تک سلف ہین اور امام محمد سے شمس الایمہ حلوانی تک خلف ہین۔

تبصرہ مشایخ و صحاب کے فرق مین

فقہا اکثر بوقت تصحیح فرمایا کرتے ہین ھذا قول المشائخ اور کبھی وعلیہ عامۃ المشائخ اور کبھی یون کہتے ہین عند اصحابنا پس اس مقام پر اصطلاح فقہا مختلف ہے بعضون کے نزدیک مشایخ سے وہ فقہا مراد ہین جنھون نے امام اعظم کو نپایا ہو اور اسی کو نہر فائق مین عمر بن نجیم مصری نے اختیار کیا اور یہ قول علامہ قاسم بن قطلوبغا محدث حنفی سے منقول ہے۔ انھون نے فرمایا ہے کہ یہی اصطلاح ہے کہ جو امام اعظم سے فیضیاب نہوے ہون اور امام کو نہ پایا ہو وہی مشایخ ہین اور بعضون کے نزدیک مشایخ سے امام اعظم اور صاحبین مراد ہین چنانچہ علامۂ شامی کا قول ہے کہ مشایخ سے شارح حصکفی نے یہان امام اور صاحبین مراد لیا ہے آہ اور اصحاب سے صاحبین مراد ہون گے لیکن مشہور یہ ہے کہ اصحاب کا اطلاق ایمۂ ثلثہ (امام اعظم اور صاحبین) پر ہوا کرتا ہے۔ اور عامۃ المشائخ سے اکثر مشایخ مراد ہوتے ہین۔ فتح القدیر کے باب ادراک الجماعۃ مین یہی منقول ہے۔

تبصرہ اصطلاح فقہا کے بیان مین

فقہا کی اصطلاح مین لفظ شیخین صاحبین طرفین بہت مستعمل ہے جاننا چاہیے کہ اہل سیر کی اصطلاح مین صاحبین اور شیخین سے ابوبکر اور عمر مراد ہوتے ہین اور محدثون کی اصطلاح مین امام بخاری اور امام مسلم مراد ہوتے ہین لیکن فقہا کی اصطلاح مین شیخین امام ابوحنیفہ اور ابویوسف کو کہتے ہین کہ یہ دونون

اصطلاح فقہا

امام محمد کے شیخ اور اُستاد ہین۔ اور صاحبین ابو یوسف و امام محمد کو کہتے ہین کہ یہ دونون امام کے رفیق تھے۔ اور طرفین امام ابو حنیفہ اور امام محمد رح کو کہتے ہین۔

فائدہ فقہا کی اصطلاح مین امام اعظم ابو حنیفہ کو کہتے ہین اور امام ثانی ابو یوسف کو اور امام ربانی امام محمد کو کہتے ہین۔ اور ائمہ ثلثہ امام اعظم اور امام ثانی اور امام ربانی کو کہتے ہین اور ائمہ اربعہ امام اعظم اور مالک اور شافعی اور ابن حنبل اصحاب مذہب کو کہتے ہین۔

تبصرہ

کتب فقہیہ حنفیہ مین جہان کہین مطلق حسن بولین وہان اُس سے حسن بن زیاد شاگرد امام اعظم مراد ہون گے اور کتب تفسیر مین جب مطلق حسن بولین تو وہان حسن بصری مراد ہونگے۔

تبصرہ

جہان کتب فقہ مین مطلق فضلی یا امام فضلی بولا جائے وہان مراد اُس سے ابوبکر محمد بن فضل بخاری متوفی ۳۸۱ھ ہجری ہونگے۔

تبصرہ

جہان شمس الائمہ بلا قید وصفی کے مطلق بولا جائے وہان شمس الائمہ سرخسی

مراد ہون گے۔ اور اِن کے سوا کو جب کسی مقام مین شمس الایمہ کہین گے تو ضرور مقید ذکر کیے جائین گے اور کہین گے شمس الایمہ حلوانی اور شمس الایمہ زرنجری اور شمس الایمہ کردری اور شمس الایمہ اوزجندی۔ وہکذا۔

تبصرہ

فقہا جب کراہت مطلق بلا قید بولین تو اُس کراہت سے کراہت تحریمیہ مراد ہوتی ہی۔ مگر اُس صورت مین کہ جب کراہت تنزیہی پر کوئی نص یا دلیل موجود ہو۔

تبصرہ

لفظ عندہ اور لفظ عنہ کا فرق یہ ہی کہ اول اس پر دلالت کرتا ہی کہ یہ قول امام اعظم کا مذہب ہی اور ثانی اس پر دلالت کرتا ہی کہ یہ قول امام اعظم کا مذہب نہین ہی۔ بلکہ اُن سے یہ روایت ہی۔

فائدہ جب کوئی حنفی کسی مسئلہ مین هذا عندنا کہے تو مراد اُسکی یہی ہوگی کہ یہ قول امام اور صاحبین کا ہی۔ اور جب کسی مسئلہ مین عند الائمۃ الثلثۃ کہے تو اس سے مراد مالک شافعی ابن حنبل ہون گے جیسا کہ مدت حمل کے مسئلہ مین کہا ہی اکثر مدۃ الحمل عندنا سنتان وعند الائمۃ الثلثۃ اربع سنین یعنے حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک دو برس ہی اور ایمہ ثلثہ کے نزدیک

چار برس ہی۔ یہان ائمہ ثلثہ سے امام مالک اور امام شافعی اور امام بن حنبل

مراد ہین

تبصرہ[۱۲]

جب بلا ذکر مرجع فقہا لفظ عندہ کسی حکم کے بعد بولین یا جملہ

ھذا مذھبہ بلا ذکر مرجع بولین تو مراد اُس مرجع سے امام اعظم ہون گے

اسیطرح لفظ عندھما کی ضمیر کا مرجع صاحبین کو قرار دین گے۔ اور کبھی لفظ

عندھما سے ابویوسف اور امام اعظم اور کبھی امام محمد اور امام اعظم اُس سے

مراد ہون گے۔ اور جب تیسرے کا ذکر اُس حکم کے مخالف مین صریحی ہو جیسے

کہین عند محمد کذا و عندھما کذا تو یہان لفظ عندہما سے شیخین مراد ہونگے

اور اگر کہین یون بولین عند ابی یوسف کذا و عندھما کذا تو اُس وقت

اس عندہما سے طرفین مراد ہون گے۔

تبصرہ[۱۳] قاعدہ دفع تعارض کے بیان مین

جب متون اور شروح اور فتاوے مین تعارض ہو تو اعتبار متون کا کیا جائیگا

کہ انمین رطب و یابس نہین ہوتا۔ بلکہ اصول اور ظاہر روایت کے موافق مسائل

لکھنے کا اُن کے مصنفین نے اپنے پر التزام کر لیا ہی اور اعلی طبقے کو ادنی پر ترجیح

ہوگی اور یہ ظاہر ہی کہ متون کا درجہ شروح کے مرتبہ سے افضل اور اعلی ہی۔ پھر شروح

معتبرہ کو فتاوے پر ترجیح ہوگی مگر جب تصحیح صریح متون مین نہو اور شروح

اور فتاوے مین ہو تو اُسوقت البتہ ادنےٰ اعلیٰ پر مقدم اور مرجح کیا جائے گا اور مفضول افضل ہو جائے گا۔ علمانے اسکی تصریح کردی ہی کہ مضمون متون مضمون شروح پر مقدم کیا جائے گا اسی طرح مطالب شروح معانی فتاوے پر مرجح ہوگا یہ اُسوقت ہی کہ جب دونون مضمون کی بالتصریح تصحیح موجود ہو یا سرے سے مطلق تصحیح ہی نہو لیکن کوئی مسئلہ متون مین ہو اور اُسکی صریح تصحیح نہ کی گئی ہو بلکہ اُسکے مقابل کی تصحیح پائی جائے تو اُسکے مقابل کو اُس پر ترجیح ہوگی اسواسطے کہ تصحیح صریح کے مقابل مین تصحیح التزامی مقدم نہ کی جائیگی اور قاعدہ مسلمہ ہی کہ تصحیح صریح تصحیح التزامی پر مقدم کی جاتی ہی۔ یعنے متون کی تصحیح التزامی ہی کہ مصنفین نے اپنے اوپر اسکا التزام کرلیا ہی کہ ظاہر روایت کے موافق اصح اقوال ہی جمع کرینگے اور شروح وفتاوے مین اس شرط کا التزام نہین کیا گیا۔ بلکہ ضرورتون کے لحاظ سے ہر قسم کی روایات اُسمین مندرج رہا کرتی ہین۔

تبصرہ ۱۵ آداب مفتی کے بیان مین

آداب مفتی کے بیان مین

واضح ہو کہ اس تبصرہ مین کئی فوائد ہین جنکی نگہداشت فتوا نویسون کو بہت ضروری ہی۔

فائدہ ۱ مفتی کو لازم ہی کہ فتوا امام اعظم ہی کے قول پر دیا کرے کہ اسمین غالباً ہر صورت سے اطمینان اور احتیاط ہی۔ فتاوے سراجیہ مین ہی کہ فتوا علی الاطلاق امام ابوحنیفہ کے قول پر ہوگا پھر ابو یوسف کے قول پر پھر امام محمد کے قول پر پھر امام زفر کے قول پر پھر حسن بن زیاد کے قول پر ہوگا

اور بعضون نے یہ بھی کہا ہی کہ جب امام ابو حنیفہ کی رائے کسی مسئلہ مین ایک جانب ہوا ور اُسکے خلاف ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ہو تو مفتی کو اختیار ہی جس پر چاہے فتوا دے اور اول اصح ہی جبکہ مفتی مجتہد نہو تب یعنے امام کے قول پر فتوا دینا اُسکو لازم ہی اگر ایسے موقع پر صاحبین کے قول پر فتوا دیگا تو حقیقت مین وہ بھی امام ہی کا قول مانا جائے گا ہان اتنا ہی کہ وہ سابق کا قول اور پہلے کی رائے کے موافق ہی اور یہ صاحبین کا قول گویا امام ہی کا قول ہی جیسا کہ صاحبین نے کہا ہی کہ ہم لوگ کسی مسئلہ مین کچھ نہین کہتے جبتک کہ ہمکو امام سے اُسمین روایت نہین پہونچتی۔

فائدہ جب امام سے کوئی روایت کسی مسئلہ مین نہ پائی جائے اُسوقت امام قاضی ابو یوسف کا قول معتبر مانا جائے گا اور جب ان سے بھی اُسمین کوئی روایت نہو گی تو امام محمد صاحب کا قول معتبر مانا جائے گا بعد اُسکے امام زفر بعد اُسکے حسن بن زیاد کا قول قابل سند ہو گا۔ پس مفتی کو اس ترتیب کا نگاہ رکھنا لازمی ہی۔

فائدہ جب ایک مسئلہ مین کئی اقوال ہون اور مفتی مجتہد ہو تو جسکے قول کی دلیل اقوی دیکھے اُسیکے قول کے موافق فتوا دے ورنہ بترتیب سابق فتوا دے یعنے قول امام کا مقدم ہو گا پھر ثانی پھر ثالث کا۔ اسی طرح جب امام سے ایک مسئلے مین کئی روایت ہون اور وہان دوسرے اصحاب کا قول نہ ملے تو جس قول کی دلیل اقوی ہو اُسی پر عمل کیا جائے گا۔

فائدہ جب کسی حادثہ مین اول طبقہ کے لوگون مین سے کسی کے
قول سے حادثہ کا جواب نہ معلوم ہو اور اُسمین مشایخ متاخرین کا کوئی قول ملے
تو اُس پر عمل کیا جائیگا پھر اگر متاخرین فقہا کا بھی اُسمین اختلاف ہو تو جسپر
اکابر فقہا ہون (اور وہ کبار مشاہیر کے معتمد علیہ ہون جیسے ابو حفص کبیر اور
امام فضلی اور خصاف اور ابو اللیث اور طحاوی وغیرہم ہین) اُسی پر عمل
کیا جائیگا اور جب اِن لوگون سے بھی اُسکے جواب مین کوئی قول نہو تو
مفتی تأمل اور تدبّر اور اجتہاد کی نظر سے کام لیگا اور تلاش کرتا رہیگا
تاکہ اُسکے جواب کے واسطے کوئی ایسی صورت پائے جس سے وہ اپنے فرض
منصبی کو ادا کر سکے اور اُسکو آسان سمجھکر بیہودہ کلام اُسمین نکرے اور وہ
خداوند کریم سے ڈرے کہ یہ بڑا بھاری کام ہے اِس پر سوائے جاہل بدبخت کے
کوئی جسارت و ہمت نہین کرتا اور اسکا خیال رکھے کہ یہ معاملہ بینی و بین اللہ ہے
فائدہ علما نے اسکو مسلم کرلیا ہے کہ عبادات مین مطلقاً امام اعظم ہی
کے قول پر فتوا ہوگا جب تک کہ امام اعظم سے کوئی روایت مخالف کے
موافق نہو اور امام محمد کے قول پر مسائل ذوی الارحام مین فتوا ہوگا اور
امام ابو یوسف کے قول پر قضا اور شہادت کے مسائل مین فتوا ہوگا اور
امام زفر کے قول پر صرف سترہ مسئلے مین فتوا ہوگا جو بجائے خود مصرح
ہین اور یہ جب ہوگا کہ متون مین تصحیح مسائل نہو۔ ورنہ متون کے موافق
فتوا ہوگا کیونکہ وہ متواتر ہوگئے ہین اور اُس پر وثوق زیادہ ہے۔
فائدہ اب اس زمانے مین مفتی کا وجود مفقود ہے۔ فتح القدیر مین

اس بات کو ظاہر کر دیا ہی کہ مفتی مجتہد کو کہتے ہین اور غیر مجتہد جو مجتہد کے
اقوال کو حفظ رکھتا ہی تو وہ مفتی نہین ہی۔ اُسپر واجب ہی کہ جب اُس سے
سوال کیا جائے تو مجتہد امام کا قول بطور حکایت کے ذکر کر دے آہ مگر اس
زمانے مین جو لوگ اقوال صاحب مذہب کے نقل کر دیتے ہین اُن کو مفتی
کہتے ہین۔ تو اُن کو مفتی کہنا حقیقۃً نہین ہی بلکہ یہ کہنا مجازاً ہی۔

فائدہ مفتی کو ضرور ہی کہ جسکے قول کے موافق فتوا دیتا ہی
اُسکا حال خوب جانے۔ فقط نام اور نسب کا جاننا کافی نہین ہی بلکہ اُسکی
روایت کے حال اور اُسکے درایت کے درجہ اور اُسکے طبقہ کو بھی پورے
طور سے جانے کہ یہ کس طبقہ کا شخص ہی تا کہ اُسکو اچھی طرح دو مخالف قولون
مین ترجیح دینے کا موقع ملے۔ اور دو مخالف قائل کے کلام کے درجہ و مرتبہ
کو تمیز کر سکے اور یہ مفتیون کا اعلیٰ درجہ ہی۔

تبصرہ

جامع المضمرات مین ہی کہ مفتی کو حلال نہین ہی یہ کہ اپنے فائدہ کی
غرض سے اقوال مہجورہ سے فتوا دے آہ اور اشباہ کی کتاب القضا مین
ہی کہ مفتی مصلحت دیکھکر فتوا دیگا آہ سید احمد حموی نے اپنے حاشیہ مین
اس پر یہ لکھا ہی کہ مفتی سے اُنکی مراد شاید مجتہد ہی تو یہ بات اُسی کے لیے
کہی گئی ہی اور مقلد کا تو یہ حکم ہی کہ وہ فتوا صحیح روایت کے موافق دیوے گا
چاہے اُسمین مستفتی کی مصلحت کے موافق حکم ہو یا نہو اور اشباہ مین جو

مفتی کا حکم بیان کیا ہی تو اُس سے مقلد مراد لینا بھی جائز ہی اُس صورت مین کہ جب مسئلہ مین دو قول مصحح ہون ایسی حالت مین وہ مفتی مقلد مخیر بالفتوے ہی یعنے اُسکو مصلحت دیکھکر فتوا دینے کا اختیار ہی۔

تبصرہ ۱۸

فقیہ پر واجب نہین ہی کہ ہر مسئلہ کا جواب دے مگر یہ اُسوقت واجب ہوتا ہی کہ جب جان لے کہ میرے سوا اس مسئلہ کا جواب کوئی اسکو نہ دے سکے گا پس ایسی حالت مین فتوا بتلانا اور تعلیم علوم کرنا فرض کفایہ ہو جاتا ہی۔

فائدہ اکثر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ کے جواب دینے مین ایک برس تک رُکے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ خطا کرنا سمجھنے کے بعد بہتر ہی اس سے کہ بے سمجھے بوجھے ٹھیک کہے۔ سنن سعید بن منصور اور دارمی اور بیہقی مین ابن مسعود کا قول مروی ہی کہ اُنھون نے فرمایا من افتی الناس فی کل ما یستفتونہ فھو مجنون یعنے جو ہر مسئلہ مین لوگون کو فتوا دے تو وہ پاگل ہی اور سنن بیہقی مین ابن عباس کا قول بھی ایسا ہی ہی۔ اور ایسا ہی فتاوے سراجیہ اور تنقیح حامدیہ مین بھی ہی۔

تبصرہ ۱۹

مفتی پر واجب ہی کہ فتوا نقل کرتے وقت کتب معتبرہ کیطرف

رجوع کرے اور ہر کتاب پر اعتماد نہ کرے خاصکر فتاوے کی کتاب پر کہ وہ ایک بڑے وسیع میدان کی طرح ہے کہ ہر قسم کے مسائل اسمین ہوا کرتے ہین مگر اسکا اعتبار جب ہوگا کہ اسکے مصنف کا حال اور اسکی علمی کیفیت اور جلالت قدر معلوم ہو۔ اگر کسی کتاب مین کوئی ایسا مسئلہ ملے کہ کتب معتبرہ مین اسکا وجود نہو تو واجب ہے کہ اسکو کتب معتبرہ مین خوب ڈھونڈھے اگر مراجعت تامہ اور تحقیق کثیر کے بعد اسمین ملجائے تو خیر ورنہ اسکے موافق فتوا دینے مین کبھی جرأت اور ہمت نہ کرے۔ اسی طرح کتب مختصرہ معتبرہ سے بھی بغیر اسکے حواشی و شروح کی استعانت کے فتوا دینے کی ہمت نکرے ہوسکتا ہے کہ اسکا اختصار غلطی مین ڈالدے اور نفس مسئلہ کی صورت سمجھنے مین دھوکا ہو۔

تبصرہ [۱۹] علامات مفتی بہ کے بیان مین

مفتی کو لازم ہے کہ اقوال مفتے بہ کی علامات کو یاد رکھے اور علامات مفتی بہ کے یہ ہین (۱) وعلیہ الفتوٰی (۲) وبہ یفتی (۳) وبہ ناخذ (۴) وعلیہ الاعتماد (۵) وعلیہ عَمَلُ الیوم (۶) وعلیہ عمل الامۃ (۷) وھو الصحیح (۸) وھو الاصحّ (۹) وھو الاظھر (۱۰) وھو الاشبَہُ (۱۱) وھو الاَوجہُ (۱۲) وھو المختار (۱۳) وبہ جرى العُرف (۱۴) وھو المتعارف (۱۵) وبہ اخذ علماؤنا۔

تبصرہ ۲۰ الفاظ مستعملۂ فقہا کے بیان مین

کبھی لفظ یجوز کا اطلاق بمعنے یصح اور کبھی بمعنے یحل ہوتا ہی اسیوجہ سے فقہا مکروہ نماز پر جاز ذلک اور صح ذلک بول جایا کرتے ہین اور اس سے مراد انکی نفس صحت ہوتی ہی جو بطلان کا مقابل ہی وہان اباحت اور عدم کراہت مراد نہین ہوتی اِسی خیال سے شراح اور محشی لوگ لفظ جاز اور لفظ صح کی تصریح اسطرح کر دیا کرتے ہین (صح) ای مع الکراھۃ یا بلفظ بغیر الکراھۃ پس جواز جب مطلق بلا قید کے مذکور ہو تو کبھی اُس سے غیر ممنوع بمعنے عام مراد لیا جاتا ہی کہ مباح اور مکروہ اور مندوب اور واجب سب کو شامل رہے۔

تبصرہ ۲۱

لفظ قالوا کا استعمال فقہا اُس مقام پر کرتے ہین جہان مسئلہ مین مشایخ کا اختلاف ہو۔ علامۂ تفتازانی نے حاشیۂ کشاف مین حتے یتبین لکم الخیط الابیض کے تحت مین لکھا ہی کہ لفظ قالوا مین اشارہ اس طرف ہی کہ مقولہ قول ضعیف ہی یعنے جو انھون نے کہا ہی ضعیف ہی۔ لیکن فقہا کے عرف مین وہی شائع ہی جو پہلے لکھا گیا۔

تبصرہ ۲۲

قیل کے ساتھ بہت سے مسئلے کے حکم بیان کیے جاتے ہین
اور شراح اور محشیون کی عادت ہر کہ اُس کے نیچے یہ لکھدیا کرتے ہین کہ
یہ اشارہ ضعف کی طرف ہر یعنے جو کہا گیا ہر یہ مضمون ضعیف قول ہر تو
اس امر کی تحقیق یہ ہر کہ اگر کتاب کے لکھنے والے نے اسکا التزام کرلیا ہو کہ جو
مرجوح نقل کیا جاویگا وہ اسی صیغۂ قیل کے ساتھ لکھا جائے گا اور یہ ضعف
کی طرف اشارہ کریگا تو البتہ یہ قیل ضعف کے واسطے مسلم مانا جائے گا
اور اس قیل کے مقولہ کو ضعیف ہی تصور کرین گے جیسا کہ کتاب ملتقی الابحر
کے مصنف نے اسکا التزام کرلیا ہر اور کتاب مذکور کے دیباچہ مین ظاہر
بھی کردیا ہر کہ قیل اور قالوا سے مین مرجوح قول کی طرف اشارہ کرتا ہون
اور علامہ حسن شرنبلالی نے کہا ہر کہ صیغۂ قیل لیس کل ما
دخلت علیہ یکون ضعیفا اھ یعنے یہ بات نہین ہر کہ جس پر صیغۂ قیل
ہو وہ ضعیف ہی ہو۔ پس یہ جو مشہور ہر کہ قیل اور یقال وغیرہما صیغۂ
تمریض ہین تو اُسکے یہ معنی نہین ہین کہ یہ صیغے اسواسطے موضوع ہین اور
جہان صیغۂ تمریض مستعمل ہوگا وہان ضعف ہی کی طرف اشارہ ہوگا
بلکہ ایسا اُسوقت خیال کیا جائے گا کہ جب قائل اسکا التزام بھی اپنے
اوپر کرلے کہ جہان مین قیل کہون وہان تمریضی صیغہ ہوگا اور
اُس سے ضعف اور مرجوح کی طرف اشارہ سمجھنا یا سیاق
و سباق اور مقام کے قرینے سے ظاہر ہوئے کہ مقولۂ قیل
مرجوح و ضعیف ہر۔

دوسرے[٢] اُن کتابون سے جنکے مصنف کا حال خوب معلوم نہو کہ بڑا معتمد علیہ فقیہ تھا یا معمولی فقیہ رطب یابس کا جامع تھا جیسے شرح کنز ملا مسکین کی ہی کہ ملا مسکین کا حال مجہول ہی۔ اسی طرح جامع الرموز نقایہ کی شرح جو قہستانی کی مشہور کتاب ہی اسمین بھی رطب و یابس بھرا ہی۔ اور وہ معتمد فقیہ بھی نہ تھا۔

تیسرے[٣] اُن کتابون سے جنمین اقوال ضعیفہ اور مسائل شاذہ غیر معتبر کتابون سے منقول ہون جیسے زاہدی غزمینی معتزلی کی قنیہ اور حاوی ہی۔ پس ان کتابون سے فتوا دینا جائز نہین ہی جب تک کہ منقول عنہ اور ماخذ کا پتہ نہ لگے۔

تبصرہ[٢٦] جامع الرموز کے حال مین

ذکر حال جامع الرموز

کتاب جامع الرموز مصنفہ شمس الدین محمد قہستانی کو بسبب رطب و یابس مسائل کے جمع ہونے اور مصنف کے حال اچھی طرح نہ معلوم ہونیکے کتب غیر معتبرہ مین شمار کیا ہی۔ یہان تک کہ مولانا عصام الدین نے قہستانی کے حق مین صاف صاف کہدیا ہی کہ وہ فقہ وغیرہ کچھ نہین جانتا تھا وہ شیخ الاسلام ہروی کے زمانے مین کتابون کا دلال تھا اور وہ حاطب لیل ہی۔ دبلا موٹا صحیح ضعیف سب کچھ جمع کرلیتا ہی اور یہ عارضہ رافضیون کا سا ہی۔ یہ مضمون کشف الظنون وغیرہ مین ہی۔

تتمہ

تبصرہ قنیہ کے حال مین

قنیہ کو کتب غیر معتبرہ مین شمار کیا ہی- اسکے مصنف کا نام ابوالرجار مختار بن محمود زاہدی غزمینی معتزلی ہی- چونکہ اس مین روایات ضعیفہ اور مسائل شاذہ ہین اور نیز غیر معتبر کتابون سے اسمین نقل کرتے ہین لہذا علمانے اسکو بھی غیر معتبر بتلایا ہی یہان تک کہ مولانا برکلی رومی نے صاف قنیہ کے حق مین کہا ہی کہ اِسکا درجہ کتب غیر معتبرہ سے اوپر ہی اور بعضے عالمون نے اپنی کتابون مین اُس سے نقل کیا ہی لیکن یہ قنیہ علما کے نزدیک ضعف روایت کے ساتھ مشہور ہی اور اُسکا مصنف معتزلی تھا آھ اور علامہ طحطاوی نے حاشیۂ درمختار کے باب مایفسد الصوم مین لکھا ہی کہ جو قنیہ مین یہ لکھا ہی کہ (دسوین محرم عاشورا کے روز سرمہ نہ لگانا واجب ہی) اسپر اعتماد نہ کیا جائے کیونکہ قنیہ حنفی فقہ کی معتبر کتابون سے نہین ہی آھ اور فتاوے تنقیح حامدیہ کے کتاب الاجارہ مین صاف لکھدیا ہی- کہ زاہدی مصنف حاوی و قنیہ کا قول جب کسی فقیہ کے مخالف ہو تو اُسکا اعتبار نہین ہی اور یہ قول ابن وہبان علامہ کا ہی آھ اور ایسا ہی کشف الظنون اور نافع کبیر وغیرہما مین بھی ہی-

اور واضح ہو کہ فتاوا تنقیح حامدیہ کے مصنف علامہ محمد امین مشہور بابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ ہجری ہین-

فہرست کتب غیر معتبرہ

جن سے فتوا دینا منع کیا گیا ہی

مع نام مصنف کتب و نام علماے مانعین رحمہم اللہ

یہان کتب غیر معتبرہ کی ایک فہرست پیش کیجاتی ہی جن سے فتوا دینا منع کیا گیا ہی۔ اور ہر غیر معتبر کتاب کے مقابل اُسی سطر مین اُسکے مصنف کا نام بھی لکھدیا ہی۔ اور مانعین علما کا نام بھی درج کر دیا گیا تا کہ فتوا نویس لوگ تامل کے بعد فتوا نقل کرین اور دھوکا نہ کھاءین وما علینا الا البلاغ۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف کتاب	نام مانعین
۱	قنیہ	ابو الرجا نجم الدین مختار بن محمود زاہدی غزمینی معتزلی۔	ابن وہبان مولانا برکلی شامی طحطاوی۔
۲	حاوی	ایضًا۔	ابن عابدین شامی۔
۳	جامع الرموز	شمس الدین محمد خراسانی قہستانی۔	مولانا عصام الدین
۴	السراج الوہاج	ابو بکر بن علی بن محمد حدادی۔	مولانا برکلی۔
۵	مشتمل الاحکام	فخر الدین رومی	ایضًا
۶	کنز العباد	علی بن احمد غوری۔	جمال الدین مرشدی ملا علی قاری
۷	مطالب المومنین	بدر الدین بن تاج بن عبد الرحیم لاہوری۔	ابن عابدین شامی
۸	خزانۃ الروایات	قاضی جکن حنفی ساکن قصبۂ کن ضلع گجرات۔	ایضًا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف کتاب	نام مانعین
۹	شرعۃ الاسلام	رکن الاسلام امام زادہ محمد بن ابو بکر جوغی۔	ابن عابدین شامی
۱۰	الفتاوے الصوفیہ	فضل اللہ محمد بن ایوب۔	مولانا برکلی۔ ابن کمال باشا
۱۱	فتاوی طوری	×	ابن عابدین شامی
۱۲	فتاوے ابراہیم شاہی	قاضی شہاب الدین ملک العلما یا نظام الدین گیلانی۔	مولانا عبد القادر بدایونی۔
۱۳	خلاصۃ الکیدانی	لطف اللہ نسفی۔	مولانا عبد الحی لکھنوی
۱۴	فتاوے ابن نجیم	زین العابدین مصری۔	ابن عابدین شامی
۱۵	شرح کنز	ملا مسکین۔	ایضاً
۱۶	شرح مختصر وقایہ	ابو المکارم۔	ایضاً

نقشہ موالید و وفیات ائمہ اربعہ مع ذکر اعمار و مزار

نمبر شمار	نام	موالید	وفیات	عمر	مزار
۱	امام ابو حنیفہ رح	۸۰ سنہ ھ	۱۵۰ سنہ ھ	۷۰	دار السلام بغداد
۲	امام مالک رح	۹۰ سنہ ھ	۱۷۹ سنہ ھ	۸۹	دار الہجرۃ مدینہ منورہ
۳	امام شافعی رح	۱۵۰ سنہ ھ	۲۰۴ سنہ ھ	۵۴	مصر
۴	امام احمد رح	۱۶۴ سنہ ھ	۲۴۱ سنہ ھ	۷۷	بغداد

تذکرہ اکابر علماے اسلام کے مختصر تراجم و وفیات کے بیان مین

یہان دوسری صدی سے تیرھوین صدی تک کے اکابر علماے اسلام کے مختصر تراجم و وفیات لکھے جاتے ہین۔ اسمین مراتب علما کا لحاظ نہین کیا گیا ہے۔ بلکہ تقدیم و تاخیر باعتبار سال وفات کے ہے فافہم

دوسری صدی کے علما

ابراہیم بن میمون مروزی محدث صدوق امام ابوحنیفہ اور عطاء سے روایت کرتے تھے۔ امام بخاری نے ان سے معلق روایت کی ہے اور ابو داؤد اور نسائی نے اپنی اپنی سنن مین ان سے تخریج کی ہے۔ مرو مین ان کا انتقال ہوا ہے۔

فائدہ امام ہمام ابوحنیفہ سے اگرچہ صریحی روایت صحیحین مین نہین ہے مگر امام اعظم کے تلامذہ کی روایتون سے صحیحین بلکہ صحاح ستہ بھری ہین۔ اور حافظ ابو عیسے الکمہ ترمذی جو امام بخاری و مسلم کے ایک حدیث مین استاد بھی ہین کتاب العلل مین یعنے جامع ترمذی کے آخر مین امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ یعنے توثیق و تعدیل اور جرح مین امام ہمام ابوحنیفہ کے قول کی تقلید کی۔ صاحب بصیرت اسی مقام پر اگر غوض کرے تو امام کے پایہ و مرتبہ کو بخوبی سمجھ سکتا ہے لیکن

لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

دیکھو جامع ترمذی مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۹۲ ہجری جلد ۲ - صفحہ ۳۳۳ مین ترمذی روایت کرتے ہین حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو یحیی الحمانی قال سمعت ابا حنیفۃ یقول ما رأیت احدا اکذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطاء بن ابی رباح قال (ابو عیسی) وسمعت الجارود یقول سمعت وکیعا یقول لولا جابر الجعفی کان اھل الکوفۃ بغیر حدیث ولولا حماد لکان اھل الکوفۃ بغیر فقہ اھ اگر کسی کو شبہہ ہو تو راقم الحروف کے پاس آکر دیکھ جائے فوراً وسواس خناس دور ہو جائے گا انشاء اللہ تعالی -

مِسْعَر بن کدام ہلالی کوفی ابو سلمہ حافظ احادیث ثقہ امام ابو حنیفہ اور قتادہ اور عطاء سے روایت کرتے تھے - اور اِن سے سُفیان ثوری نے روایت کی ہے - سفیان ثوری اور شعبہ کے مباحثہ مین یہی حَکَم مانے جاتے تھے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سُفیانَین آپ کے شاگرد تھے اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے - وفات آپ کی سنہ ۱۵۳ ہجری یا سنہ ۱۵۵ ہجری مین ہے -

داؤد بن نصیر طائی کوفی ابو سلیمان محدث ثقہ تھے - انھون نے اعمش اور ابن ابی لیلی سے حدیث اور امام ابو حنیفہ سے فقہ پڑھی - سفیان بن عُیَینہ نے اِن سے روایت کی ہے - اور نسائی نے اِن سے تخریج کی ہے - اِن حضرت نے امام ابو حنیفہ کی بیس برس تک شاگردی کی ہے -

سُفیان بن سعید بن مسروق شیخ الاسلام سید الحفاظ ابو عبد اللہ ثوری کوفی فقیہ - امیر المؤمنین فی الحدیث تھے - آپ کے والد بھی علمائے کوفہ سے تھے

آپ سے حدیث پڑھی ہے-آپ کوفہ کے قاضی بھی تھے۔ نسائی نے آپ سے تخریج کی ہے-

عبدالکریم بن محمد جرجانی قاضی فقیہ محدث تھے اور امام ابوحنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے- ترمذی نے آپ سے تخریج کی ہے-

عبداللہ بن مبارک مروزی شہر مرو کے باشندہ تھے۔ مرو سے بغداد آئے اور امام ابوحنیفہ کی خدمت مین مدت تک حاضر رہ کر فیض ظاہری وباطنی سے مالامال ہوئے۔ پھر بعد وفات امام ابوحنیفہ رح کے آپ نے امام مالک اور سفیانین اور ہشام اور عاصم احول اور سلیمان تیمی وغیرہم سے استفادہ کیا۔ اور سفیان ثوری نے بھی آپ سے اخذ کیا ہے یحییٰ ابن معین اور امام احمد بن حنبل اور ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہم آپ کے شاگردون مین تھے-آپ مجاب الدعوات تھے-اور ۱۱۸ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔

یحییٰ بن زکریا ہمدانی کوفی ابوسعید حافظ حدیث فقیہ جامع فقہ وحدیث تھے-امام ابوحنیفہ رح کے چالیس اصحاب جو تدوین کتب فقہ مین مشغول تھے اُنمین سے آپ عشرۂ متقدمین مین داخل تھے-آپنے مدت تک دارالسلام بغداد مین حدیث کا درس دیا-امام احمد اور یحییٰ بن معین اور قُتَیبہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے آپسے حدیث پڑھی ہے- ۹۳ سال کی عمر مین آپ نے شہر مدائن مین وفات پائی-

فضیل بن عیاض بن مسعود تیمی خراسانی عالم ربانی عابد زاہد ثقہ

صاحب کرامات امام اعظم ابو حنیفہ رحہ کے شاگرد تھے۔ ایک مدت تک امام صاحب کی خدمت مین رہکر فقہ و حدیث پڑھی۔ اور آپ سے امام شافعی وغیرہ نے روایت کی۔ اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے۔ آپ نے کوفہ سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ کی مجاورت اختیار کی اور وہین محرم الحرام کے مہینے مین آپ کا وصال ہوا۔

عیسیٰ بن یونس کوفی محدث ثقہ فقیہ جید تھے۔ حدیث کو اعمش اور امام مالک سے سنا۔ اور علم فقہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے پڑھا۔ آپ نے ۴۵ غزوے اور ۴۵ حج کیے۔ امام بخاری و مسلم وغیرہما نے آپ سے تخریج کی ہے۔

علی بن مسہر کوفی ابو الحسن فقیہ محدث صاحب روایت و درایت اور ثقہ تھے۔ حدیث اعمش اور ہشام بن عروہ سے سُنی۔ اور آپ سے سفیان ثوری نے امام ابو حنیفہ کا علم اور اُنکی کتب کو اخذ و نقل کیا۔ عرصہ تک آپ موصل کے قاضی تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے۔

عبد اللہ بن ادریس بن یزید بن عبد الرحمن اودی کوفی فقیہ محدث امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔ اور اعمش اور ابن جریج اور ثوری اور شعبہ سے بھی روایت کی ہے۔ اور آپ سے امام مالک اور ابن مبارک اور امام احمد نے روایت کی۔ بواسطہ اِن کے بھی امام مالک امام ابو حنیفہ کے تلامذہ مین ہوئے۔ آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی ہے۔

حفص بن غیاث بن طلق کوفی عالم محدث ثقہ زاہد امام ابو حنیفہ کے

اصحاب سے تھے۔ فقہ امام ابو حنیفہ سے اور حدیث امام ابو یوسف اور سفیان ثوری اور اعمش اور ابن جریج اور ہشام بن عروہ وغیرہم سے پڑھی۔ اور آپ سے امام احمد اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور یحییٰ بن سعید القطان نے روایت کی۔ اور آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی۔

۱۹۷ھ

وکیع بن جرّاح کوفی فقہ و حدیث کے امام حافظ ثقہ زاہد عابد امام شافعی اور امام احمد کے شیخ تھے۔ فقہ امام ابو حنیفہ سے پڑھی۔ اور علم حدیث امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور ابن جریج اور سفیانین اور اوزاعی اور اعمش وغیرہم سے پڑھا۔ اور آپ سے ابن مبارک اور یحییٰ بن اکثم اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ابن راہویہ نے حدیث پڑھی۔ اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ آپ امام ابو حنیفہ ہی کے قول پر فتوا دیتے اور یحییٰ بن سعید القطان آپ ہی کے قول پر فتوا دیا کرتے تھے۔ ستر سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔

۱۹۸ھ

سفیان بن عیینہ بن میمون ہلالی کوفی محدث علامہ حافظ شیخ الاسلام ثقہ فقیہ کوفہ میں ١٥۔ شعبان سنہ ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ پھر بیس سال کی عمر میں مکہ سے کوفہ آئے اور امام ابو حنیفہ سے ملے اور اُن سے حدیث کی روایت کی امام ابو حنیفہ ہی نے آپ کو درس حدیث کے لیے جامع مسجد میں پہلے پہل بٹھایا تھا۔ اور آپ نے عمرو بن دینار اور زہری اور زیاد بن علاقہ اور ابو اسحٰق سبیعی اور اسود بن قیس اور زید بن اسلم اور عبد اللہ بن دینار اور محمد بن المنکدر اور منصور بن معتمر اور قاری امام عاصم اور اعمش اور عبد الملک بن عمیر سے

حدیث پڑھی۔ اور آپ سے اعمش اور ابن جریج اور شعبہ وغیرہم آپ کے اُستادون نے اور ابن مبارک اور ابن مہدی اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور اسحق بن راہویہ اور احمد بن صالح اور زعفرانی اور علی بن حرب اور محمد بن عیسےٰ بن حیان مدائنی اور زکریا بن یحییٰ مروزی اور احمد بن سنان رملی اور محمد بن اسحق اور زہیر بن بکّار اور عبد الرزّاق بن ہمام اور یحییٰ بن اکثم نے روایت کی ہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے بکثرت آپ سے تخریج کی۔ اور آپ سے نے شرح کیے اور مکہ معظمہ مین آپ سے نے وفات پائی آپ مدلس بھی تھے۔

شعیب بن اسحق بن عبد الرحمن دمشقی امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے محدث ثقہ فقیہ جید متہم بالارجاء تھے۔ آپ سے شیخین اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی۔

حفص بن عبد الرحمن بلخی امام ابو حنیفہ کے اصحاب مین محدث صدوق اور افقہ تھے۔ آپ نے سفیان ثوری سے بھی روایت کی ہے۔ آپ پہلے بغداد کے قاضی تھے۔ پھر قضا چھوڑ کر عبادت الٰہی مین مصروف ہوئے۔ آپ سے نسائی نے اپنی کتاب مین تخریج کی ہے۔

معروف کرخی بن فیروز قطب وقت مجاب الدعوات تھے۔ آپ امام علی بن موسیٰ رضا کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور آپنے داؤد طائی شاگرد امام ابو حنیفہ سے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی۔ سری سقطی نے آپ ہی سے ظاہری و باطنی علوم پڑھے۔

حماد بن دلیل ابو زید فقیہ محدث صدوق امام ابو حنیفہ کے کبار اصحاب

ین سے تھے جنکی طرف امام صاحب نے اشارہ کرکے فرمایا تھا کہ یہ لوگ قضا
کی صلاحیت رکھتے ہین۔ حدیث امام ابو حنیفہ اور ثوری اور حسن بن عمارہ سے
پڑھی۔ مدت تک مدائن کے قاضی رہے۔ جب فضیل بن عیاض سے مسئلہ
پوچھا جاتا تو فرماتے کہ ابو زید سے پوچھ لو۔ ابو داؤد نے اپنی سُنن مین
آپ سے تخریج کی ہے۔

تیسری صدی کے علما

سنہ ۲۰۰ھ

ابو سلیمان موسی بن سلیمان جوزجانی فقیہ متبحر محدث حافظ تھے فقہ
امام محمدؒ سے اور حدیث عبد اللہ بن مبارک اور امام ابو یوسف اور امام محمدؒ
سے پڑھی۔ آپ ہی استاذ الفقہا ہین۔

سنہ ۲۰۶ھ

یزید بن ہارون ابو خالد واسطی اپنے زمانے کے امام کبیر اور محدث
ثقہ تھے۔ حدیث امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور سفیان ثوری سے پوچھی
اور آپ سے یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے روایت کی۔ آپ شہر واسط
کے رہنے والے تھے۔

سنہ ۲۱۰ھ

حسین بن حفص بن فضل ہمدانی اصفہانی فقیہ جید محدث صدوق
تھے۔ آپنے فقہ امام ابو یوسف سے پڑھی۔ چونکہ آپ امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی
پر فتوا دیتے تھے اسلیے امام اعظم کی فقہ ملک اصفہان مین آپ ہی کے ذریعہ
سے شائع ہوئی۔ مدت تک آپ اصفہان کے قاضی تھے۔ مسلم اور ابن
ماجہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

معلیٰ بن منصور ابو یحییٰ رازی حافظ حدیث فقیہ متورع امام ابو یوسف اور امام محمد کے اصحاب کبار سے تھے۔ حدیث امام مالک اور لیث اور حماد اور ابن عیینہ سے روایت کی اور آپ سے علی بن مدینی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور امام بخاری اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ صحاح کی کتابون مین آپ سے بکثرت روایات ہین۔ اور آپ سے امام ابو یوسف اور امام محمد کی کتابون اور امالی اور نوادر کی روایتین لوگون نے کی ہین۔

ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم شیبانی بصری امام ابو حنیفہ کے اصحاب مین سے محدث ثقہ فقیہ معتمد تھے۔ اور ابو عاصم کنیت رکھتے تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح مین آپ سے تخریج کی۔ نوّے سال کی عمر مین بصرہ مین وفات پائی۔

خلف بن ایوب بلخی امام محمد اور امام زفر کے اصحاب مین سے فقیہ محدث عابد زاہد صالح تھے۔ فقہ امام ابو یوسف سے اور حدیث اسرائیل بن یوسف اور معمر وغیرہ سے پڑھی۔ اور آپ سے امام احمد اور ابو کریب وغیرہ نے روایت کی۔ ترمذی مین آپ سے روایت موجود ہی۔ آپ ابراہیم بن ادہم کی صحبت مین بہت رہے اور اُنسے فیض لیا۔

محمد بن عبد اللہ بن مثنی بن عبد اللہ بن انس بن مالک انصاری صحابی امام زفر کے اصحاب مین سے فقیہ محدث ثقہ تھے۔ آپ سے امام احمد اور علی ابن مدینی اور ائمہ صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔

علی بن معبد بن شداد رقی امام محمد کے اصحاب مین سے محدث ثقہ

مستقیم الحدیث فقیہ حنفی المذہب امام احمد کے طبقے کے تھے۔ حدیث ابن مبارک
اور امام محمد اور امام مالک اور امام لیث اور امام شافعی اور وکیع اور ابن عینیہ وغیرہم
سے پڑھی۔ آپ سے یحییٰ بن معین اور محمد بن اسحٰق اور قاسم بن سلام اور علی بن معبد
ابن نوح اور اسحاق بن منصور اور یونس بن عبد الاعلیٰ وغیرہم نے روایت کی ہے
ترمذی اور نسائی نے اپنی اپنی کتاب مین آپ سے تخریج کی ہے۔

عیسیٰ بن ابان بن صدقہ ابو موسیٰ حفاظ حدیث مین افقہ تھے پہلے آپ
کو امام محمد کی مجلس درس مین حاضر ہونے سے انکار تھا اور امام محمد کو مخالف حدیث
سمجھا کرتے تھے ایک روز محمد بن سماعہ نے زبردستی آپ کو امام محمد کی مجلس مین
حاضر کر دیا۔ بعد درس کے امام محمد سے عیسیٰ نے ۲۵۔ باب حدیث کے پوچھے
امام محمد نے ہر ایک کا جواب مع دلائل و شواہد و ناسخ و منسوخ کے بڑی شرح و
بسط کے ساتھ دیا کہ آپ قائل ہو گئے۔ اور چھ ماہ تک امام محمد سے فقہ پڑھی اور
آپ سے شیخ طحاوی[1] نے تفقہ کیا۔

خزاعی نعیم بن حماد مروزی محدث صدوق فقیہ فاضل تھے۔ آپ ہی نے
پہلے پہل مسند جمع کی۔ اور امام ابو حنیفہ سے فرضیت و ترکی روایت کی یہ وہی
خزاعی ہین جو امام بخاری اور یحییٰ بن معین کے شیخ ہین۔ آپ نے بمقام سامرہ
بحالت حبس وفات پائی۔

فرخ محدث ثقہ فقیہ فاضل امام ابو یوسف کے غلام تھے۔ آپ نے
صغر سنی مین امام ابو حنیفہ کو دیکھا تھا۔ اور امام صاحب کے جنازے کی نماز مین

[1] یعنی قاضی ابو حازم عبد الحمید محدث اُستاد امام طحاوی نے آپ سے فقہ پڑھی ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

شریک تھے۔ آپ نے فقہ امام ابو یوسف سے پڑھی۔ اور آپ سے امام احمد اور یحییٰ بن معین اور امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد اور ابو زرعہ اور بغوی نے حدیث لی ہے۔ اور آپ سے احمد بن ابی عمران نے فقہ پڑھی ہے اور احمد بن ابی عمران سے امام طحاوی نے فقہ پڑھی۔

علی بن جعد بن عبید جوہری بغدادی امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے حافظ حدیث ثقہ صدوق تھے۔ آپ نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا اور اُن کے جنازے میں شریک تھے۔ حدیث جریر بن عثمان اور شعبہ اور سفیان ثوری اور امام مالک اور ابن ابی ذئب وغیرہم سے سُنی اور پڑھی۔ اور آپ سے امام بخاری اور ابو داؤد اور یحییٰ بن معین اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو قلابہ اور زیاد بن ایوب اور خلف بن سالم اور ابن ابی الدنیا اور حافظ ابو زرعہ اور ابو یعلی اور ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بغوی وغیرہم نے روایت کی ہے۔ آپ کا حافظہ بجد قوی تھا۔

متوفی ۲۳۰ھ

محمد بن سماعہ تمیمی کوفی ۱۳۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ فقیہ محدث حافظ ثقہ صدوق امام محمد کے اجل تلامذہ سے تھے۔ فقہ ابو یوسف اور حسن بن زیاد سے اور حدیث امام لیث بن سعد اور امام ابو یوسف اور امام محمد سے پڑھی اور آپ سے احمد بن ابی عمران شیخ طحاوی اور ابو بکر بن محمد قمی وغیرہ نے فقہ پڑھی ہے۔ نوادر محمد بن سماعہ اور کتاب ادب القاضی اور کتاب المحاضر والسجلات آپ کی یادگار ہے۔ جب آپ فوت ہوئے تو یحییٰ بن معین نے بڑے افسوس کے ساتھ فرمایا قد مات ریحانة العلم من اهل الرای باوجود اسکے کہ آپ نوّے سال کے تھے آپ روزانہ دو سو رکعات نفل پڑھا کرتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

متوفی ۲۳۳ھ

بشر بن ولید بن خالد کندی فقیہ محدث ثقہ صالح عابد فقہ مین وہ امام
ابو یوسف کے اور حدیث مین امام مالک وغیرہ کے شاگرد تھے اور آپ سے حافظ
ابو نعیم موصلی اور ابو یعلی اور حامد بن شعیب نے تلمذ کیا۔ ابو داؤد نے اپنی سنن مین
آپ سے روایت کی۔ معتصم باللہ کے عہد مین آپ قاضی بغداد تھے مسالۂ خلق
قرآن کے بارے مین معتصم نے آپ کو قید کیا تھا پھر متوکل کے عہد مین رہا ہوے
زمانۂ پیری مین باوجود مفلوجی کے بھی آپ روزانہ دوسو رکعات نفل پڑھتے تھے۔
ابن عیینہ آپ ہی سے فتوا دلواتے تھے۔

داؤد بن رشید خوارزمی امام محمد وحفص بن غیاث کے اصحاب سے محدث
ثقہ فقیہ تھے امام مسلم وابو داؤد وابن ماجہ ونسائی نے آپ سے روایت کی بخاری
نے بالواسطہ آپ سے ایک حدیث لی۔

ابراہیم بن یوسف بلخی شیخ اجل محدث ثقہ صدوق تھے امام ابوحنیفہ کے
اصحاب مین آپ کی بڑی عزت تھی۔ مدت تک امام ابو یوسف کی خدمت مین رہکر
استفادہ کیا۔ حدیث سفیان اور امام مالک اور وکیع سے پڑھی امام نسائی نے
اپنی کتاب مین آپ سے روایت کی ہے۔ اور آپ کو ثقہ بتلایا ہے۔

یحیی بن اکثم مروزی قاضی علامہ فقیہ محدث صدوق عارف مذہب بصیر
احکام تھے۔ مامون عباسی کے بڑے رفیق تھے۔ حدیث امام محمد اور ابن مبارک
اور سفیان بن عیینہ سے پڑھی۔ اور آپ سے امام بخاری نے غیر جامع مین اور
ترمذی نے روایت کی ہے۔ تراسی سال کی عمر مین وفات پائی۔

ابراہیم بن ادہم بلخی محدث صدوق عارف ولی تارک الدنیا

صاحب کرامات تھے۔ مدت تک امام ابو حنیفہ کی صحبت مین رہکر اُن سے علم حاصل کیا۔ آپ فضیل بن عیاض کے مرید و خلیفہ تھے۔ بادشاہی چھوڑ کر آپ نے فقر اختیار کیا۔ اور بہت سے مشایخ طریقت سے بھی آپنے فیض لیا۔ امام بخاری و مسلم نے غیر صحیحین مین آپ سے روایت کی ہی۔

بکّار بن قتیبہ بن اسد بصری فقیہ زاہد محدث ثقہ تھے۔ بصرے مین ۱۸۲ سنہ ہجری مین پیدا ہوے۔ فقہ ہلال رازی کے بیٹے یحیی تلمیذ امام ابو یوسف سے پڑھی۔ اور امام زفر سے بھی استفادہ کیا ہی۔ اور آپ سے ابو عوانہ اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح مین روایت کی ہی۔

سنہ ۲۷۰ ہجری

محمد بن سلمہ بلخی فقیہ کامل عالم متبحر تھے اور ۱۹۲ سنہ ہجری مین پیدا ہوے فقہ ابو سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے پڑھی۔ اور محمد بن شجاع سے بھی بہت روز تک فقہ پڑھی ہی۔ اور آپ سے ابو بکر اسکاف نے تفقہ کیا

سنہ ۲۷۸ ہجری

سلیمان بن شعیب امام محمد کے اصحاب مین سے بڑے فقیہ متبحر تھے۔ نوادر آپ کی تصنیفات سے یادگار ہی۔ آپ سے ابو جعفر طحاوی محدث نے روایت[1] کی۔

سنہ ۲۷۸ ہجری

احمد بن ابی عمران بن عیسیٰ بغدادی محدث فقیہ محمد بن سماعہ کے شاگرد تھے۔ امام طحاوی نے آپ سے بکثرت روایت کی ہی۔

سنہ ۲۸۰ ہجری

اِسی صدی مین محمد بن مقاتل رازی اور ہشام بن عبداللہ رازی اور علی رازی اور ابو علی دقاق اور احمد بن اسحق جوزجانی بھی گزرے ہین۔

[1] امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ کی معانی الآثار دیکھنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہو سکتی ہی۔ ۱۲ منہ

چوتھی صدی کے علما

محمد بن سلام بلخی ابوحفص کبیر کے معاصر فقیہ متبحر صاحب فتاوی تھے۔

ابوسعید احمد بردعی ابوعلی دقاق اور اسمٰعیل بن حماد کے شاگرد رشید اور ابوالحسن کرخی کے اُستاد تھے۔

طحاوی ابوجعفر احمد بن محمد ازدی نے۔ مذہب شافعی چھوڑ کر مذہب حنفی اختیار کیا بڑے فقیہ جید اور محدث جلیل القدر تھے۔ شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار اور شرح جامعین آپ کی یادگار رہی۔

اِسکاف ابوبکر محمد بن احمد بلخی محمد بن سلمہ کے شاگرد۔ اور ابوجعفر ہندوانی کے اُستاد۔ اور بڑے جلیل القدر فقیہ جید تھے۔

حاکم شہید محمد بن محمد بن احمد بلخی مروزی فقیہ محدث حاکم صاحب مستدرک کے اُستاد تھے۔

صفار ابوالقاسم احمد بن عصمہ بلخی شاگرد نصیر بن یحییٰ تلمیذ محمد بن سماعہ کے تھے۔ آپ اپنے وقت کے امام کبیر فقیہ جید تھے۔

کرخی عبیداللہ بن حسن امام مجتہد فی المسائل فقیہ عابد زاہد ابوسعید بردعی کے شاگرد۔ اور ابوبکر جصاص رازی کے اُستاد تھے۔ اکابر فقہا آپ کے تلامذہ تھے

سَبَذمُونی المعروف بلقب استاذ۔ ابوعبداللہ بن ابوحفص کبیر کے شاگرد۔ اور ابن مندہ محدث کے اُستاد تھے۔ آپ اصحاب وجوہ سے

تھے آپ کا ذکر مقدمے مین بعنوان سبذمونی کر دیا گیا ہی۔

طبری احمد بن محمد بن عبدالرحمن بغداد کے اکابر فقہا سے تھے۔ آپ ابو سعید بردعی کے شاگرد اور کرخی کے معاصر۔ شارح جامعین تھے۔ آپ طبرستان کے باشندہ تھے۔

قاضی الحرمین ابو الحسن احمد بن محمد نیشاپوری شیخ حنفیہ۔ اور امام ابو الحسن کرخی کے شاگرد فقیہ کامل امام فاضل تھے۔

ہندوانی امام محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بلخی فقیہ محدث۔ ابو حنیفہ کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ فقیہ ابو اللیث کے اُستاد تھے۔ آپنے ابو بکر اسکاف کے شاگرد ابو بکر اعمش سے فقہ پڑھی۔ اور آپ روزانہ اپنی والدۂ ماجدہ کا قدم چوما کرتے تھے۔ آپ کا ذکر مقدمے مین کر دیا گیا ہی۔

سیرافی قاضی ابو سعید حسن بن عبداللہ۔ شہر سیراف کے باشندہ جامع علوم وفنون ابو الفرج اصفہانی کے معاصر۔ اور ابن دُرید لغوی اور ابن سراج نحوی کے شاگرد تھے۔ پچاس برس تک آپ صافہ مین مفتی حنفیہ رہے۔ سیبویہ نحوی کی الکتاب کی شرح بھی آپ نے لکھی ہی۔

جَصَّاص ابو بکر احمد بن علی رازی۔ ابو سہل زجاج سے فقہ اور ابو حاتم اور عثمان دارمی سے حدیث پڑھی۔ آپ کو صحاب تخریج مین شمار کیا ہی۔ مگر آپ کو طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین کہنا بجا ہی۔ آپ کی عمر پینسٹھ برس کی تھی۔

ابو اللیث سمرقندی امام الہدیٰ نصر بن محمد فقیہ محدث لاکھ حدیثون کے حافظ تھے۔ علوم صفار سے حاصل کیے۔ آپ تمام عمر مین کبھی جھوٹ

نہین ہوے۔ آپ کا حافظہ ایسا قوی تھا کہ کتب امام محمد و امام وکیع و ابن مبارک و امالی امام ابو یوسف سب آپ کو حفظ تھین۔ بُستان العارفین وغیرہ آپ کی یادگار رہی۔

زعفرانی ابو الحسن محمد بن احمد فقیہ ثقہ صالح ابو بکر رازی کے شاگرد تھے۔ زعفرانی یا تو نسبت ہی شہر زعفرانیہ کی طرف جو بغداد کے قریب ایک گانوٗن کا نام ہی۔ یا نسبت ہی بیع زعفران کی طرف۔ اور نیز زعفران دو شہرون کا نام بھی ہی۔ ایک تو علاقۂ بغداد مین۔ اور دوسرا ہمدان اور اسد آباد کے درمیان مین ہی واللہ اعلم۔

(سنہ [illegible] ہجری)

فقیہ جرجانی ابو عبد اللہ محمد بن یحیی علامۂ فہامہ افقہ الفقہا ابو بکر رازی کے شاگرد۔ اور قدوری اور احمد ناطفی کے اُستاد تھے۔ صاحب ہدایہ نے آپ کو اصحاب تخریج مین شمار کیا ہی۔

(سنہ ۳۹۸ ہجری)

اسی صدی کے علما سے امام رستغفنی[1] اور دامغانی[2] اور زجاجی[3] اور خیزاخزی اور ابو جعفر اشتروشنی اور ابو بکر محمد کلاباذی اور ابو عبد اللہ حسن زعفرانی وغیرہم ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

---

[1] نام آپ کا علی بن سعید سمرقندی ہی۔ آپ ابو منصور ماتریدی کے صحبت یافتہ اور بڑے فقیہ اصولی قصبۂ رستغفن کے باشندے تھے اور آپ کی کنیت ابو الحسن تھی۔ مقدمے مین آپ کا ذکر کر دیا گیا ہی فانظرثمہ۔ ۱۲

[2] آپ کا نام ابو بکر احمد بن محمد ہی۔ آپ بڑے فقیہ محدث امام طحاوی اور ابو سعید بردعی اور امام کرخی کے شاگرد تھے۔ آپ شہر دامغان کے باشندے تھے جو خراسان مین کوہستان کے پاس واقع ہی۔ ۱۲

[3] آپ کی شہرت ابو سہل کے نام سے ہی آپ بڑے فقیہ اور عالم جید تھے آپ امام کرخی کے شاگرد تھے۔ ابو بکر احمد بن علی رازی وغیرہ فقہا آپ کے تلامذہ سے تھے۔ ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ ماجناہ

پانچوین صدی کے علما

قدوری ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد جعفر فقیہ محدث صدوق تھے۔ فقیہ جرجانی کے شاگرد اور خطیب[ع] بغدادی کے اُستاد تھے آپ اجل فقہا تھے کتاب مختصر قدوری آپ کی یادگار ہی۔ مقدمے مین آپ کا حال لکھا گیا ہی۔ (سنہ ۴۲۸ ہجری)

ابن سینا رئیس الحکما۔ شیخ رئیس۔ ابو علی حسن بن عبداللہ بن سینا اہل اسلام مین اعلیٰ درجے کا حکیم طبیب عالم جامع علوم وفنون صاحب تصانیف یہ شخص گزرا ہی شفا کتاب انھین کی یادگار ہی۔ اِن کا خاتمہ موت بہت اچھا ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ (سنہ ۴۲۸ ہجری)

دبوسی ابوزید عبیداللہ بن عمر بن عیسیٰ قاضی فقیہ جید تھے۔ مدت تک علماے بخارا و سمرقند سے مناظرہ کیا کیے۔ مقدمے مین آپ کا حال گزرا ہی۔ (سنہ ۴۳۰ ہجری)

صیمری حسین بن علی بن محمد بن جعفر محدث صدوق تھے۔ ۳۵۱ سنہ ہجری مین پیدا ہوے۔ آپ شہر صیمر کے پہاڑ پر رہا کرتے تھے جو ملک خورستان مین نہر بصرہ پر واقع ہی۔ آپ نے ابوالحسین دارقطنی سے حدیث پڑھی ہی آپ قاضی القضاۃ دامغانی کے اُستاد اور خطیب بغدادی کے شیخ تھے۔ بغداد مین آپ کا انتقال ہوا۔ (سنہ ۴۳۶ ہجری)

ناطفی احمد بن محمد ابوالعباس فقیہ محدث تھے۔ آپ نے فقہ ابوعبداللہ جرجانی سے پڑھی ہی اور جرجانی ابوبکر جصاص رازی کے شاگرد تھے۔ (سنہ ۴۴۶ ہجری)

ع صاحب تاریخ ابوبکر احمد بن علی بغداد مین بماہ ذی الحجہ ۴۶۳ سنہ ہجری مین ان کا انتقال ہوا ۱۲ تاریخ خمیس صفحہ ۴۰۴ منہ

مقدمے مین آپ کا حال گذر چکا ہی۔

شمس الایمہ حلوانی عبدالعزیز بخاری بڑے علّامہ فقیہ جید تھے ابن کمال باشانے آپ کو مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ہی۔ شمس الایمہ سرخسی اور شمس الایمہ زرنگری اور فخرالاسلام بزدوی اور صدرالاسلام بزدوی آپ کے تلامذہ سے تھے۔

عکبری ابوالقاسم عبدالواحد بن علی بڑے فقیہ نحوی لغوی مؤرخ ادیب تھے حنبلی مذہب سے رجوع کر کے حنفی المذہب اختیار کیا۔ یہ احمد قدوری کے شاگرد تھے۔ عکبر بغداد سے دس فرسنگ کے فاصلے پر دریاے دجلہ پر واقع ہی۔

سُغدی رکن الاسلام ابوالحسن علی شمس الایمہ سرخسی کے شاگرد تھے۔ آپ بخارا کے قاضی بھی تھے۔ قاضیخان وغیرہ فتاوے مین آپ کے مکرر جابجا اقوال مذکور ہین۔ سُغد سمرقند کے نواح مین ایک علاقے کا نام ہی۔

کرابیسی ابوالمظفر جمال الاسلام اسعد بن محمد بن حسین نیشاپوری فقیہ ادیب اصولی تھے۔ کرابیس کرباس کی جمع ہی۔ اور وہ ایک قسم کے کپڑے کو کہتے ہین۔ یا تو آپ اسکی تجارت کرتے تھے یا بیع و شرا کرتے تھے۔

دامغانی ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد حنفی۔ صَیمری کے شاگرد تھے۔ اور فقہ قدوری سے پڑھی۔ دامغان مین ۳۹۸ھ ہجری مین پیدا ہوے تیس سال سے زیادہ آپ بغداد مین قاضی تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے قُبّے کے زیر سایہ آپ کا مزار ہی۔ قاضی القضاۃ بڑے دامغانی آپ ہی ہین چھوٹے

دامغانی چھٹی صدی کے ہین۔

اسبیجابی ابو نصر احمد بن منصور امام متبحر فقیہ جید تھے۔ بعد وفات سید ابو شجاع کے آپ ہی کو لوگون نے فتوے فرائض مین اُن کا قائم مقام سمجھا مختصر طحاوی کی شرح نہایت ہی عمدہ آپ نے لکھی ہے۔ سمرقند کے علما و فقہا سے آپ سے بہت مناظرے ہوے۔

بزدوی علی بن محمد سنہ ۴۰۰ ہجری مین پیدا ہوے۔ فقیہ محدث اصولی حفظ مذہب مین ضرب المثل اپنے زمانے کے امام۔ شیخ حنفیہ مرجع انام تھے آپ نے اصول بزدوی و شرح جامعین کے علاوہ قرآن شریف کی ایک بڑی تفسیر ایک سو بیس جلدون مین لکھی ہے۔

شمس الائمہ سرخسی محمد بن احمد سنہ ۴۰۰ ہجری مین پیدا ہوے اپنے زمانے کے امام علامہ متکلم مناظر اصولی فقیہ محدث مجتہد تھے۔ ابن کمال باشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ہے۔ آپ شمس الائمہ حلوانی کے شاگرد۔ اور برہان الائمہ عبد العزیز اور محمود اوزجندی اور رکن الدین مسعود اور عثمان بکیندی وغیرہم کے استاد تھے۔ آپ کا حافظہ امام شافعی سے زیادہ قوی تھا چنانچہ کسی نے آپ کے سامنے امام شافعی کا ذکر کیا کہ اُن کو تین سو جلد کتابون کی یاد تھین اِس پر آپ نے اپنی محفوظ جلدون کو شمار کیا تو وہ بارہ ہزار نکلین واللہ اعلم۔

سید ابو شجاع محمد بن احمد بن حمزہ بڑے عالم فقیہ۔ رکن الاسلام علی سغدی اور امام حسن ماتریدی کے معاصر تھے۔ آپ کے زمانے مین جس

فتوے پر ان تینون کے دستخط ہوتے وہ بڑا معتبر خیال کیا جاتا تھا۔
اسی صدی مین عطا ابن حمزہ سغدی استاد نجم الدین عمر نسفی اور صیمری کے شاگرد ابوالحسن نیشاپوری مفسر صاحب تفسیر وغیرہما تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

چھٹی صدی کے علما

[سنہ ۵۱۲ ہجری]

شمس الایمہ زرنگری بکر بن محمد ۴۲۷ھ ہجری مین بخارا کے قریب قصبۂ زرنگر مین پیدا ہوے یہ ابوحنیفہ صغیر کے نام سے پکارے جاتے تھے کیونکہ یہ بڑے اعلیٰ درجہ کے فقیہ تھے۔

[سنہ ۵۱۳ ہجری]

دامغانی قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن قاضی القضاۃ محمد بن علی دامغانی حنفی بڑے جلیل القدر فقیہ تھے۔ بغداد مین چونسٹھ برس کی عمر مین آپ کا انتقال ہوا۔

[سنہ ۵۱۰ ہجری]

خیزاخزی احمد بن عبداللہ فقیہ محدث امام جامع بخارا تھے۔ آپ قصبۂ خیزاخزکے رہنے والے تھے جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی۔

[سنہ ۵۲۰ ہجری]

کشانی[1] ابوسعید رکن الدین مسعود بن حسین فقیہ محدث شمس الایمہ سرخسی کے شاگرد اور صدر شہید کے استاد اور کتاب مختصر مسعودی کے مصنف تھے۔ مزار آپ کا سمرقند مین ہی۔

[سنہ ۵۳۴ ہجری]

صفار ابواسحق رکن الاسلام ابراہیم بن اسمٰعیل معروف بہ زاہد صفار

---

[1] کشانی کشانیہ کی طرف منسوب ہی جو نواح سمرقند مین ایک شہر کا نام ہی۔ ۱۲ منہ

فخر الدین قاضیخان کے استاد اور بڑے فقیہ عابد تھے۔ آپ تانبے کے ظروف بیچا کرتے تھے۔

اسبیجابی[1] علی بن محمد بن اسمعیل شیخ الاسلام صاحب ہدایہ کے استاد تھے۔ مختصر طحاوی اور مبسوط کی شرح بھی آپ نے لکھی ہے۔ سمرقند ہی مین ۶۔ جمادی الاولی ۴۵۴ھ ہجری مین آپ پیدا ہوے۔

منہاج الشریعۃ محمد بن محمد بن حسین اپنے زمانے کے امام بڑے ذی عزت کثیر العلم صاحب ہدایہ کے استاد تھے۔ آپ کے وقت مین آپ سا فاضل دوسرا نہین تھا۔

صدر شہید ابو محمد حسام الدین عمر بن عبد العزیز فقیہ محدث عالم یگانہ امام زمانہ صاحب ہدایہ کے استاد تھے۔ آپ نے علوم اپنے والد برہان الدین کبیر سے پڑھے۔

مفتی الثقلین نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی بڑے اصولی فقیہ محدث مفسر لغوی نحوی ادیب صاحب ہدایہ کے استاد صدر الاسلام ابو الیسر بزدوی کے شاگرد تھے۔

زمخشری ابو القاسم محمود بن عمر امام علامہ نحوی لغوی فقیہ محدث مفسر ادیب بیانی مناظر کلمانی حنفی معتزلی تھے۔ تفسیر حدیث لغت ادب مین آپ نے اپنا اعجاز دکھایا ہے آپ شہر زمخشر علاقہ خوارزم مین ۴۶۷ھ ہجری مین پیدا ہوے۔

---

[1] اسبیجابی نسبت ہے اسبیجاب کی طرف جو تاشکند اور سیرام کے درمیان ایک شہر ہے۔ ۱۲ منہ

ولوالجی ابوالفتح عبدالرشید صاحب فتاوٰے ولوالجیہ علامۂ فاضل فقیہ کامل تھے۔ مقدمے مین آپ کا ذکر کیا گیا ہی۔

طاہر بخاری افتخار الدین امام مجتہد فی المسائل اور قاضیخان کے شاگرد تھے۔ خلاصۃ الفتاوٰے اور خزانۃ الواقعات اور کتاب نصاب کے مصنف تھے۔

شمس الایمہ کردری عبدالغفور بن لقمان بن محمد شارح جامعین اور زیادات تھے۔ حیرۃ الفقہا آپ کی تصنیف سے ہی۔ آپ شہر کردر کے رہنے والے تھے جو خوارزم مین واقع ہی۔ ابوالمفاخر آپ کی کنیت اور تاج الدین اور شمس الایمہ لقب تھا۔

امام زادہ چوغی رکن الاسلام محمد بن ابوبکر ادیب واعظ صوفی مفتی بخارا۔ شمس الایمہ بکر زرنگری کے شاگرد اور برہان الاسلام زرنوجی صاحب تعلیم المتعلم اور عبیداللہ محبوبی اور محمد بن عبدالستار کردری کے استاد تھے۔ چوغ ایک شہر کا نام ہی جو سمرقند کے علاقے مین ہی۔

بقالی زین المشایخ محمد بن ابوالقاسم خوارزمی امام فقیہ محدث مناظر ادیب شاعر جاراللہ زمخشری کے شاگرد تھے۔ آپ ترکاری وغیرہ بیچا کرتے تھے۔

عتابی ابونصر زاہدالدین احمد بن محمد۔ بخارا کے محلے عتاب کے رہنے والے شارح جامعین و زیادات تھے۔ فتاوٰے عتابیہ آپ ہی کی تصنیف ہی۔

شمس الایمہ عمادالدین بن شمس الایمہ بکر بن محمد بن علی زرنگری اپنے وقت کے نعمان ثانی تھے۔ جمال الدین عبیداللہ محبوبی اور شمس الایمہ بکر ابن عبدالستار کردری آپ کے تلامذہ سے تھے۔

قاضیخان ابو المفاخر فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی مجتہد فی المسائل تھے۔ جمال الدین حصیری اور شمس الایمہ محمد کردری اور نجم الایمہ اور نجم الدین یوسف خاصی وغیرہم اکابر علما آپکے تلامذہ سے تھے۔ مقدمہ مین آپ کا حال گذر چکا ہی۔

صاحب ہدایہ ابو الحسن علی بن ابو بکر فرغانی مرغینانی ملقب برہان الدین ااشہ ہجری مین پیدا ہوے۔ اپنے زمانے کے امام اعظم تھے۔ بدھ کے روز بعد نماز ظہر بماہ ذیقعدہ ۵۷۳ ہجری مین آپ نے ہدایہ لکھنا شروع کیا۔ تیرہ برس مین آپ نے ہدایہ کو تمام کیا اور اس مدت تصنیف مین آپ برابر روزہ رکھتے تھے۔ بلاد فرغانہ مین سے مرغینان ایک شہر کا نام ہی آپ وہین کے باشندہ تھے۔

صاحب محیط برہانی محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبد العزیز مجتہد فی المسائل مصنف محیط او ر ذخیرہ اور تجرید اور تتمۃ الفتاوی اور شرح جامع صغیر وغیرہا۔ اور **حمید الدین** ضریر علی بن محمد بن ابو بکر خوارزمی زین الایمہ شاگرد ابو بکر محمد بن علی زرنجری اسی صدی مین تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ساتوین صدی کے علما

صاحب مغرب ناصر الدین ابو الفتح خوارزمی فقیہ ادیب لغوی اصولی حنفی معتزلی تھے کتاب مغرب لغات فقہ مین اور ادب مین اصلاح المنطق اور ایضاح شرح مقامات حریری وغیرہ آپ کی تصنیف سے ہی۔ اسی ایضاح کو شرح مطرزی کہتے ہین۔

صاحب ظہیریہ ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری بڑے فقیہ تھے۔ آپ کے

تصانیف سے فوائد ظہیریہ اور فتاوے ظہیریہ مشہور ہے۔

اُسترُوشنی مجدالدین محمد بن محمود صاحب فصول استروشنی صاحب ہدایہ کے شاگرد تھے۔ یہ کتاب فصول تیس ۳۰ فصلون پر مشتمل ہی۔ (سنہ ۶۳۲ھ)

خواجہ معین الدین حسن حسینی چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور حنفی المذہب تھے۔ ہندوستان مین مروج اسلام آپ ہی ہین۔ آپ جناب حضرت شیخ عثمان ہارونی کے مرید و خلیفہ تھے اور آپ جناب حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے ہمعصر تھے۔ (سنہ ۶۳۳ھ)

شمس الایمہ محمد بن عبد الستار کردری امام محقق فقیہ محدث صاحب ہدایہ اور قاضی خان کے شاگرد تھے۔ اور مطرزی صاحب مغرب نے بھی فقہ پڑھی (سنہ ۶۴۲ھ)

صَغانی رضی الدین حسن بن محمد جامع علوم عقلیہ و نقلیہ۔ فقہ۔ حدیث لغت۔ وغیرہ مین امام زمانہ ماہر یگانہ۔ استاد مسلم الثبوت تھے۔ آپ کے آبا و اجداد شہر صغان کے باشندہ تھے مگر آپ لاہور مین پیدا ہوے اور غزنہ مین نشو و نما پائی۔ آپ نے تصانیف بکثرت کئے از انجملہ مشارق الانوار۔ شرح صحیح بخاری۔ تکملۂ صحاح جوہری۔ مجمع البحرین۔ کتاب لعباب۔ کتاب العروض زبدۃ المناسک۔ مصباح الدجی۔ شرح ابیات مفصل غیرہا ہین۔ خلیفہ معتصم کے عہد مین آپ کے وفات ہی۔ (سنہ ۶۵۰ھ)

زاہدی ابو الرجا مختار بن محمود غزمینی حنفی معتزلی صاحب قنیہ و مجتبی شرح قدوری بڑے علامہ تھے۔ مگر ان کی قنیہ غیر معتبر ہے۔ (سنہ ۶۵۸ھ)

ومجتبی شرح قدوری بڑے علامہ تھے۔ مگر انکی قنیہ غیر معتبر ہی

صاحب وقایہ تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد بن عبید اللہ محبوبی بخاری بڑے جید فقیہ حنفی اصولی تھے۔ اِن کے پوتے صدر الشریعہ ثانی عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود تھے۔ انھون نے اپنے پوتے کے حفظ کرنے کے لیے وقایہ لکھی تھی۔

نسفی محمد بن محمد بن محمد ابو الفضل اپنے زمانے کے امام مفسر محدث فقیہ اصولی متکلم تھے۔ آپ نے علم کلام مین ایک نفیس رسالہ تصنیف کیا جسکو عقائد نسفی کہتے ہین اسکی شرح علامہ تفتازانی نے کی ہی جو متداول اور داخل درس ہی

صاحب مختار ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی جمال الدین حصیری کے شاگرد تھے۔ اور آپ کو اکابر علماء کے بڑے بڑے فتاوے حفظ تھے۔ متون اربعہ معتبرہ مین آپ ہی کی تصنیف کتاب مختار داخل ہی۔

اِسی صدی مین صاحب فصول عمادیہ عبد الرحیم اور صاحب اصول شاشی نظام الدین اور شارح مشکوۃ علامہ توربشتی محدث اور ابو الفرج بن جوزی کے نواسے علامہ یوسف صاحب تاریخ مرآۃ الزمان اور عیسی بن ملک عادل سیف الدین حنفی وغیرہم اکابر علما تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آٹھوین صدی کے علما

نَسفی ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد شہر نسف کے رہنے والے

محقق مدقق فقیہ اصولی مفسر چھٹے طبقے کے فقہا سے تھے۔ آپ تاج الشریعہ کے ہمعصر تھے۔ اور فقہ شمس الایمہ محمد بن عبد الستار کردری اور مولانا حمید الدین ضریر اور خواہرزادہ بدر الدین سے پڑھی ہے۔

سغناقی حسام الدین حسن بن علی فقیہ نحوی شہر سغناق کے رہنے والے تھے جو ترکستان میں واقع ہے۔ نہایہ شرح ہدایہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ علامہ قوام الدین محمد کاکی صاحب معراج الدرایہ شرح ہدایہ اور سید جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ نے آپ ہی سے فقہ پڑھی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیا سلطان المشایخ۔ سلطان الاولیا محمد بن احمد بن علی بخاری بدایونی دہلوی صوفی کامل مکمل فقیہ محدث مفسر نحوی منطقی ادیب تھے۔ مقامات حریری کو آپ نے حفظ کر لیا تھا۔

یوسف بن عمر صوفی۔ فضل اللہ صاحب فتاوائے صوفیہ کے استاد تھے آپ کے تصنیفات سے جامع المضمرات شرح مختصر قدوری ہے۔

زیلعی ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی مفتی مدرس فقیہ نحوی محقق مدقق تھے۔ آپ نے جامع کبیر کی بھی شرح لکھی ہے۔ اور کنز الدقائق کی شرح تبیین الحقائق آپ کی تصنیف راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

طرسوسی قاضی القضاۃ نجم الدین ابراہیم بن علی مصنف فتاوائے طرسوسیہ اور انفع الوسائل فقیہ اصولی دمشق کے مدرس اور قاضی تھے۔

امام زیلعی جمال الدین فقیہ محدث محقق حافظ مدقق۔ شارح کنز فخر الدین زیلعی کے شاگرد اور حافظ زین عراقی کے معاصر اور دوست تھے۔ احادیث

ہدایہ و خلاصہ و تفسیر کشاف کی تخریج آپ ہی نے کی ہے۔ آپ کی تخاریج سے حافظ ابن حجر نے بڑی مدد لی ہے۔

بابرتی اکمل الدین محمد بن محمد امام محقق فقیہ مدقق محدث جید لغوی نحوی صرفی قوی النفس عظیم الہیبت وافر العقل میر سید شریف علی جرجانی کے استاد تھے۔ عنایہ شرح ہدایہ اور شرح تجرید طوسی اور شرح اصول بزدوی اور شرح مشارق الانوار وغیرہا آپ کے تصانیف سے ہے۔ بابرتی شہر بابرتا کی طرف نسبت ہے جو بغداد کے ضلع میں ہے۔

۷۸۶ ھجری

علامۂ تفتازانی سعد الدین مسعود بن عمر شافعی۔ شہر تفتازان واقع خراسان مین ۷۲۲ھ ہجری مین تولد ہوے۔ آپ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ صاحب تصانیف کثیرہ وسیع النظر تھے۔ آپ کے تصانیف سے شرح زنجانی اور سعدیہ اور فتاوے حنفیہ اور شرح تہذیب اور مقاصد اور شرح مقاصد اور شرح عقائد نسفی اور مطول اور مختصر اور تلویح اور تکملہ شرح ہدایہ وغیرہا ہین۔ چونکہ آپ حنفیہ کے اصول و فروع کے عالم اور احناف کے مفتی تھے اسلیے یہان آپ کا بھی ذکر استطراداً کر دیا گیا۔

۷۹۱ ھجری

اسی صدی مین مصنف کفایہ سید جلال الدین خوارزمی کرلانی اور ابوبکر بن علی مفسر فقیہ عابد مصنف سراج الوہاج شرح قدوری۔ اور جوہرہ نیرہ شرح مختصر قدوری اور تفسیر کشف التنزیل۔ اور قاضی عبد المقتدر استاد جناب حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری مصنف شرح ہندی کافیہ اور علی سیرافی اور محمود قونوی اور محمد قونوی وغیرہم ہین۔

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

نوین صدی کے علما

سنہ ۸۱۵ ہجری

ابن شحنہ محب الدین ابوالولید محمد بن محمد ۷۴۹ہ ہجری مین پیدا ہوے اکابر علما سے فقہ ادب نحو معانی بیان وغیرہ علوم پڑھے۔ اور آپ سے ابن الہمام نے تلمذ کیا۔ آپ کے تصانیف سے سیرۃ نبویہ اور روضۃ المناظر تاریخ مین یادگار ہی آپ کا قول بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہی۔

سنہ ۸۱۶ ہجری

سید شریف علی بن محمد جرجانی بڑے ذکی و فطین اکمل الدین بابرتی کے فقہ مین شاگرد تھے۔ آپ حنفی المذہب تھے۔ آپ نے سترہ مرتبہ شرح مطالع پڑھی۔ تصانیف بھی پچاس سے زیادہ آپ نے کیے ہین۔ ازانجملہ شرح وقایہ شرح سراجیہ۔ شرح مواقف۔ شرح مفتاح۔ شرح کافیہ۔ حاشیۂ ہدایہ۔ حاشیۂ مشکوۃ حاشیۂ تلویح۔ حاشیۂ نصاب الصبیان۔ نحو میر۔ صرف میر۔ صغری۔ کبرے۔ حاشیۂ کشاف۔ حاشیۂ قطبی وغیرہا ہین۔

سنہ ۸۲۷ ہجری

کردری محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے شمس الدین فناری سے اور آپ سے روم مین بہت مباحثے ہوے۔ کتاب وجیز جسے فتاوی بزازیہ بھی کہتے ہین آپ ہی کی تصنیف ہی۔

سنہ ۸۲۹ ہجری

قاری الہدایہ سراج الدین عمر بن علی بڑے مستند فقیہ تھے۔ تعلیقات ہدایہ اور فتاوے آپ کا یادگار ہی۔

سنہ ۸۳۸ ہجری

محمد بن علامہ سید شریف جرجانی جامع عالم تھے علوم اپنے والد سید شریف

سے پڑھے۔ اور تفتازانی کی ارشاد فی النحو کی شرح لکھی۔ اور نیز ہدایۃ الحکمۃ اور فوائد غیاثیہ کی شرح لکھی اور منطق مین بھی ایک رسالہ تصنیف کیا۔

ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری فقیہ مفسر نحوی لغوی ادیب بلیغ بیانی وحید العصر فرید الدہر صاحب تصانیف قاضی عبد المقتدر کے شاگرد تھے۔ آپ کے تصنیفات سے شرح کافیہ اور ارشاد النحو اور بدیع البیان بلاغت مین اور تفسیر بحر مواج فارسی اور شرح اصول بزدوی تا بحث امر۔ اور رسالہ مناقب السادات۔ اور شرح قصیدۂ بانت سعاد۔ اور رسالہ تقسیم علوم۔ اور رسالہ تقسیم صنائع وغیرہا ہین آپ کبھی کبھی شعر بھی کہہ لیا کرتے تھے۔ مزار آپ کا بجانب دکن مسجد اٹالہ واقع جونپور مین ہی۔ بعضون کے نزدیک فتاوے ابراہیم شاہی آپ ہی کی تصنیف ہی۔

(۸۴۹ھ)

عینی قاضی القضاۃ بدر الدین محمود بن احمد محدث فقیہ لغوی علامہ فہامہ سریع الکتابۃ اکابر علماے احناف سے تھے۔ حدیث زین الدین عراقی سے حاصل کی۔ صحیح بخاری اور ہدایہ اور کنز اور تحفۃ الملوک اور معانی الآثار اور درر البحار اور منار کی شرحین لکھین ہین۔ اور آپ نے نوے سال کی عمر مین بنایہ شرح ہدایہ لکھی ہے عینی عین تاب کی طرف منسوب ہی۔

(۸۵۵ھ)

شیخ ابو الفتح جونپوری عالم فاضل فصیح بلیغ جامع معقول و منقول اپنے جد امجد قاضی عبد المقتدر کے شاگرد اور مرید تھے۔ موافق وصیت قاضی صاحب کے ہمیشہ افادۂ علوم مین مشغول رہے۔ عربی و فارسی مین قصائد بھی آپ کہا کرتے تھے۔ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی سے اور آپ سے

(۸۶۲ھ)

بہت مباحثے ہوے۔ ملک العلما اور شیخ موصوف وغیرہما اکابر علما امیر تیمور کے واقعہ مین دہلی سے جونپور آئے اور وہین سکونت پذیر ہوے۔ پیدائش شیخ ابوالفتح کی ۷۷۷ سنہ ہجری مین ہی۔

سنہ ۸۶۱ ہجری

ابن ہمام کمال الدین محمد بن عبد الحمید امام محقق علامۂ مدقق فقیہ اصولی مفسر حافظ نحوی کلامی منطقی تھے۔ بعضون نے آپ کو طبقۂ اہل ترجیح سے اور بعضون نے طبقۂ اہل اجتہاد سے شمار کیا ہی۔ آپکے والد شہر سیواس کے قاضی تھے اسیوجہ سے ابن الہمام کو سیواسی کہتے ہین۔

سنہ ۸۷۰ ہجری

خیالی شمس الدین احمد بن موسی بڑے ذکی معقولی تھے۔ عقائد النسفی کا بہت مختصر اور نہایت ہی عمدہ حاشیہ آپنے لکھا ہی۔ اور خیالی کے حاشیے پر مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے حاشیہ لکھا۔ اور خیالی نے اوائل شرح تجرید پر بھی حاشیہ لکھا۔ افسوس کہ اس علامہ نے کل تینتیس ۳۳ سال کی عمر پائی۔

سنہ ۸۷۹ ہجری

ابن امیر حاج شمس الدین حلبی شاگرد ابن ہمام فقیہ محدث مفسر تھے۔ آپکے تصانیف سے ذخیرة الفقر فی تفسیر سورة العصر اور حلیة المحلی شرح منیة المصلی اور شرح مقدمۂ ابواللیث سمرقندی ہی۔

سنہ ۸۷۹ ہجری

قاسم بن قطلوبغا حنفی فقیہ محدث علامۂ فہامہ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور سراج الدین قاری الہدایہ اور ابن الہمام سے حدیث پڑھی۔

سنہ ۸۸۵ ہجری

ملا خسرو محمد بن فراموز فقیہ اصولی تھے۔ غرر الاحکام اور درر الحکام اور مرقات الاصول وغیرہ کتب معتبرہ آپ کی تصنیفات سے یادگار زمانہ ہین۔

اِسی صدی مین علامۂ حسن چلپی اور ملا نور الدین عبد الرحمن جامی اور قاضی زادہ رومی اور ابن ملک اصولی وغیرہم بھی ہین - رحمتہ اللہ علیہم اجمعین -

دسوین صدی کے علما

اخی چلپی یوسف بن جنید توقانی ذخیرۃ العقبی حاشیۂ شرح وقایہ کے مصنف جامع علوم عقلیہ ونقلیہ حاوی فروع واصول تھے - یہ ملا خسرو مذکور کے شاگرد تھے - حاشیۂ چلپی انھین کے حاشیہ کو کہتے ہین جو شرح وقایہ کے ساتھ کلکتہ مین چھپا ہی - آپ نے اس حاشیہ کو دس برس مین لکھا ہی - تلویح اور بیضاوی کے محشی آپ نہین ہین بلکہ وہ حسن چلپی نوین صدی کے ہین -

سنہ ۹۰۵ ہجری

کاشفی صاحب تفسیر حسینی حسین بن علی واعظ بڑے عالم ماہر کامل تھے لیکن علم نجوم اور انشا مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے - جواہر التفسیر اور روضتہ الشہدا اور انوار سہیلی اور اخلاق محسنی اور مخزن الانشا اور رشحات وغیرہا آپ کی تصنیفات سے ہین -

سنہ ۹۱۰ ہجری

مولانا عبد الغفور لاری ملقب بہ رضی الدین مولانا جامی کے اجلۂ تلامذہ واعاظم خلفا سے تھے - آپ حضرت سعد بن عبادہ کی اولاد سے جامع علوم ظاہریہ وباطنیہ تھے - آپ کی تصنیفات سے حاشیۂ شرح جامی اور حاشیۂ نفحات الانس یادگار ہی - حضرت جامی بہت کم مرید کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک مرید کامل واکمل عبد الغفور لاری ہزار مرید سے بہتر ہی -

سنہ ۹۱۲ ہجری

مولانا الہداد جونپوری دار السرور جونپور کے اکابر علما سے تھے -

سنہ ۹۲۲ ہجری

ایہ واصول بزدوی وقنیہ ومدارک وکافیہ کی شرح لکھی ہے۔ آپ بیک واسطہ حضرت
العلما قاضی شہاب الدین کے شاگرد تھے۔

۹۴۰ھ
ابن کمال پاشاروی شمس الدین احمد بن سلیمان جامع جمیع علوم وفنون
فقیہ محدث (مثل علامۂ امام سیوطی) تھے۔ کفوی نے آپ کو اصحاب ترجیح مین شمار
کیا ہے۔ مقدمہ مین آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔

۹۴۴ھ
مولانا عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ فقیہ کامل صاحب
تصانیف کثیرہ تھے۔ شرح عقائد نسفی اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے ہین، اور شرح
وقایہ کی شرح اور تلخیص المعانی کی شرح بنام اطول تصنیف کی ہے۔

۹۴۵ھ
سعدی چلپی سعد اسد بن عیسی بن امیر خان رومی مفتی ومدرس بڑے زبردست
عالم تھے۔ آپنے عنایہ اور بیضاوی پر حواشی لکھے ہین۔

۹۰۱ھ
عرب چلپی قاضی احمد بن حمزہ فقیہ محشی شرح وقایہ تھے۔

۹۵۱ھ
شیخ زادہ رومی محی الدین محمد بن مصلح الدین جامع معقول ومنقول حاوی
فروع واصول۔ وقایہ اور مفتاح اور سراجیہ کے شارح تھے۔ آپ نے تفسیر بیضاوی
کا حاشیہ بہت ہی نفیس آٹھ جلدون مین لکھا ہے۔

۹۵۶ھ
حلبی ابراہیم بن محمد بن ابراہیم فقیہ محدث حلب کے رہنے والے اور
ملتقی الابحر کے مصنف تھے۔ اسی ملتقی الابحر کی شرح مجمع الانہر ہے۔ آپنے
منیۃ المصلی کی دو شرحین لکھی ہین ایک کبیری دوسری صغیری اور دونون
چھپ گئی ہین۔

۹۷۵ھ
علی متقی جونپوری بڑے جید محدث علامہ تھے۔ آپ کے استاد

ابن حجر ہیتمی نے آپ سے بیعت ارادت اور خرقۂ خلافت حاصل کی۔ آپ کے تصانیف ایک سو سے زیادہ ہین۔ کنز العمال آپ ہی کی تصانیف سے یادگار رہی۔

اسی صدی مین مولانا معین الدین فراہی واعظ جامع ہرات اور مصنف معارج النبوت اور میر جمال الدین عطاء اللہ محدث صاحب روضۃ الاحباب۔ اور طاشکبری زادہ۔ اور عرب زادہ۔ اور مولانا محمد برکلی صاحب طریقۂ محمدیہ۔ اور مفتی ابو السعود مفسر رومی۔ اور مولانا کلان اُستاد علی قاری۔ اور مؤرخ نامی محمود بن سلیمان کفوی مصنف اعلام الاخیار۔ اور علامہ عبد العلی برجندی شارح مختصر وقایہ۔ اور شیخ اسمعیل حقی افندی حنفی مصنف تفسیر روح البیان وغیرہم ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

گیارھوین صدی کے علما

شیخ عبد الوہاب متقی شیخ الحرمین تھے۔ بیس سال کی عمر مین سنہ ۹۶۳ ہجری مین حج سے فارغ ہو کر علی متقی کی خدمت مین رہکر بارہ سال تک علوم پڑھے اور جملہ علوم شرعیۂ نقلیہ مین ماہر اُستاد ہوے۔ اور نیز آپ علی متقی کی بیعت وخلافت سے مشرف ہو کر چھبیس سال تک مکہ معظمہ مین ظاہری و باطنی علوم کی اشاعت مین مصروف رہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے آپ ہی سے حدیث پڑھی ہے۔ اور شیخ نے آپ ہی سے بیعت کی اور خلافت لی ہے۔ شیخ نے کتاب اخبار الاخیار مین آپ کا حال بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔

متوفی سنہ ۱۰۰۴ھ

تمرتاشی محمد بن عبداللہ صاحب تنویر الابصار بڑے فقیہ زین الدین ابن نجیم مصری صاحب بحر رائق کے شاگرد تھے۔ اور منح الغفار شرح تنویر الابصار آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ مقدمہ مین آپ کا حال لکھا گیا ہے۔

متوفی سنہ ۱۰۰۵ھ

ابن نجیم مصری عمر بن ابراہیم بن محمد سراج الدین لقب تھا۔ اپنے بھائی صاحب بحر رائق زین العابدین ابن نجیم کے شاگرد۔ نہر الفائق شرح کنز کے مصنف تھے۔ علوم شرعیہ مین بڑے ماہر اور متبحر اور فقیہ محقق تھے۔

متوفی سنہ ۱۰۱۲ھ

باقی باللہ حضرت خواجہ محمد باقی نقشبندی دہلوی رح نہایت کم گو کم خور کم خواب فقیہ محدث مفسر تھے۔ آپ بعد نماز عشا تہجد تک دو ختم قرآن شریف کا کرتے تھے۔ آپ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے مگر امام اعظم ابو حنیفہ رح کی روح پر فتوح کے منع کرنے سے آپ نے قرارت خلف الامام ترک کردی۔ آپ کا مزار دہلی مین ہے۔

متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ

ملّا علی قاری علی بن سلطان محمد ہروی ملقب بہ نور الدین مجاور مکۂ معظمہ حنفی المذہب جامع علوم عقلیہ ونقلیہ محدث محقق مدقق تھے۔ آپ ہرات مین پیدا ہوے اور مکۂ مکرمہ مین سکونت اختیار کی۔ آپ نے احمد بن حجر مکی اور ابو الحسن بکری اور قطب الدین مکی اور عبداللہ سندی سے علوم مروجہ پڑھے۔ تصانیف آپ کے بکثرت ہین اور مزار آپ کا مکۂ معظمہ مین ہے۔

متوفی سنہ ۱۰۱۷ھ

ملا آخوند محمد کمال الدین برادر مولانا جمال الدین بڑے علامۂ فہامہ جامع العلوم والفنون تھے حضرت مجدد الف ثانی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی ظاہری علوم مین آپ ہی کے شاگرد تھے۔

سنہ ۱۰۳۴ ہجری

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد بن عبدالاحد فاروقی سرہندی ۹۷۱ھ ہجری مین عالم امکان مین جلوہ افروز ہوے بعد حفظ قرآن مجید کے محقق کمال الدین کاشمیری سے کتب معقولات بکمال تحقیق پڑھے۔ آپ بڑے زبردست فقیہ محدث جامع الکمالات فاضل محقق کامل مدقق تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ کے مرید تھے۔ مجدد الف ثانی کا خطاب آپ کو مولانا سیالکوٹی نے پہلے پہل دیا۔

سنہ ۱۰۳۹ ہجری

ملا عصمۃ اللہ سہارنپوری مشاہیر علماے ہند سے تھے۔ آپ نے تمام عمر اپنی درس تدریس مین صرف کردی۔ آخر عمر مین نابینا ہو گئے تھے۔ حاشیۂ عصمت بر شرح ملا آپ کا یادگار رہی۔

سنہ ۱۰۵۲ ہجری

شیخ دہلوی ابو المجد عبدالحق بن سیف الدین بن سعداللہ بخاری دہلوی ۹۵۸ھ ہجری مین دہلی مین پیدا ہوے آپ حافظ قرآن شریف بقیۃ السلف حجۃ الخلف فقیہ محدث محقق تھے۔ شرح عقائد اور مطول پڑھنے کے بعد آپ نے قرآن حفظ کیا۔ کئی مرتبہ آپ کا عمامہ اور سر کے بال مطالعہ کے وقت چراغ سے جل گئے۔ ہندوستان مین علم حدیث نے آپ ہی کی ذات سے شیوع پایا۔ تصانیف آپ کے بڑے مفید اور مستند سمجھے جاتے ہین۔ از انجملہ لمعات شرح مشکوٰۃ عربی۔ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ فارسی۔ اور شرح سفر السعادت۔ اور شرح فتوح الغیب۔ اور مدارج النبوۃ۔ اور اخبار الاخیار۔ اور ماثبت بالسنہ اور جذب القلوب۔ اور مرج البحرین وغیرہا ہین۔

سنہ ۱۰۶۲ ہجری

ملا محمود جونپوری بن محمد فاروقی مصنف شمس بازغہ و الفرائد ہند کے

اکابر علمائے نامدار و فضلائے کبار سے علامۂ اجل ادیب حکیم تھے۔ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ و فنون متداولۂ رسمیہ اپنے دادا شاہ محمد اور استاذ الملک شیخ محمد افضل جونپوری سے حاصل کر کے سترہ سال کی عمر مین فارغ التحصیل ہو کر مسند افادت پر متمکن ہوئے تمام عمر مین آپ سے کوئی ایسا قول صادر نہین ہوا جس سے آپ نے رجوع کیا ہو۔

سنہ ۱۰۶۲ ہجری

استاذ الملک مولانا شیخ محمد افضل جونپوری بڑے علامہ تھے۔ آپ کی منقبت مین اسی قدر کہنا کافی ہو کہ آپ ملا محمود جونپوری صاحب شمس بازغہ کے استاد تھے بعد وفات ملا محمود جونپوری کے چالیس روز تک آپ نے کبھی تبسم نہین کیا۔ اور اس فاضل کامل حکیم لاثانی کے غم مین آپ کا بھی انتقال ہو گیا۔

سنہ ۱۰۶۷ ہجری

ملا کاتب چلپی مصطفے بن عبد اللہ بڑے مؤرخ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ آپ قسطنطنیہ مین پیدا ہوے اور وہین نشو و نما پائی۔ آپ کی تصنیف سے کتاب کشف الظنون ایسی لاجواب ہو جسکا ایک عالم مقر ہو گو تقیید سنوات مین کہین کہین مسامحہ بھی ہوا۔

سنہ ۱۰۶۷ ہجری

آفتاب پنجاب مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی فقیہ منطقی صاحب تصانیف عالیہ تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی نے آپ کو آفتاب پنجاب کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ جہانگیر و شاہجہان کے دربار مین آپ کی بڑی عزت و توقیر تھی۔

اسی صدی مین علامۂ فقیہ حسن شرنبلالی متوفی سنہ ۱۰۶۹ ہجری اور

علامہ احمد خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ ہجری اور زین العابدین صاحب بحر رائق متوفی ۹۷۰ھ ہجری اور شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب تیسیر القاری شرح صحیح البخاری متوفی ۱۰۷۳ھ ہجری اور علامہ خیر الدین رملی صاحب فتاوے متوفی ۱۰۸۱ھ ہجری اور علامہ فقیہ محمد حصکفی صاحب در مختار متوفی ۱۰۸۸ھ ہجری اور بیری زادہ حنفی مفتی مکہ مکرمہ متوفی ۱۰۹۹ھ ہجری وغیرہم اکابر علما و اعاظم فضلا گذرے ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

بارھوین صدی کے علما

میر زاہد بن قاضی محمد اسلم ہروی عالم متبحر منطقی ذہین فطین طباع ہندوستان مین پیدا ہوے اور علوم و فنون اپنے والد سے پڑھے اور بعض اکابر علماے ہند سے بھی استفادہ کیا۔ حاشیہ شرح مواقف اور حاشیہ ملا جلال وغیرہ آپ کا یادگار ہے۔

ملا قطب الدین سہالوی بڑے علامہ اور محب اللہ بہاری کے تلمیذ التلمیذ تھے شرح عقائد دوانیہ کا حاشیہ نہایت دقیق آپ کا یادگار ہے۔ قصبہ سہال علاقہ لکھنؤ مین آپ پیدا ہوے۔

محب اللہ بہاری علامہ فہامہ بحر زخار فقیہ اصولی منطقی حجۃ الخلف موضع کڑہ واقع بہار کے رہنے والے تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کو لکھنؤ کا قاضی بنایا تھا۔ پھر حیدر آباد کے قضا پر مامور کیا تھا۔ پھر عہدہ قضا سے برطرف کر کے اپنے پوتے کے پڑھانے کے لیے آپ کو مقرر کیا۔

شاہ عالم بن عالمگیر نے آپ کو فاضل خان کا لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کے تصانیف
نہایت دقیق اور پر معنی اور عمدہ ہوتے تھے از انجملہ سلم اور مسلم الثبوت وغیرہما ہین۔

ملّا جیون بن شیخ احمد صدیقی امیٹھوی فقیہ اصولی محدث جامع معقول
ومنقول حاوی فروع واصول علامۂ وقت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے
اُستاد صاحب فتوے تھے۔ سات برس کی عمر مین قرآن شریف یاد کرلیا تھا
آپ بڑے قوی الحافظہ تھے۔ فضلاے وقت سے اوائل علوم کی کتابون کے
پڑھنے کے بعد مولانا لطف اللہ جہان آبادی سے کل علوم دینیۂ شرعیہ وفنون
مروجۂ رسمیہ کی تکمیل سولہ سال کی عمر مین کر کے سند فراغ حاصل کی۔ تفسیر احمدی
ونور الانوار آپ کی یادگار ہے آپ کا مزار دہلی مین ہے۔

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بنارسی جامع معقول ومنقول تھے۔
شاہ عالمگیر کی طرف سے صدارت لکھنؤ پر مقرر تھے۔ اُسی زمانے مین قاضی
محب اللہ بہاری بھی وہان قاضی تھے ان دونون حضرات مین مناظرے
ومباحثے برابر جاری رہے۔ حافظ صاحب کی تصانیف سے اصول فقہ
مین ایک متن بنام مفسر اور اسکی شرح محکم الاصول اور حاشیۂ تفسیر بیضاوی اور
حاشیۂ تلویح اور حاشیۂ قدیمہ اور حاشیۂ شرح مواقف اور حاشیۂ حکمۃ العین اور
حاشیۂ شرح عقائد دوانیہ وغیرہا ہین۔

ملا نظام الدین سہالوی بن مولانا قطب الدین بڑے زبردست
عالم فاضل کامل مکمل تھے۔ آپنے علوم شیخ غلام نقشبند سے پڑھے۔ اور حضرت
شیخ عبد الرزاق بانسوی متوفی ۱۱۳۶ہجری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ غلام علی آزاد

کہتے تھے کہ آپ کی جبین انور پر نور قدس چمکتا تھا اور آپ سلف صالح کے طریقے پر ٹھیک ٹھیک تھے۔ آپ کی تصنیف سے شرح مسلم الثبوت اور حاشیۂ صدرا ہے۔

شاہ ولی اللہ عمری محدث دہلوی سید المفسرین سند المحدثین تھے ۱۱۱۴ھ ہجری مین آپ پیدا ہوے۔ پانچوین سال مکتب بٹھائے گئے اور ساتوین سال قرآن شریف ختم کیا۔ پھر کتب درسیۂ فارسیہ کے پڑھنے مین مشغول ہوے۔ دسوین سال شرح ملا جامی شروع کی۔ چودھوین سال آپ کا نکاح ہوا۔ پندرھوین سال اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم بن شاہ وجیہ الدین سے بیعت کی سترھوین سال آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ بعد اُن کے بارہ سال تک تدریس و تعلیم مین مصروف و مشغول رہے۔ ۱۱۴۳ھ ہجری مین حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہان ایک سال تک قیام کیا اور وہان کے علماے محدثین سے استفادہ کیا۔ پھر چودہ رجب ۱۱۴۵ھ ہجری مین دہلی واپس آئے۔ آپ کے تصانیف بہت نافع اور مفید ہین ازانجملہ حجۃ اللہ البالغہ۔ ازالۃ الخفا۔ قول جمیل۔ فوز الکبیر۔ فیوض الحرمین ترجمۂ فارسی قرآن مسمی بہ فتح الرحمن۔ انفاس العارفین۔ فتح الخبیر۔ مصفے۔ مسوی۔ عقد الجید۔ انصاف۔ شرح حزب البحر وغیرہا ہین۔

آزاد بلگرامی حسان الہند سید غلام علی حنفی چشتی بلگرامی ۱۱۱۶ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ کل کتب درسیہ مولانا سید طفیل محمد بلگرامی استاذ المحققین سے پڑھی۔ اور کتب لغت اور حدیث اور سیر اور فنون ادب اپنے نانا مولانا میر عبد الجلیل بلگرامی سے پڑھی۔ اور فن عروض و قوافی کو اپنے ماموں میر محمد سے سکھا اور سید لطف اللہ بلگرامی کے مرید تھے۔ آپ بڑے نامی گرامی شاعر اور اعلی درجہ

کے ناشر تھے۔ آپ کے سات دیوان عربی زبان کے مدون ہین۔ تصانیف آپ کے بہت ہین۔ ازانجملہ شرح صحیح بخاری۔ شمامۃ العنبر۔ تسلیۃ الفؤاد۔ روضۃ الاولیا۔ ید بیضا۔ تذکرۃ الشعرا۔ مآثر الکرام۔ خزانۂ عامرہ۔ سبحۃ المرجان۔ غزلان الہند۔ مرآۃ الجمال۔ شفاء العلیل۔ مظہر البرکات۔ دیوان فارسی۔ سرو آزاد۔ ہین۔ صوبۂ اودہ مین بلگرام ایک قصبہ کا نام ہے جہان کے لوگ فطرۃً مطبوع اور سلیم الطبع ہوتے ہین۔

اس صدی مین علماے کبار بہت گذرے ہین جنکی تفصیل اور تراجم کی یہان گنجائش نہین چند مشاہیر کے نام یہان تبرکاً لکھدیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

تیرھوین صدی کے علما

سید مرتضی بلگرامی حسینی حنفی قادری زبیدی امام لغت۔ ادیب جامع علوم عقلیہ ونقلیہ محدث فقیہ تھے۔ ۱۱۴۵ھ ہجری مین قصبۂ بلگرام مین پیدا ہوے اور اوائل عمر مین ۱۱۶۴ھ ہجری مین حرمین شریفین پونہچے۔ بعد تحصیل علوم کے مدت تک شہر زبید مین مقیم رہے پھر وہان سے مصر تشریف لیگئے اور وہان عرصے تک مسند افادت پر متمکن رہے۔ آپ کو تیرھوین صدی کا مجدد بھی کہتے ہین۔ آپ کے تصانیف بکثرت ہین ازانجملہ عقود الجواہر المنیفہ وارجوزۃ الفقہ اور تاج العروس شرح قاموس اور شرح احیاء العلوم وغیرہا ہین۔

وفات ۱۲۰۵ھ

بحر العلوم ملا عبد العلی بن مولانا نظام الدین سترہ سال کی عمر مین

وفات ۱۲۲۵ھ

فارغ التحصیل ہوکر تدریس علوم عقلیہ ونقلیہ مین مشغول ہوے آپ جامع جمیع علوم
اور علامۂ محقق اور فاضل مدقق تھے متاخرین مین بالخصوص معقولات کے امام
سمجھے جاتے تھے۔ مختصر یہ کہ آپ کے تصانیف اس زمانے مین علما کے
درس مین ہین۔ شرح سلم۔ شرح مسلم۔ شرح مواقف۔ حاشیہ ہدایۃ الحکمۃ۔ شرح منار
حاشیۂ میرزاہد۔ شرح مثنوی معنوی آپ کی تصنیفات سے ہین۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی پرہیزگار علامہ فہامہ فقیہ عارف بااللہ کامل
اور بڑے متبع شریعت تھے۔ آپ نے سات برس کی عمر مین قرآن شریف
حفظ فرمایا اور سولہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوے۔ زمانۂ تحصیل مین
ایک سو پچاس کتابون کا (علاوہ کتب درسیۂ رسمیہ کے) مطالعہ فرمایا حضرت
مرزا مظہر جان جانان شہید رحمہ اللہ کی خدمت مین حاضر ہوکر کسب کمالات فرمایا
مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ آپ کو بیہقی وقت کے لقب سے اور
حضرت مرزا صاحب علم الہدی کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی
تصنیفات سے تفسیر مظہری نہایت ضخیم سات جلدون مین اور سیف مسلول
اور ارشاد الطالبین اور رسالۂ مالابد منہ اور تذکرۃ الموتی والقبور وغیرہا ہین۔

شاہ رفیع الدین بن مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جامع علوم
ظاہری وباطنی فقیہ ومحدث تھے۔ عربی شعر بہت پاکیزہ کہتے تھے۔ اُردو
زبان مین قرآن پاک کا ترجمۂ لفظی اور رسالۂ شق القمر اور کتاب مقدمۃ العلم
اور قیامت نامۂ فارسی آپ کا یادگار رہی۔

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جامع جمیع علوم وفنون

شیخ المشائخ سید العلما تھے آپ کے کمالات ظاہری و باطنی مشہور زمانہ ہین ہندوستان مین کون ایسی جگہ ہی جہان آپ کا فیض نہ پہونچا ہو۔ آپ کا تاریخی نام غلام حلیم ہی پیدایش آپ کی ۱۱۵۹ھ ہجری مین ہی آپ کی تصنیفات سے تفسیر فتح العزیز یادگار زمانہ اور مجموعۂ فتاوے کار آمد علما ہی۔ نوے سال کی عمر مین آپ کا انتقال ہوا دہلی کے ترکمان دروازے کے باہر اپنے والد ماجد کے پہلو مین مدفون ہین۔

شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آپکے علم و فضل کی حالت آپ کے ترجمۂ اردو قرآن شریف اور اردو تفسیر موضح القرآن سے بخوبی ظاہر ہی۔ لیکن آپ کا ورع و تقوی اور زہد نہایت بڑھا ہوا تھا۔ آپ مولانا شاہ عبد العزیز کے شاگرد اور عارف بانسبت تھے۔

طحطاوی علامہ سید احمد فقیہ زمان محدث دوران مدت دراز تک مصر کے مفتی تھے۔ در المختار پر انکا ایک ضخیم مستند حاشیہ مشہور و مقبول متداول ہی۔ جسکو علما و فقہا نے بہت پسند کرلیا ہی اور وہ حاشیہ مستقل مصر مین چھپ گیا ہی۔ اس حاشیہ کو علامۂ شامی نے رد المحتار کی تالیف کے وقت پیش نظر رکھا اور اس سے بھی مدد لی۔

شامی سید محمد امین جو ابن عابدین کے نام سے شام کے حنفی علما مین سے مشہور ہین علامہ فہامہ فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ رد المحتار حاشیۂ در المختار کو جو شامی کے نام سے مشہور ہی ۱۲۴۹ھ ہجری مین تصنیف کیا اور تحقیقات مسائل مین جو موشگافیان کین وہ قابل تحسین ہین بعضون نے انکی وفات ۱۲۰۹ھ ہجری مین بتلائی ہی تحقیق یہ ہی کہ ۱۲۵۲ھ ہجری مین انکی وفات ہی۔

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی مصطفےٰ آبادی ظاہری علوم مین شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے اور باطنی علوم مین شاہ غلام علی صاحب کے شاگرد تھے بعد تکمیل علوم آپنے بھوپال کا قیام اختیار فرمایا اور اردو مین ایک تفسیر کامل تفسیر رؤفی کے نام سے آپ کی مشہور ہی مکہ جاتے وقت جہاز پر وفات پائی۔

مولانا محمد اسحٰق محدث دہلوی آپ مولانا حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے نواسے تھے آپ فقیہ محدث صاحب فتوے تھے۔ جناب حضرت مولانا نواب محمد قطب الدین خان صاحب آپ کے مشاہیر تلامذہ سے گذرے ہین آپ نے مکہ معظمہ مین انتقال فرمایا۔

مولانا احمد علی عباسی چریاکوٹی معقولی اصولی حکیم فلسفی فقیہ جید بڑے زبردست عالم گویا جمیع علوم وفنون کے حافظ تھے۔

مولانا فضل حق خیرآبادی بن مولانا فضل امام عمری فقیہ معقولی محدث اصولی ادیب ماہر لغات عرب حکمت فلسفہ معقولات کے شیخ وقت تھے ولادت آپ کی سنہ ۱۲ ہجری مین ہی۔ علم حدیث مین آپ حضرت شاہ عبد القادر صاحب کے شاگرد تھے آپ کا حافظہ نہایت ہی قوی تھا کہ آپ نے قرآن پاک چار ماہ مین یاد کرلیا تھا۔ آپ تیرہ سال کی عمر مین فارغ التحصیل ہوے۔ عربی کلام آپ کا عرب العرباء کے کلام کے ہمپایہ ہوتا تھا۔ عربی اشعار آپ کے شمار کئے گئے ہین۔ آپ کے تین قصیدہ۔ ہمزیہ۔ دالیہ۔ سینیہ راقم الحروف کے پاس موجود ہین آپ کے تلامذہ ہندوستان مین بڑے بڑے علامہ ہوے

جنمین سے مولانا عبد الحق خیرآبادی اور مولانا فیض الحسن ادیب سہارنپوری اور مولانا محمد ہدایت اللہ خان رامپوری اور مولانا عبد اللہ بلگرامی بہت مشہور ہین اور اب آپ کے شاگردون مین سے سوائے مولانا ہدایت اللہ کے شاید کوئی باقی نہو۔ اسوقت فن معقولات مین آپ امام مانے جاتے ہین۔ آپ کے سیکڑون تلامذہ علامۂ وقت ہین جنکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین ہے۔

سنہ ۱۲۸۱ ہجری

مولانا تراب علی لکھنوی ابن شیخ شجاعت علی بن مفتی فقیہ الدین بن مفتی محمد دولت بن مفتی ابو البرکات مصنف فتاوئے جامع البرکات۔ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول استاد مسلم الثبوت تھے۔ ولادت آپ کی سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین ہے۔ مولوی ظہور اللہ ومولوی مظہر علی لکھنوی سے تکمیل علوم فرماکر مشغول تدریس ہوئے۔ اور تمامی عمر افادہ طلبہ مین بسر کی مزار آپ کا قصبۂ محمد آباد ضلع اعظمگڈھ مین ہے۔ آپ کے تلامذہ ابھی تک ماشاء اللہ بہت موجود ہین۔ اور آپ کے اجلّ تلامذہ سے حضرت استاذی مولانا حافظ عبد الحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی دام فیضہ ہین۔ مولانائے لکھنوی کی تصنیفات سے حاشیۂ حمد اللہ حاشیۂ ملا حسن۔ حاشیۂ قاضی مبارک حاشیۂ صدرا۔ ہلالین حاشیۂ جلالین ناتمام شرح شمس بازغہ ناتمام۔ حاشیۂ شرح جامی۔ شرح قصیدۂ بردہ۔ حل اشعار مطول وغیرہا ہین۔

سنہ ۱۲۸۵ ہجری

مفتی صدر الدین خان صدر الصدور دہلوی۔ ہر ایک علم مین کمال رکھتے تھے۔ علوم عقلیہ مین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے اور فنون عقلیۂ رسمیہ مین مولوی فضل امام مرحوم کے شاگرد تھے بہت سے فتاوے

آپ کے اور عمدہ عمدہ تحقیقات لوگون کے پاس موجود ہین۔ آپ کی تصنیفات سے منتہی المقال فی شرح حدیث لا تشد د الرحال اور الدر المنضود فی حکم امرأة المفقود یادگار ہی۔ آپنے بمرض فالج انتقال فرمایا۔

نواب محمد قطب الدین خان محدث دہلوی سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین پیدا ہوے آپ حضرت مولانا محمد اسحق صاحب محدث دہلوی کے اجل تلامذہ سے تھے۔ آپ اکثر تیسرے چوتھے سال حج کو تشریف لیجایا کرتے تھے۔ یہانتک کہ آپ کا انتقال بھی مکہ معظمہ مین ہوا۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب مہاجر مکی نے آپ سے بھی حدیث پڑھی ہی۔ آپ کے تصنیفات سے مظاہر حق۔ جامع التفاسیر۔ ظفر جلیل۔ خلاصہ جامع صغیر۔ تحفۃ الزوجین وغیرہا یادگار ہین۔

مولانا کرامت علی بن مولوی ابو ابراہیم معروف بہ شیخ امام بخش بن شیخ جار اللہ بن شیخ گل محمد بن شیخ محمد دائم صدیقی حنفی جونپوری فقیہ جید محدث مفسر صوفی قاری مجود خوشنویس مرشد کامل مکمل ہادی واعظ بقیۃ السلف حجۃ الخلف عالم ربانی فاضل حقانی صاحب طریقت جامع حقیقت و شریعت مصنف کتب دینیہ تھے۔ ولادت حضرت والد ماجد مولانا کرامت علی مرحوم کی سنہ ۱۲۱۵ ہجری ۱۸ محرم الحرام مین ہوئی۔ علوم وفنون اپنے وقت کے علما سے پڑھے۔ معقولات مولانا احمد علی چریاکوٹی سے اور حدیث مولانا احمد اللہ انامی سے اور علم تجوید قاری سید ابراہیم مدنی اور قاری سید محمد اسکندرانی علماً وعملاً حاصل کیا۔ آپنے جامع مسجد جونپور کو بدعتیون اور بدمعاشون کے قبضے سے نکالا اور اسکو بعض منکرات وبدعات سے جو وہان ہوا کرتے تھے پاک کیا اور اسمین جمعہ وجماعت

قائم کرکے اُسکی آبادی کے لیے آمین ایک مدرسہ قرآنیہ حفظ قرآن کا جاری فرمایا جسکے مصارف کے لیے ابتک شہر و اطراف کے مسلمان چندہ دیا کرتے ہین چونکہ مولانا مرحوم اکثر ملکِ بنگال مین رہا کرتے تھے اسلیے اُسکا انتظام مولوی محمد سخاوت علی مرحوم کے متعلق کیا تھا۔ آپنے اکثر اضلاع ہند مین وعظ کے ذریعہ سے عام مسلمانون کو نماز روزہ وغیرہ احکام شریعت پر مضبوط اور اوامر الٰہی کا پابند کردیا۔ پھر بحکم اپنے مرشد برحق حضرت مولانا سید احمد مجدد بریلوی کے آپنے ہدایت کے لیئے سفر بنگال اختیار فرمایا اور بہت بڑا حصہ اپنی عمر شریف کا اجرائے شریعت و اعلاے کلمۃ اللہ مین صرف کرکے اہل بنگال کو دین حق تعلیم فرمایا اور بہت سی کتابین تصنیف کرکے لوگون کو فیض پہونچایا وہ کونسی جگہ ہی کہ جہان آپ کی کوئی نہ کوئی تصنیف نہ پہونچی ہو۔ آپکے تصانیف سے مفتاح الجنۃ اور زینت المصلی اور زینت القاری اور کوکب دری اور دعوات مسنونہ اور مخارج الحروف اور شرح جزری اور رسالہ میلاد شریف اور ترجمۂ شمائل ترمذی اور ترجمۂ مشکوۃ جلد اول۔ اور زاد التقوی اور نور الہدی اور رفیق السالکین اور فیض عام وغیرہا ہین مزار آپ کا رنگپور مین ہی۔

۱۲۹۴ھ

مفتی سعد اللہ مراد آبادی بڑے علامہ محقق فقیہ اصولی معقولی لغوی نحوی صاحب تصانیف مولانا مفتی محمد صدر الدین خان کے شاگرد تھے آپ کے تصانیف بہت چست اور باتحقیق انیق ہوتے تھے۔

۱۲۹۴ھ

مولانا حافظ محمود بن مولانا کرامت علی حنفی جونپوری حافظ طلیق اللسان واعظ فصیح البیان عالم باعمل فاضل بی بدل منصف مزاج کریم و خلیق مدبر

صاحب وجاہت بڑے ذہین تھے قرآن شریف تمام حضرت والد ماجد سے یاد
کیا اور کتب درسیہ ابتدائیہ والد ماجد سے اور متوسطات اپنے بڑے بھائی مولانا
حافظ احمد صاحب مرحوم سے اور بقیہ کتب مولانا مفتی محمد یوسف صاحب سے
پڑھے اور کتب ریاضی ملا عبداللہ قندھاری سے پڑھے۔ اور بعض تفاسیر و تصوف
و اوراد والد ماجد سے اخذ کیا۔ آپ کا وعظ نہایت ہی پر اثر ہوا کرتا تھا اور آپ ہمیشہ
بالالتزام جامع مسجد جونپور میں بعد نماز جمعہ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی کمال
ہمت و استقلال کے بنا پر ابتدائے قرآن پاک سے سلسلۂ وعظ شروع کیا تھا بہت
زمانہ نہ گذرا تھا کہ یکایک بعد اذان عشا بمرگ مفاجات آپ نے انتقال کیا اسی وجہ
سے صرف آیۂ کریمہ وَاسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ تک بیان فرمانے کا اتفاق
ہوا۔ تاریخ وفات آپ کی فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ سے نکلتی ہے جو
نہایت مناسب حال و بے مثل ہے۔

مولانا رجب علی برادر مولانا کرامت علی قدس سرہ۔ عالم کامل متبع سنت
شجاع بہادر شاگرد مولوی سخاوت علی و مولوی قدرت علی ردولوی اور مولانا
احمد علی چریاکوٹی کے تھے۔ آپ بھی حضرت سید احمد مجدد بریلوی رحمۃ اللہ
کے مرید و خلیفہ تھے۔ جامع مسجد جونپور میں بعد نماز جمعہ اکثر آپ وعظ فرمایا
کرتے تھے۔ مثنوی مولانا روم اور مکتوبات امام ربانی اکثر آپ کے پیش نظر
رہا کرتے تھے۔ اپنے فرزند ارجمند مولانا مصلح الدین احمد اعلی اللہ مکانہ فی
جنتہ کے ہمراہ حج کو گئے سفر حج سے پلٹنے کے بعد ہی تھوڑے روز تک بیمار
رہکر راہی ملک بقا ہوئے اور مسجد ملا ٹولہ کے باب شرقی کے پاس اپنے والد

۱۲۹۴ھ

کے ہم پہلو مدفون ہین۔

آپ کے صاحبزادے مولانا مصلح الدین احمد مولانا کرامت علی مرحوم مغفور کے داماد اور خاص خلیفہ اور بڑے محبوب اور پیارے تھے اخیر وقت مین والد ماجد مولانا کرامت علی کے آپ ہی ہمراہ تھے اور بہت بڑی خدمت آپ نے والد ماجد کی کی جو کچھ فیض لینا تھا اخیر وقت مین آپ ہی کے نصیب ہوا اور آپ ہی نے لیا۔ حضرت والد ماجد کی دعا کی برکت سے حق تعالیٰ نے آپ کو عالم باعمل واعظ فصیح مناظر عدیم النظیر کیا تھا۔ آپ نے اکثر بنگال کے اضلاع مین بڑے شد و مد کے ساتھ وعظ و نصیحت فرمایا آپ نے حسن بیان کا شہرہ بنگال مین بالخصوص نواکھالی سندیپ۔ ڈھاکہ۔ میمن سنگھ۔ کمرلہ۔ پبنا۔ دھوبڑی گوالپاڑہ۔ چاٹگام۔ رنگون۔ ارکان۔ رنگ پور۔ دیناج پور۔ مالدہ۔ سراج گنج وغیرہ مین بہت کچھ ہے۔ آپ بڑے حسین ذہین ذکی فطین جری خلیق کریم النفس سلیم القلب کثیر الحیا و فقیہ جید تھے۔ بمقام سراج گنج مرگ مفاجات مین سنہ ۱۳۰۶ ہجری مین انتقال فرمایا

اس تیرھوین صدی مین
بہت سے بڑے بڑے
علما فضلا گذرے ہین
رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین

ضمیمۂ تذکرہ

موجودہ چودھوین صدی کے اوائل مین اکابر علما و مشاہیر فضلا نے انتقال فرمایا ہی جنکے نام ابھی تک مرتب نہین کیے گئے تبرکًا بلا کسی ترتیب کے بطور یادداشت چند نام یہان لکھے جاتے ہین۔

۱ مولانا حاجی مصلح الدین احمد جونپوری واعظ۔
۲ مولانا فیض الحسن سہارنپوری ادیب
۳ مولانا محمد عبدالحی لکھنوی جامع العلوم محشی۔
۴ مولانا محمد حسن سنبھلی جامع العلوم محشی۔
۵ مولانا محمد ارشاد حسین رامپوری جامع العلوم
۶ مولانا امانت اللہ غازیپوری واعظ۔
۷ مولانا شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔
۸ علامہ رحمت اللہ مہاجر مدرس۔
۹ مولانا شاہ عبدالحق کانپوری واعظ۔
۱۰ مولانا حافظ احمد جونپوری ہادی بنگال
ابن مولانا کرامت علی جونپوری مرحوم۔
۱۱ شیخ نذیر حسین دہلوی محدث۔
۱۲ مولانا شاہ امید علی جونپوری زاہد۔
۱۳ مولانا مفتی اسد اللہ فقیہ نحوی جونپوری۔
۱۴ مولانا علی عباس ادیب چریاکوٹی۔
۱۵ مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی محدث۔
۱۶ مولانا محمد ابراہیم آروی واعظ۔
۱۷ مولانا ناصر علی آروی شاعر و واعظ۔
۱۸ مولانا محمد محسن جونپوری خوشنویس۔
۱۹ مولانا حکیم سید قائم علی رئیس کھیتاسرائے۔
۲۰ مولانا الٰہی بخش فیض آبادی مہاجر مکی علامہ۔
۲۱ مولانا شاہ فضل الرحمن محدث شیخ طریقت۔
۲۲ مولانا عبدالقادر بدایونی۔ فقیہ۔
۲۳ مولانا محمد نعیم لکھنوی زاہد متوکل جامع العلوم۔
۲۴ مولانا شاہ عبدالرزاق فرنگی محلی عابد۔
۲۵ مولانا حضرت نور پنجابی مدرس مدرسۂ صولتیہ مکہ مکرمہ
۲۶ مولانا حافظ عبداللہ بن سید حسین فقیہ مجود قاری محدث
۲۷ مولانا مفتی عبدالرحمن سراج مفتی مکہ معظمہ۔

تتمۂ مفیدہ

بعض موجودہ اکابر علما کے نام (جن سے راقم الحروف کی جسمانی ملاقات یا روحا
موانست وتعلق ہے اور جنکے وجود سے اس چودھوین صدی کو بہت بڑا فخر حاصل ہے
بطور یادداشت یہان ثبت کیے جاتے ہین۔ راقم الحروف کو جن سے محض روحا
تعلق ہے اُنکے نام بعد خط فاصل کے علیحدہ مندرج ہین۔ متعنی اللہ بلقائھم آمین۔

۱ مولانا استاذی حافظ شاہ محمد عبد الحق الٰہ آبادی مہاجر مکی شیخ وقت۔
۲ مولانا محمد ہدایت اللہ خان رامپوری معقولی مدرس مدرسۂ حنفیہ جونپور اُستاد وقت۔
۳ مولانا حافظ شاہ محمد حسین طبیب صوفی الٰہ آبادی شیخ طریقت۔
۴ مولانا حافظ احمد حسن پنجابی کانپوری صوفی معقولی مدرس۔
۵ مولانا عبد العلی آسی مدراسی۔ شاعر ادیب لکھنوی پروفیسر ہائی اسکول رامپور۔
۶ مولانا ابوالجلال محمد اعظم چریاکوٹی ادیب ملازم حیدرآباد دکن۔
۷ مولانا محمد فاروق منطقی ادیب چریاکوٹی مدرس۔ صوفی۔
۸ مولانا سید شیر علی بلند شہری جامع العلوم والفنون۔ ملازم حیدرآباد دکن۔
۹ مولانا عبد الحق دہلوی مؤلف تفسیر حقانی۔ مناظر مشہور۔ اصولی۔
۱۰ مولانا حکیم وکیل احمد سکندرپوری مؤلف کتب۔ ملازم حیدرآباد دکن۔
۱۱ مولانا سید محمد شاہ محدث رامپوری۔ صوفی واعظ۔ مدرس کامل۔
۱۲ مولانا شاہ سلامت اللہ اعظمگڈھی رامپوری صوفی مدرس ومؤلف کتب۔
۱۳ مولانا مفتی محمد لطف اللہ بن مفتی سعد اللہ مرحوم رامپوری۔ فقیہ۔

مولانا[۱۴] محمد طیب عرب ادیب مدرس اول ـ مدرسۂ عالیہ رامپور ـ

مولانا[۱۵] منور علی محدث رامپوری ـ مدرس حدیث مدرسۂ ریاست رامپور ـ

مولانا[۱۶] محمد ظہور حسین رامپوری ـ مدرس خطیب واعظ جامع مسجد رامپور ـ

مولانا[۱۷] حافظ محمد وزیر ادیب رامپوری ـ مدرس

مولانا[۱۸] محمد فضل حق ـ معقولی اصولی ـ مدرس مدرسہ رامپور ـ

مولانا[۱۹] محمد سعد اللہ خان ـ مدرس مدرسہ رامپور ـ فقیہ ـ

مولانا[۲۰] محمد شبلی نعمانی اعظمگڑھی ـ مؤرخ ناظم ندوۃ العلماء ـ

مولانا[۲۱] وصی احمد محدث سورتی ـ مدرس مدرسۂ پیلی بھیت ـ

مولانا[۲۲] سعادت حسین بہاری محدث مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ ـ

مولانا[۲۳] ولایت حسین فقیہ اصولی مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ ـ

مولانا[۲۴] میر محمد محدث ـ مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ ـ

مولانا[۲۵] حافظ عبد الرؤف مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ ـ

مولانا[۲۶] غلام سلمانی صوفی ـ مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ ـ

مولانا[۲۷] عبد الوہاب بہاری ـ معقولی مناظر ـ مدرس واعظ ـ

مولانا[۲۸] عبد السلام فقیہ اصولی عابد ـ سابق مدرس اول مدرسۂ محسنیہ ڈھاکہ ـ

مولانا[۲۹] محمد لطف الرحمن بردوانی معقولی ادیب سابق مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ ـ

مولانا[۳۰] عبد المنعم سلہٹی ادیب ـ سپرنٹنڈنٹ مدرسۂ ڈھاکہ ـ

مولانا[۳۱] محمد فضل الکریم بردوانی ادیب معقولی محدث مدرس اول مدرسۂ ڈھاکہ ـ

مولانا[۳۲] دوست محمد معقولی اصولی تلمیذ مولانا ہدایت اللہ خان ـ

مولانا[۶۳] حافظ شہاب الدین پانی پتی۔ قاری منقولی۔ مدرس۔

مولانا[۶۴] شرف الدین دہلوی واعظ اسلام۔ مناظر نصاریٰ۔

مولانا[۶۵] محمد ہادی حسن گورکھپوری فقیہ اصولی مدرس دوم مدرسہ حنفیہ جونپور۔

مولانا[۶۶] حافظ عبد المجید فرنگی محلی لکھنوی۔ فقیہ واعظ۔ مدرس کالج لکھنؤ۔

مولانا[۶۷] حافظ عبد الحمید فرنگی محلی لکھنوی۔ فقیہ واعظ۔ صوفی۔

مولانا[۶۸] عبد الباقی فرنگی محلی لکھنوی۔ فقیہ واعظ صوفی۔

مولانا[۶۹] محمد وجیہ اللہ خان معقولی محدث فقیہ مناظر و واعظ۔

مولانا[۷۰] فتح محمد ولایتی دہلوی معقولی محدث فقیہ۔ مدرس۔

مولانا[۷۱] عبد الحلیم شرر لکھنوی۔ ادیب مؤرخ مؤلف۔

مولانا[۷۲] ظہیر احسن شوق نیموی۔ محدث فقیہ مناظر۔ مؤلف۔

مولانا[۷۳] حافظ احمد رضا خان بریلوی فقیہ اصولی مناظر معقولی ادیب جامع العلوم۔ صوفی۔

مولانا[۷۴] حافظ محمد ذکاء اللہ مؤلف۔ مؤرخ۔ شمس العلما۔

مولانا[۷۵] حافظ ڈپٹی نذیر احمد مترجم قرآن پاک۔ و مؤلف کتب مفیدہ۔

مولانا[۷۶] حافظ اشرف علی تھانوی فقیہ مفسر اصولی مدرس اول مدرسہ کانپور۔ صوفی۔

مولانا[۷۷] رشید احمد محدث جید۔ فقیہ گنگوہی۔ صوفی۔

مولانا[۷۸] محمد کمال عظیم آبادی۔ فقیہ معقولی اصولی۔ صوفی۔

مولانا[۷۹] محمد ذو الفقار علی دیوبندی ادیب۔ شارح کتب ادبیہ۔

مولانا[۸۰] محمود حسن دیوبندی۔ معقولی اصولی فقیہ محدث مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

مولانا[۸۱] سید احمد حسن محدث امروہی۔ مدرس اول مدرسہ امروہہ۔

مولانا حافظ محمد ناظر حسن مدرس اول مدرسۂ محمودیہ ریاست چھتاری۔

مولانا عزیز الرحمٰن مفتی مدرسۂ دیوبند۔ فقیہ جید۔

مولانا حافظ عبد اللہ ٹونکی معقولی۔ پروفیسر دار العلوم لاہور۔

مولانا مفتی محمد لطف اللہ شیخ العلما والمدرسین۔ معقولی فقیہ اصولی۔

مولانا غلام احمد فقیہ جید مدرس اول مدرسۂ نعمانیہ لاہور۔

مولانا عبد الودود۔ صاحب فتاوائے ودودیہ۔ سابق مدرس اول مدرسۂ چاٹگام۔

مولانا ذو الفقار علی ادیب۔ سابق مدرس اول مدرسۂ چاٹگام۔

مولانا امجد علی ادیب۔ پروفیسر کالج الہ آباد۔

مولانا سید علی بلگرامی۔ ادیب۔ مؤرخ۔

ماخذ مقدمہ

تاریخ ابن خلکان۔ خلاصۃ الاثر۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی۔ ارشاد القاصد۔ کشف الظنون۔ درمختار۔ شامی۔ فتاوائے عالمگیری۔ مقدمۂ عمدۃ الرعایہ۔ نافع کبیر۔ تعلیق الممجد۔ مقدمۂ ہدایہ۔ تاریخ خمیس۔ فوائد بہیہ۔ حدائق الحنفیہ۔ تذکرۂ علمائے ہند۔ قاموس۔ صراح۔

خاکسار عبد الاول حنفی جونپوری

۲۷۔ رجب ۱۳۲۱ ہجری

بقلم واجد علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

حرف الالف

ادب القاضی اسکی تعریف مین اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اس کے مصنف حضرت امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی مجتہد حنفی ہین جو اپنے زمانے مین اپنے نظیر آپ ہی تھے ساتھ ہی اس کے آپ بہت بڑے درجے کے محدث بھی تھے اسکی شہادت مین اس سے زیادہ کہنا فضول ہے کہ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین وغیرہ اکابر محدثین آپ کے شاگردون مین ہین۔ وفات قاضی ابو یوسف کی ۱۸۲؁ ہجری مین ہے

اسکی بہت سی شرحین ہو چکی ہین بخوف طوالت دو چار شارح کے نام بتلائے جاتے ہین۔

ایک امام ابوبکر احمد بن علی جصاص متوفی ۳۷۰؁ ہجری۔

دوسرے امام ابو جعفر محمد بن عبد اللہ ہندوانی متوفی ۳۶۲؁ ہجری۔

تیسرے امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری متوفی ۴۲۸ھ ہجری۔
چوتھے شیخ الاسلام علی بن حسین سغدی متوفی ۴۶۱ھ ہجری۔
پانچوین شمس الایمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ ہجری۔
چھٹے شمس الایمہ عبدالعزیز بن احمد الحلوانی متوفی ۴۵۶ھ ہجری۔
ساتوین امام برہان الایمہ عمر بن عبدالعزیز ابن مازہ معروف بحسام شہید متوفی مقتولاً ۵۳۶ھ ہجری اور یہی شرح تمام شرحون مین زیادہ مقبول و متداول ہی۔
آٹھوین قاضی خان امام فخرالدین حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ ہجری۔
الاصل یہ بڑی مستند و معتمد فقہ کی کتاب ہی اور یہی مبسوط امام محمدؒ کی ہی۔ اسکی تعریف مین یہی کہنا کافی ہی کہ یہ کتاب امام ربانی ابوحنیفۂ ثانی محمد بن حسن شیبانی کی یادگار رہی۔ امام محمد صاحب نے اسی کو سب کے پہلے لکھا ہی۔ اسکے بعد جامع صغیر پھر جامع کبیر پھر زیادات پھر سیر کبیر پھر سیر صغیر اور انھین کو اصول بھی کہتے ہین۔
کتب فقہ حنفیہ مین جہان کہین ظاہرالروایات بولین وہان یہی اصول مصنفات امام محمد صاحب مراد ہون گے۔ امام محمد بن حسن صاحب فقیہ مجتہد ذہین ذکی الطبع سلیم القلب بڑے متقی محدث مفسر تھے۔ وفات اُنکی ۱۸۹ھ ہجری مین ہوئی امام محمد صاحب امام اعظم اور قاضی ابویوسف کے شاگرد اور امام شافعی کے اُستاد ہین۔ اِن کی مبسوط کو امام شافعی نے زبانی یاد کرلیا تھا۔
حکایت ایک یہودی مبسوط کو ہمیشہ دیکھا کرتا تھا کچھ روز کے بعد مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا ہذا کتاب محمد کم الاصغر فکیف کتاب محمد کم الاکبر۔ یہ کتاب تمھارے چھوٹے محمد کی ہی تو تمھارے بڑے محمد کی کتاب کیسی ہوگی۔ جیسے یہ

مبسوط امام محمد کی اول تصنیف ہو ویسے ہی سیر کبیر آخری تصنیف اُنکی ہو۔ (فوائد)

فائدہ کتب ظاہر روایت مین علما کا اختلاف ہو بعضون نے امام محمد کی مشہور چھ کتابون کو کتب ظاہر الروایت اور اصول کہا ہو نام اُن چھ کے یہ ہین۔ جامع صغیر جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ مبسوط۔ زیادات۔ اور بعضون نے کتب ظاہر روایت مین سیر صغیر کو نہین شمار کیا ہو۔ نتائج الافکار مین ظاہر روایت کی صرف چار کتابون کو بتلایا ہو۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ مبسوط۔ زیادات۔ اسکے سوا کو غیر ظاہر روایت کہا ہو اور انھین کو اصول بتلایا ہو۔

فائدہ امام محمد صاحب کے تصانیف نوسو ننانوے ہین۔ اور نوادر بھی امام محمد کی مشہور تصنیف ہو لیکن اکثر کتابین اس زمانے مین دستیاب نہین ہوتین۔

فائدہ امام محمد صاحب نے جن کتابون کا نام جامع رکھا ہو اُن کی تعداد چالیس سے زیادہ ہو۔

فائدہ امام محمد جس تالیف کے نام کو صغیر کے ساتھ موصوف کرین اُسکو امام ابو یوسف کی روایت سے سمجھنا چاہیے جو ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہین اور جسکو کبیر کے ساتھ موصوف کرین اُسکو امام محمد کی خاص روایت بلا واسطہ ابو حنیفہ سے تصور کرنا چاہیے۔

فائدہ امام محمد کی تصنیفات مین نوادر اور کیسانیات اور ہارونیات اور جرجانیات اور رقیات بھی ہین لیکن ان کا مرتبہ کتب ظاہر روایت سے کم ہو کہ ان مین اصحاب مذہب کے سوا اور لوگون سے بھی روایتین ہین اور کتب ظاہر روایت مین مسائل مرویہ۔ کل صحاب مذاہب ہی سے لیے ہین دوسرے

سے نہین۔

فائدہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی اور حضرت قاضی ابو یوسف یعقوب محدث اور حضرت امام ربانی محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ علیہم کو اصحاب مذاہب سے کہتے ہین۔

فائدہ سیر کبیر لکھنے کا یہ سبب ہوا کہ اتفاقاً سیر صغیر امام اہل شام یعنی اوزاعی کے پاس پونہچی تو اُسکو دیکھکر اوزاعی حاسدانہ طور پر یہ کہنے لگے کہ اس بارے مین کہان عراقی اور کہان تصنیف کہ عراقیون کو سیر کی خبر کہان۔ یہ کلام اوزاعی کا امام محمد کے گوش گزار ہوا۔ امام محمد سمجھ گئے کہ یہ جملہ اُن کی زبان سے بسبب ہم عصر ہونے کے بے اختیار نکل گیا کہ مشہور ہی المعاصرۃ سببُ المنافرۃ اُسیوقت امام محمد صاحب نے امام ابو حنیفہ کی روایت کے ساتھ سیر کبیر تصنیف کر ڈالی۔ کہتے ہین کہ جب امام اوزاعی کی نظر اُسپر پڑی تو کہنے لگے کہ اگر اس مین صحیح حدیثین نہ ہوتین تو مین ضرور کہتا کہ یہ شخص بات گڑھتا اور اپنی طرف سے کہتا ہی۔ بیشک خدائے پاک نے اس شخص پر اپنا فضل کیا ہی۔ اسکی رائے مین خطا نہین ہی اور کہا کہ خدا نے سچ فرمایا ہی وَفَوقَ کُلِّ ذِی عِلمٍ عَلِیمٌ پھر امام محمد صاحب کے حکم سے سیر کبیر ساٹھ جلدون مین لکھائی گئی۔ امام محمد نے اُسکو بادشاہ وقت کی خدمت مین بھیجدیا بادشاہ نے اُسکو اپنی سعادت مندی اور مفاخر ایام سے سمجھا۔

فائدہ کہتے ہین کہ امام محمد صاحب نے امام شافعی کی مان سے نکاح کیا تھا اور اپنی کل کتابین اور مال امام شافعی کے حوالے کر دیا تھا اسی سبب سے امام شافعی اتنے بڑے فقیہ گزرے کہ لاکھون آدمی اُنکے مذہب پر اب تک قائم ہین امام شافعی نے

کیا خوب انصافانہ بات کہی ہی کہ جسکو فقہ حاصل کرنے کا شوق ہو اُسکو ابو حنیفہ کے شاگردون
کی ملازمت کرنا چاہیے کہ مطالب انھین کے واسطے آسان کیے گئے ہین قسم خدا کی
مین فقیہ نہین ہوا مگر امام محمد بن حسن کی کتابون کے پڑھنے سے واسطے عموم فائدہ
کے یہ مضمون نوادرالعلوم سے نکھا۔

اَمَالِی الامام ابی یوسف یہ فقہ کی ایک بڑی کتاب ہی جسکا حجم تین سو جلدون
سے زیادہ ہی۔ یہ امام ابو یوسف کے املا سے جمع کی گئی ہی۔

فائدہ متقدمین کی اصطلاح مین املا اسکو کہتے ہین کہ اُستاد ماہر افادے کے
لیے بیٹھے اور اُسکے اِرد گِرد شاگردون کا گروہ ہو اور سب قلم دوات و کاغذ لیکر
بیٹھین جو کچھ استاد بیان کرے اُسکو لکھین اسی نوع سے متقدمین فقہا و محدثین و
اہل لغت درس دیتے تھے مگر بسبب علماے راسخین کے گزر جانے کے یہ طریقہ بھی
بدل گیا۔ مگر اب بھی کہین کہین ملک عرب مین اُسی کے مشابہ طریقہ درس کا پایا جاتا ہی
اس طریقۂ تعلم مین قوت حافظہ و استعداد علمی و معرفت محاورہ کی بڑی ضرورت
ہی۔ سابق مین علما نے اسی طریقہ کو پسند کر لیا تھا لیکن تغیر زمان سے تغیر حال و
احکام ہو جایا کرتا ہی اس لیے مابعد کے زمانے کے طالب العلمون کی استعداد و لیاقت
و سخن فہمی دیکھکر اساتذہ نے وہ طریقہ جاری کیا جس مین استعداد علمی بآسانی و تحقیق و
کمال بسہولت ہو یعنے جیسا کہ علماے اہل ہند کا طریقہ درس و تدریس کا ہی کہ اسمین
قوت مطالعہ و سلیقۂ کتب بینی کا کمال پیدا ہوتا ہی۔ علماے متقدمین کے امالے
ہر فن مین ہین۔ چنانچہ مسائل فقہیہ مین امالی حسن بن زیاد کی اور امالی شمس الایمہ سرخسی
کی اور امالی صدر الاسلام بزدوی کی اور امالی ظہیر الدین ولوالجی حنفی کی اور امالی

فخر الدین قاضی خان اوزجندی کی۔

الاحکام فی فقہ الحنفی اس کتاب مین اٹھائیس باب ہین مصنف اسکے شیخ امام ابو العباس احمد بن محمد ناطفی حنفی ہین وفات انکی ۴۴۶ سنہ ہجری مین ہی ناطف ایک قسم کا حلوا ہوتا ہی جسکو یہ بیچا کرتے تھے اُسکی طرف انکی نسبت ہوئی انکا ایک مشہور فتاوے بھی ہی جسکا ذکر انشاء اللہ تعالی فتاوے مین ہوگا۔

الاختیار شرح المختار متن اور شرح دونون ایک ہی مصنف کے ہین جنکا نام ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی ہین۔ وفات ان کی بماہ محرم ۶۸۳ سنہ ہجری مین ہوئی یہ مختار متن فروع حنفیہ مین ہی شروع اُسکا یون ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی جَزِیْلِ نَعْمَائِہٖ اور شروع اختیار شرح مختار کا یون ہی الحمد للہ الذی شَرَعَ لَنَا دِیْنًا قَوِیمًا پہلے ابتدائے شباب مین انھون نے مختار فتوے کے کارآمد کتاب لکھی تھی اور لطف اسمین یہ رکھا تھا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کے قول کو جمع کیا تھا۔ اسوجہ سے یہ کتاب مقبول ہوگئی اور لوگون نے اِسکی نقلین بکثرت کرلین۔ اُسی زمانے مین لوگون نے مصنف سے اُسکی شرح کی خواہش ظاہر کی تو مصنف نے ایک شرح اُسکی لکھی جسکا نام اختیار رکھا اُسمین بڑی خوبی سے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور تمام مسائلون کی علتون اور معنون کو بسط کے ساتھ بیان کیا اور بہت سے فروعی مسائل اُسمین موقع ومحل سے لکھدیے جنکی اکثر لوگون کو احتیاج ہوتی ہی۔ ابو العباس احمد بن علی دمشقی نے متن مختار کو مختصر کرکے نام اُسکا تحزیر رکھا پھر اُسکی شرح کی مگر ناتمام رہگئی اس لیے کہ ۷۰۳ سنہ ہجری مین اِنکا انتقال ہوگیا۔ اور اسی مختار متن کی شرح جمال موصلی حنفی نے بھی لکھکر اُس کے ماتن مصنف کو کئی مرتبہ سنائی۔ آخری سنانا

سنہ ۶۵۲ ہجری جمادی الاولی کے مہینے مین تھا۔ اور نام اس شرح کا توجیہ المختار رکھا تھا۔ زیلعی نے بھی اسکی شرح لکھی ہے اور ابن امیر الحاج محمد بن محمد حلبی شارح منیۃ المصلی نے بھی مختار کی شرح لکھی ہے۔ شرح منیہ مین اُسکا ذکر ہے۔ حلبی کا انتقال سنہ ۸۷۹ ہجری مین ہوا اور اختیار کے احادیث کی تخریج شیخ قاسم بن قطلوبغا محدّث حنفی نے کی ہے۔ وفات شیخ محدّث حنفی کی سنہ ۸۷۹ ہجری مین ہوئی اور انھون نے مختار کی بھی شرح لکھی ہے۔

اختیار مسائل حدود و قصاص مین بزبان فارسی مولانا سلامت علی معروف بہ حذاقت خان کی تصنیف سے ہے۔ سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین اسکی تصنیف شروع ہوئی اور سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین یہ کلکتہ مین چھپی ہے۔ ماخذ اسکا کتاب قدوری و ہدایہ و حواشی ہدایہ و شرح وقایہ و فتاوے قاضیخان و فتاوے عمادیہ و فصول عمادیہ و فتاوے سراجیہ و فتاوے تابعی و جامع الرموز و اشباہ و نظائر و منح الغفار و محیط برہانی و خلاصہ و خزانۃ الروایات ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب کو استاذی المکرم مولانا ابو الجلال محمد اعظم صاحب چڑیاکوٹی کے کتب خانے مین دیکھا ہے۔ یہ اوسط تقطیع پر ایک جلد مین ہے فتاوے عالمگیری سے بھی اسمین مسائل لکھے ہین۔ شروع اُسکا یون ہے۔ شکر و سپاس بحد آن قاضی الحاجات را سزد۔ الخ۔

الاسعاف فی احکام الاوقاف یہ ایک مختصر کتاب ہے جسکے مصنف شیخ برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی حنفی ہین یہ قاہرہ مین رہا کرتے تھے وہین انتقال اُن کا سنہ ۹۲۲ ہجری مین ہوا۔

الاشارۃ والرمز الی تحقیق الوقایۃ والکنز مصنف اسکے قاضی عبد البر ابن محمد حلبی حنفی مشہور ابن شحنہ ہین جنکی وفات سنہ ۹۲۱ ہجری مین ہوئی۔

الاشباہ والنظائر یہ فقہ مین معتبر کتاب ہی۔ ابن نجیم مصری فقیہ حنفی کی یہ آخری تصنیف ہی۔ باوجود ناغہ وغیرہ ہونے کے مصنف نے اس کتاب کو چھ مہینے مین لکھا۔ یہ کتاب ماہ جمادی الاخری ۹۶۹ھ ہجری مین تمام ہوئی۔ شروع اس کتاب کا الحمد للہ علی ما انعم ہی۔ جس زمانے مین مصنف کنز کی شرح بحر رائق لکھتے تھے اور بیع فاسد کے بیان تک پہونچ چکے تھے کہ ضوابط و قواعد فقہیہ مین ایک مختصر لکھنے کا اتفاق پڑا جسکا نام فوائد زینیہ رکھا۔ زینیہ نام اس مناسبت سے رکھا کہ مصنف کا مشہور نام زین العابدین ہی۔ اس فوائد زینیہ مین پانچسو ضوابط اور قواعد جو مفتی اور مدرس کے لیے اُستاد کامل کا حکم رکھتے ہین جمع کیے پھر اُنکا ارادہ یہ ہوا کہ ایک کتاب اسی فوائد زینیہ کی طرح پر لکھی جائے کہ جسمین سات فن ہون اور یہ کتاب گویا فوائد زینیہ کی دوسری قسم ہو پس یہ کتاب تالیف کی جو سات فن پر مشتمل ہی۔

(۱) مَعْرِفَةُ القَوَاعِد جو فقہ کی اصل حقیقت مین ہی اور انھین قاعدون کے ملکہ ہونے کے سبب سے فقیہ فتوے مین درجہ اجتہاد کا حاصل کر سکتا ہی۔

(۲) ضَوَابِط مصنف نے فرمایا ہی کہ سب سے انفع مدرس اور مفتی اور قاضی کے واسطے یہی فن ہی۔

(۳) فنّ الجمعِ وَالفَرق مصنف نے اسکو تمام نہین کیا بلکہ اُن کے بھائی شیخ عمر نے اسکی تکمیل کی ہی۔

(۴) الغاز یعنے مسائل فقہیہ کو بطریق چیستان کے بیان کیا ہی۔

(۵) لَطَائِفُ الحِیَل جسکی اکثر مشکل کے وقت مین بڑی ضرورت پڑتی ہی۔

(۶) اشباہ ونظائر یعنے احکام فقہیہ کو بسط وشرح کے ساتھ مع امثلہ کے لکھا ہی۔

(۷)- مرویاتِ امام اعظم وصاحبین ومشایخ- اسمین وہ مسائل ہین جوان بزرگانِ دین سے منقول ہین مصنفِ علام کا اسم شریف زین العابدین بن ابراہیم ابن محمد بن نجیم ہی اور مشہور ابن نجیم مصری حنفی کے نام سے ہین- مصر مین ۹۷۰ھ ہجری مین ان کا انتقال ہوا اس کتاب کے بہت سے حاشیے علماے اسلام نے لکھے ہین چنانچہ محشیون کے نام یہ ہین- (۱) علامہ علی بن غانم خزرجی مقدسی متوفی ۱۰۳۶ھ ہجری انکا حاشیہ بہت مختصر اور بہت ہی عمدہ ہی- (۲) مولانا محمد بن محمد جوی زادہ متوفی ۹۹۵ھ ہجری- (۳) مولانا علی بن امر اللہ قنالی زادہ متوفی ۹۷۹ھ ہجری- (۴) مولانا عبد الحلیم بن محمد اخی زادہ متوفی ۱۰۱۳ھ ہجری- (۵) مولانا مصطفے ابو المیامن متوفی ۱۰۱۵ھ ہجری-(۶) مولانا مصطفے بن محمد عزمی زادہ متوفی ۱۰۴۷ھ ہجری مگر ان کا حاشیہ ملتا نہین البتہ اشباہ کے حاشیہ پر جابجا نظر آتا ہی- (۷) مولانا محمد بن محمد حنفی بیرک زادہ لیکن یہ حاشیہ ناتمام ہی جو کتاب القضا ہی تک لکھا گیا- (۸) مولانا صالح محمد بن محمد تمرتاشی ان کا حاشیہ پورا ہی- نام ان کے حاشیہ کا زواہر الجواہر ہی یہ حاشیہ ۱۰۱۱ھ ہجری مین ختم ہوا ہی- (۹) مولانا مصطفے بن خیر الدین اس سے زیادہ بسط کی یہان گنجایش نہین ہی- (۱۰) علامہ سید احمد حموی انکی شرح مشہور ہی جو مصر اور کلکتہ مین چھپ گئی ہی-

اصلاح الوقایہ یہ بڑی معتبر کتاب ہی ابن کمال باشا متوفی ۹۴۰ھ ہجری نے متن وقایہ اور اسکی شرح کی اصلاح کی ہی پھر شرح وقایہ کو شرح کے ساتھ لکھکر اسکا نام ایضاح رکھا ہی- ابن کمال باشا نے ذکر کیا ہی کہ متن وقایہ مین بہت سی جگھون مین سہو اور خلل اور زلت تھی اُسکو مین نے درست کر دیا اور جو جو مسائل کہ ماتن سے

چھوٹ گئے تھے انکو بھی موقع پر درج کر دیا اور شرح وقایہ صدر شریعہ کی بھی اصلاح کر دی ہی کہ اسمین تصرفات فاسدہ اور اعتراضات ناواردہ بہت تھے جنکی شارح نے مصنف کی تقلید کے پیچھے تحقیق نہ کی اسیلیے شارح سے بھی غلطی واقع ہو گئی۔ ابن کمال بادشانے ایک سال کے اندر بماہ شوال ۹۲۳ھ ہجری مین اس کتاب کو ختم کر کے سلطان سلیمان خان مرحوم کو ہدیہ دیا تھا۔ یہ سب کو خوب معلوم ہی کہ وقایہ اور شرح وقایہ تمام ملک مین مرغوب و مستعمل و متداول عند الجمہور ہی۔ اور اصلاح اور ایضاح اگرچہ ازبس مفید اور راجح ہین ولیکن متروک ومہجور۔ اور یہ اللہ کی عادت ہمیشہ سے جاری ہی کہ متقدمین کے آثار پر متقدین متاخرین کا غلبہ نہین ہونے دیتا۔ اس ایضاح پر بھی چھ حاشیے لکھے گئے جنکا ذکر یہان طول وفضول ہی۔

اعجوبۃ الفتاوی حنفی مذہب مین یہ ایک مختصر فقہ کی کتاب ہی جسمین چوبیس باب ہین چونکہ مصنف کا نام نہین معلوم ہی اس لیے یہ کتاب اعتماد کے قابل نہین ہی۔

انفع الوسائل الی تحریر المسائل ضروری مسائل فقہ کے اس مین فقہ کی کتابون کی طرح ترتیب وار مرتب ہین مصنف اسکے قاضی برہان الدین ابراہیم بن علی طرسوسی حنفی ہین یہ ایک مختصر کتاب مفید طلاب ہی طرسوسی حنفی کا انتقال ۷۵۸ھ ہجری مین ہوا اس کا شروع الحمد للہ الذی نور قلوب العلماء ہی۔

ادب الاوصیاء یہ کتاب فقہ مین ہی اور اسمین بتیس فصلین ہین۔ اسکے مصنف علامہ علی بن احمد بن محمد جمالی حنفی قاضی مکہ معظمہ اور روم کے مفتی ہین جنھون نے مکہ معظمہ مین بحالت قضا اس کتاب کو تصنیف کیا تھا۔ یہ کتاب چھپ بھی گئی ہی۔

ارکان اربعہ یہ کتاب عربی زبان مین بڑی مفید ونافع کتاب ہی جو حال مین ہندوستان مین چھپی ہی۔ اسکا نام ارکان اربعہ اس مناسبت سے رکھا گیا ہی کہ اسمین مسائل نماز روزہ حج زکوۃ ہی کے ہین مصنف اسکے علامۂ فہامہ مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی ہین اس کتاب مین لطف یہ ہی کہ مسائل فقہیہ کو احادیث صحیحہ سے مبرہن کیا ہی۔

حرف الباء

البیان فقہ کی معتبر کتاب ہی جسکو امام محمد صاحب کے شاگرد ابو اسحق اسماعیل بن سعید طبری حنفی متوفی سنہ ۲۳۰ ہجری نے تصنیف کیا ہی اسکے مصنف شالنجی کے نام سے مشہور تھے اس کتاب کا حال اس سے زیادہ نہین معلوم ہوا اور ایک کتاب البیان اور بھی ہی جسکو مختصر قدوری کی شرح کہتے ہین لیکن اسکا کچھ پتا نہین لگتا۔ ہان البتہ ابو الخیر شافعی عمرانی کی البیان جو فقہ کی کتاب دس جلدون مین ہی اس کا پتا ملک عرب مین لگتا ہی۔ اسیطرح البیان ایک فقہ کی کتاب امامیہ مذہب کی بھی ہی جس وقت کوئی نقل البیان سے ہو اُسوقت خوب جانچ کرلینا چاہیے کہ یہ کون سی البیان اور کس مصنف کی تصنیف ہی تاکہ دھوکا نہو۔ پس احتیاط اسمین ہی کہ کتب متداولہ مشہورہ پر جو شائع ہو چکی ہین اعتماد کیا جائے اور اُسی سے عبارت نقل کی جائے۔

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع یہ تحفۃ الفقہا کی شرح ہی جو تین جلدون مین ہی اسکا شروع یون ہی الحمد للہ العالی القادر اسکے مصنف کا نام ابو بکر ابن مسعود کاسانی حنفی متوفی سنہ ۵۸۷ ہجری ہی جب یہ شرح تمام ہو گئی تو مصنف نے حضرت ماتن کی خدمت مین جو شارح کے استاد بھی تھے پیش کی استاد ماتن نے انکی شرح کو

بہت پسند فرمایا۔ اور اپنی بیٹی فاطمہ فقیہہ کے ساتھ انکی شادی کر دی۔ ماتن کا ذکر حرف الفا مین آئیگا انشاء اللہ تعالی۔ شارح نے دیباچہ مین ماتن کی ترتیب بیان کی بہت کچھ تعریف کی ہے۔ یہ بھی بہت معتبر کتاب ہے ولیکن اس ملک مین دستیاب نہین ہوتی۔

بدایۃ المبتدی یہ فقہ مین ایک متن متین ہے جسکو مصنف نے مختصر قدوری اور جامع صغیر سے گویا انتخاب کر کے لکھا ہے اور ترتیب جامع صغیر کی تبرکاً اختیار کی ہے اسکا شروع یون ہے الحمد للہ الذی ھدانا الی بالغ حکمتہٖ اسکے معتبر ہونے مین اسی قدر کہا جاتا ہے کہ اسکے مصنف صاحب ھدایہ حضرت امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی ہین۔ جنھون نے ۵۹۳ھ ہجری مین انتقال فرمایا ہے حرف الہاء مین کچھ انکی کیفیت اس سے زیادہ کیجائیگی انشاء اللہ تعالی۔ اِس متن بدایہ کو ابوبکر بن علی عاملی متوفی ۶۰۰ھ ہجری نے نظم کیا ہے اور بدایہ نام ایک کتاب عقائد مین حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔ اور ایک رسالہ بدایۃ الھدایہ مختصر سا امام غزالی کا مواعظ مین بھی ہے۔ وفات امام غزالی رح کی ۵۰۵ھ ہجری مین ہے۔

البحر الزاخر فی تجرید السراج الوہاج امام ابوبکر بن علی بن محمد حدادی عبادی متوفی تقریباً ۸۰۰ھ ہجری نے مختصر قدوری کی شرح تین جلدون مین لکھی تھی اور اسکا نام السراج الوہاج الموضح لکل طالب محتاج رکھا تھا پھر اسی سراج وہاج کو فقیہہ احمد بن محمد بن اقبال نے مختصر کر کے اسکا نام البحر الزاخر رکھا۔

فائدہ علامہ برکلی رومی نے سراج وہاج کو غیر معتبر اور ضعیف بتلایا ہے کما مر سالفاً۔

البزازیۃ۔ ایک معتبر فتاوے ہے جسکا نام الجامع الوجیز ہے اسکا ذکر

فتاوے کے بیان مین آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسکے مصنف کا نام امام حافظ الدین محمد ابن محمد گُردَری حنفی ہے۔

البرہان فی شرح مواہب الرحمن یہ کتاب دو جلدون مین ہے اسکے متن کا نام مواہب الرحمن فی مذہب النعمان ہے ماتن اور شارح دونون ایک ہی شخص ہین متن کا شروع یون ہے الحمد للہ واھب الفقہ اور شرح کا شروع یون ہے الحمد للہ الذی احکم شریعتہ الغراء اسکے مصنف کا نام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی ہے جو قاہرہ مین سکونت پذیر تھے ماہ ذی الحجہ ۲۲ ۹ سنہ ہجری مین اُنکا انتقال ہوا۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق یہ فقہ مین بڑی معتبر کتاب ہے مسائل کی تحقیق وتنقید خوب اچھی طرح کرتے ہین جس مسائلے کو لکھتے ہین اُسکی پوری تحقیق مع مالہ وما علیہ کے کردیتے ہین کیون نہو کہ اسکے مصنف زین العابدین ابن نجیم مصری ہین جو اپنے وقت مین خاتم الفقہا تھے زین العابدین کو زین الدین بھی کہتے تھے۔ جیسا کہ اُن کے بھائی مولانا سراج الدین عمر بن نجیم نے دیباچۂ النہر الفائق شرح کنز دقائق مین لکھا ہے اور انکا لقب خاتم المتاخرین بتلایا ہے۔

البحر المحیط اسکا نام منیۃ الفقہاء ہے۔ مسائل فقہیہ اسمین ہین۔ اسکے مصنف کا نام فخر الایمہ فخر الدین بدیع بن ابی منصور عراقی حنفی ہے۔ یہ صاحب قنیہ کے استاد ہین اسی سے مسائل چھانٹ کر صاحب قنیہ نے ایک مجموعہ بنایا ہے اسکے سوا اور کتابون سے بھی نقل لی ہے۔ اسی مناسبت سے مختار معتزلی صاحب قنیہ نے اپنی کتاب قنیہ کا نام قنیۃ المنیہ رکھا ہے

حرف التاء

تجرید مصنف اسکے محمد بن شجاع ثلجی حنفی بغدادی فقیہ العراق ہین۔ صاحب خلاصہ نے

کتاب الزکوۃ مین اس کتاب کا ذکر کیا ہی۔ ثلجی منسوب ہی طرف ثلج بن عمرو بن مالک بن عبد مناف کے۔ اِنکو ابن ثلجی بھی کہا کرتے تھے۔ یہ حسن بن زیاد لولوئی اور وکیع کے شاگرد تھے۔ پیدایش انکی ۱۸۱ھ ہجری مین اور وفات ۲۶۶ھ ہجری مین ہوئی۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق یہ معتبر کتاب عثمان بن علی ابو محمد فخر الدین زیلعی کی تصنیف سے ہی جو بڑے فقیہ اور نحوی اور فرضی تھے یہ کتاب بہت معتبر ہی کتاب بحر رائق مین قال الشارح سے مراد یہی فخر الدین زیلعی ہین۔ بماہ رمضان ۷۴۳ھ ہجری مین اِنکا انتقال ہوا۔ راقم الحروف کے پاس یہ شرح موجود ہی والحمد للہ علی ذلک۔ یہ کتاب بولاق مصر مین مع حاشیۂ احمد شلبی کے چھپی ہی۔

تجرید القدوری یہ فقہ کی معتبر کتاب ہی۔ مصنف اسکے امام ابو الحسین احمد بن محمد حنفی متوفی ۴۲۸ھ ہجری ہین یہ کتاب ایک بڑی جلد مین ہی۔ اسکا شروع یون ہی اللهم اعصمنا من الزلل یہ مبتدی اور متوسط کی سمجھ کے موافق مختصر لفظون مین اُن مسائل کی تحقیق کر دیتی ہی جن مین امام شافعی نے خلاف کیا ہی۔ اور جانب حنفی کی ترجیح بتلا دی ہی۔ اسکو ۴۰۵ھ ہجری مین شروع کیا تھا اسکا تکملہ ابو بکر عبد الرحمن بن محمد سرخسی متوفی ۴۳۶ھ ہجری نے لکھا اور نام تکملہ کا تکملۃ التجرید رکھا اور جمال الدین محمود بن احمد قونوی حنفی متوفی ۷۷۰ھ ہجری نے تکملۃ التجرید کا مختصر کر کے اسکا نام التفرید رکھا ہی۔

تاسیس النظائر یہ فقہ کی ایک مختصر کتاب ہی جسکے مصنف کے نام مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک قاضی امام ابو جعفر احمد بلخی ہرماری کی تصنیف سے ہی جیسا کہ فصول العمادی کے احکام مرضی مین ہی۔ اور بعضون کے نزدیک فقیہ ابو اللیث

نصر بن محمد سمرقندی متوفی ۳۷۵ھ ہجری کی تصنیف ہے۔ کشف الظنون مین لکھا ہے کہ یہ قول ابن شحنہ کا ہے اس کتاب مین اماموں کے اختلاف کو بیان کیا ہے کہ کس مسائلے مین کس امام کا کیا قول ہے اور اُسکی کیا دلیل ہے اس کتاب کو کئی قسمون پر منقسم کیا ہے۔ لیکن اُس قسم کو جسمین امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا اختلاف بیان کیا ہے سب پر مقدم ہے۔

ترغیب الصلوۃ یہ فقہ کی کتاب دو سو اڑتیس ورقون مین خوشخط لکھی ہوئی کتب خانہ مولانا سخاوت علی جونپوری رح مین موجود ہے۔ اس کتاب کی عبارت فارسی زبان مین ہے۔ شروع اس کتاب کا یون ہے الحمد للہ الذی جعل الصلوۃ وسیلۃ الی النجاۃ وسببا لرفع الدرجات اسکے مصنف محمد بن احمد زاہد نے اس کتاب کو ۱۰۵۸ھ ہجری مین تصنیف کیا ہے۔

تجرید الرکنی یہ فقہ کی کتاب ہے اور مصنف اسکے امام رکن الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن محمد کرمانی[1] حنفی ہین۔ ابن امیرویہ کے نام سے یہ مشہور تھے۔ ان کا الیسا عالم فقیہ خراسان مین دوسرا نہ تھا۔ وفات انکی ۵۴۳ھ ہجری مین ہوئی۔ اسکی شرح شمس الائمہ تاج الدین عبد الغفور بن لقمان کردری حنفی متوفی ۵۶۲ھ ہجری نے لکھی ہے جسکا نام المفید والمزید ہے یہ شرح تین جلدون مین ہے۔ اور یہ شمس الائمہ عبد الغفور مصنف کے شاگرد رشید تھے۔ اور خود مصنف نے بھی اسکی شرح تین جلدون مین لکھی ہے۔

تاسیس النظر فی اختلاف الائمۃ یہ کتاب قاضی امام ابو زید عبد اللہ بن عمر دبوسی حنفی متوفی ۴۳۰ھ ہجری کی یادگار ہے۔ اسمین بھی مثل رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ کے ائمہ مجتہدین کے اختلاف کا بیان ہے دبوسی کے حالات مقدمہ مین دیکھو۔

[1] کرمانی شہر کرمان کیطرف نسبت ہے۔ اصح یہ ہے کہ کرمان بفتح کاف ہے مگر شہرت بکسرہ کے ساتھ ہے۔ یہ قول سمعانی کا ہے کذا فی الفوائد البہیہ ۱۲

التجرید یہ ایضاح شرح مختصر قدوری کے مختصر کا ملخص ہی یعنے مختصر الکرخی کی شرح امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری سنے لکھی تھی۔ پھر اُسی مختصر الکرخی کی شرح ابوالفضل کرمانی نے بھی لکھی ہی۔ اور قدوری کی شرح سے مدولی ہی گویا کہ قدوری کی شرح کو مختصر کرلیا ہی اور کرمانی نے اپنی شرح مختصر الکرخی کا نام ایضاح رکھا پھر ایضاح کو مختصر و ملخص کرلیا اور اسی ملخص کا نام تجرید رکھا ہی پس یہ ایضاح اور تجرید علامہ ابوالفضل رکن الدین کرمانی متوفی ۵۴۳ ھ ہجری کی تصنیف سے ہی اور دونون کتابین تجرید اور ایضاح ممالک روم مین متداول و مستعمل ہین۔

تبالۃ الفتاوی یہ ایک فقہ کے ضروری مسائل کا مجموعہ ہی جسمین عبادات اور نکاح اور طلاق اور عتاق اور حج اور وقف اور وصایا کے مسائل ہین روم کے کسی زبردست عالم کی تصنیف سے ہی جسکا نام معلوم نہوا۔

تاتارخانیہ اسکا نام بقول بعض زاد المسافر ہی۔ اِسکا ذکر فتاوے مین ہوگا۔

تقریب یہ کتاب فقہ مین حضرت امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری رحمہ اللہ حنفی متوفی ۴۲۸ھ ہجری کی یادگار ہی جو دلائل سے مجرد ہی اور نفس مسائل فقہیہ اسمین مذکور ہین۔

التجنیس والمزید یہ کتاب فتاوے مین ہی مصنف اسکے امام برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ ہجری ہین یہ بڑی معتبر کتاب ہی کیونکہ اسکے مصنف صاحب ہدایہ ہین اسکا شروع یون ہی الحمد للہ العلی الحکیم مصنف نے اسکے دیباچہ مین یہ ذکر کیا ہی کہ صدر شہید حسام الدین نے اپنی ایک تصنیف مین مسائل فقہیہ چُنکر جمع کیے تھے اور ہر مسائلے کی دلیل بھی ساتھ ساتھ بیان کی تھی اور ابواب بھی

مرتب کر چکے تھے لیکن مسائل کی ترتیب نہو سکی تھی اسکی تکمیل ہین نے کردی اور حرف ن سے
اشارہ نوازل ابو اللیث سمرقندی کی طرف اور حرف ع سے عیون المسائل مصنفۂ ابو اللیث
سمرقندی کی طرف اور حرف و سے واقعات ناطفی کی طرف اور حرف ت سے فتاوے
ابوبکر بن الفضل کی طرف اور حرف س سے فتاوے ایمۂ سمرقند کی طرف اور حرف ز سے
زوائد کی طرف اور حرف ج سے اجناس ناطفی کی طرف اور حرف غ سے ابو شجاع کی
غریب الروایت کی طرف اور حرف ن سے فتاوے نجم الدین عمر نسفی کی طرف اور حرف
ش سے شرح کتب مبسوط کی طرف اور حرف ف سے فتاوے صغریٰ صدر شہید کی طرف
اور حرف م سے متفرقات کی طرف اشارہ ہی۔

تحفة الاحباب یہ جامع الفتاوے کا منتخب ہی۔

تحفة الفقہاء اسکی شرح بدائع الصنائع ہی جسکا بیان اوپر گزر چکا۔ تحفہ کے
مصنف شیخ زاہد امام علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی حنفی ہین۔ انھون نے مختصر قدوری
پر کچھ مسائل اضافہ کیے ہین اور اُسکی ترتیب عمدہ طریقے سے رکھی ہی شروع اس متن کا
الحمد للہ حق حمدہ ہی۔ ماتن کے شاگرد امام ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی نے
اسکی شرح لکھی ہی۔ جب ماتن نے شرح کو ملاحظہ کیا تو بہت خوش ہوئے اور اپنی فقیہ دان
بیٹی فاطمہ سے شارح کا نکاح کر دیا۔

التذکرہ اسمین خاص مذہب امام ابو حنیفہ رح کا ذکر ہی صاحبین کے
اقوال بالکل نہین ہین۔ ملک معظم عیسی بن الملک العادل سیف الدین بن ایوب سلطان
شام ایوبی فقیہ ادیب حنفی متوفی ۶۲۴ سنہ ہجری نے فقہا کو اپنے وقت مین حکم دیا تھا کہ
مذہب امام ابو حنیفہ کا چنکر الگ جمع کر دو اور اُسمین صاحبین کا قول اور مذہب نہو

تو فقہا نے پادشاہ کے حکم کے موافق بکمال کوشش ایک کتاب دس جلد دن مین تیار کی اور اسکا نام تذکرہ رکھا جسکو بادشاہ نے پسند کیا اور سفر و حضر مین اسکو اپنے ہمراہ رکھتا اور ہمیشہ اسکا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہی کہ سلطان عیسی مذکور کو یہ کتاب ازبر ہو گئی تھی اور سلطان مذکور نے تذکرے کی ہر جلد مین لکھدیا تھا کہ اسکو عیسی نے حفظ کرلیا ہی ایک روز سلطان مذکور سے کسی نے کہا کہ آپ تو تدبیر مملکت مین مشغول رہتے ہین آپ کو کہان اتنا وقت ملا کہ اسے آپ نے یاد کرلیا سلطان نے جواب دیا کہ الفاظ کا کیا اعتبار معانی کا اعتبار ہی بسم اللہ پوچھو اسکے تمام مسائل مین بیان کردون گا۔ یہ قول اُن کے حفظ تام اور اطلاع تام پر دال ہی اگلے پادشاہون کی ایسی ہمت اس زمانے کے فارغ البال علما کو بھی نصیب نہین ہم لوگون کے زمانے مین ہمتین مردہ ہو گئی ہین اور اتنی بھی ہمت نہین ہی کہ مختصر قدوری یا کنز کے تمام مسائل مستحضر رکھین اس زمانے کے علما کو حفظ کرنا کیسا صرف کتب فقہ و فتاوے کو حرفاً حرفاً من اولہا الی آخرہا دیکھنا بھی دشوار ہی کم ایسے لوگ ملین گے جو فتاوے عالمگیری و سراجیہ و قاضیخان و بزازیہ کو اول سے آخر تک ایک بار دیکھ لیے ہون۔ اس زمانے کے علما کے واسطے جامع صغیر اور آثار امام محمد اور قدوری کا حفظ کرلینا بھی بہت غنیمت سمجھا جائے گا ہان اس زمانے مین بعض ایسے اہل ہمت کابل خراسان پیشاور سمرقند و بخارا مین موجود ہین جنھون نے منیہ خلاصہ کیدانی قدوری کنز مستخلص کو حفظ کرلیا ہی اور ممالک محروسۂ مذکورہ کے طلبا عموماً متون فقہ کو ازبر رکھتے ہین چنانچہ راقم الحروف نے افغانیون مین بہت ایسے شخصون کو دیکھا ہی کہ جو منیہ کنز خلاصہ کیدانی قدوری وغیرہ کے حافظ ہین۔

تحفۃ الملوک یہ فقہ کی ایک مختصر کتاب عبادات مین ہی اسکے مصنف کا نام ہی

زین الدین محمد بن ابی بکر عبد المحسن رازی حنفی ہے یہ دس کتاب پر مشتمل ہے (۱) طہارت
(۲) صلوۃ۔ (۳) زکوۃ۔ (۴) حج۔
(۵) صوم۔ (۶) جہاد۔ (۷) صید۔
(۸) کراہت۔ (۹) فرائض۔ (۱۰) کسب۔

شروع الحمد للہ والسلام علی عبادہ ہے۔ **منحۃ السلوک** مصنفہ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی اسی کی شرح ہے۔ یہ کتاب اگر معتبر نہوتی تو اسکی شرح علامہ بدر الدین عینی نہ کرتے۔

تشنیف المسمع فی شرح المجمع یہ مجمع البحرین کی شرح ہے جسکا حال حرف المیم مین آئے گا انشاء اللہ تعالی۔

التطبیق یہ وقایہ کی شرح ہے جسکے مصنف کا نام مولانا قاسم بن سلیمان نیکدی متوفی ۹۰۰ ہجری ہے۔

التفرید یہ ایک فقہ کی کتاب ہے جسکے مصنف سلطان محمود بن سبکتگین غزنوی حنفی ہین۔ سلطان محمود پہلے حنفی المذہب تھے پھر قفال مروزی نے دھو کا دیکر مذہب حنفی سے انکو نفرت دلادی تھی اسوجہ سے وہ شافعی المذہب ہو گئے اور اسکا قصہ طویل ہے۔ ملا کاتب چلپی نے امام مسعود بن شیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ انھون نے کہا کہ سلطان محمود بڑے زبردست فقہا سے تھے اور انکی کتاب تفرید بلاد غزنہ مین بہت مشہور رہی اور یہ کتاب بہت چست اور درست لکھی گئی ہے اسمین مسائل غالباً ساٹھ ہزار کے قریب مین۔ تاتارخانیہ مین اس سے بھی مسائل نقل کیے گئے ہین۔

التہذیب یہ جامع صغیر کی شرح ہے مصنف اسکے مطہر بن حسن یزدی ہین

جنھون نے اس شرح کو دو جلدون مین لکھا ہی اور یہ شرح ۵۵۹ سنہ ہجری مین تمام ہوئی۔

التوشیح یہ شرح ہدایہ کی ہی اسکا حال ہدایہ کی شرحون مین دیکھو جو حرف الہاء مین آئے گا انشاء اللہ تعالی۔

التقسیم والتشجیر یہ جامع صغیر کی شرح ہی مصنف اسکے قاضی مسعود بن حسین بزدوی متوفی ۴۱ سنہ ہجری ہین۔

تفہیم التحریر یہ جامع کبیر منظوم مصنفۂ احمد بن ابو المؤید نسفی کی شرح ہی جسکو امام ابو القاسم محمود حارثی متوفی ۶۰۰ سنہ ہجری نے لکھا۔

توفیق العنایہ یہ وقایہ کی شرح ہی۔

تلخیص الجامع الکبیر یہ فقہ کی متن اور معتبر کتاب ہی جو امام محمد صاحب کی جامع کبیر کا خلاصہ ہی جسکو شیخ امام کمال الدین محمد بن عباد بن ملک داؤد بن حسن بن داؤد خلاطی حنفی متوفی ۶۵۲ سنہ ہجری نے تصنیف کیا ہی۔ یہ متن متین کنز سے زیادہ مغلق ہی یہ بڑے معرکہ کی کتاب ہی اور اسکی کئی شرحین ہین۔

ایک شرح اسکی بہت بڑی اور نہایت نفیس علامہ علاء الدین علی فارسی حنفی متوفی ۷۳۱ سنہ ہجری نے بنام تحفۃ الحریص لکھی ہی۔

دوسری شرح علامہ فاضل شیخ اکمل الدین محمد بن محمود حنفی بابرتی متوفی ۷۸۶ سنہ ہجری نے شروع کی تھی لیکن ناتمام رہگئی۔

تیسری شرح علامہ شمس الدین محمد بن حمزہ فناری متوفی ۸۳۴ سنہ ہجری کی ہی۔

چوتھی شرح حضرت شیخ ابو العصمۃ مسعود بن محمد بن محمد غجدوانی کی شرح ممزوج ہی حرف (م) علامت متن کی اور حرف (ش) علامت شرح کی رکھی ہی غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے

اسمین یہ ذکر بھی کردیا ہی کہ مین نے جامع صغیر کی بہت سی شرحون کو دیکھکر اور تتبع کر کے بہت تحقیق کے ساتھ یہ شرح لکھی ہی چونکہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بہت ہی عمدہ اور بڑی ضخیم تھی اسلیے علامہ سعد الدین بن عمر تفتازانی نے اسکے ملخص کرنے کے ارادے سے مختصر کرنا شروع کردیا تھا لوگون نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے آکر کہا کہ یا حضرت آپ کی شرح کا رواج نہوگا اور نہ لوگون مین اسکا نفع عام ہوگا اور نہ لوگون مین اسکی شہرت ہوگی کیونکہ سعد الدین تفتازانی نے اسکا اختصار کرنا شروع کردیا ہی۔ شیخ نے فرمایا ہان یہ تو ٹھیک ہی لیکن تفتازانی کو یہ نصیب نہوگا اور یہ کام ان کے لیے آسان نہین ہی پس شیخ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا یعنی اس آرزو کے پورے ہونے کے پہلے ہی موت نے تفتازانی کو نہ چھوڑا اور ۷۹۲ھ ہجری مین غریق رحمت الٰہی ہو گئے۔

تنویر الابصار وجامع البحار یہ فقہ کا متن ہی جسکے مصنف شیخ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد متوفی ۱۰۰۴ھ ہجری ہین یہ کتاب ایک جلد مین ہی شروع اسکا حمداً لمن احکم احکام الشرع ہی اس متن مین مسائل معتبرہ متون کے جمع کیے گئے ہین انھون نے اِس متن کو قاضیون اور مفتیون کے یاد کرلینے کی غرض سے بماہ محرم الحرام ۹۹۵ھ ہجری مین تصنیف کیا تھا پھر علامۂ ماتن نے خود بھی اسکی شرح بڑی دو جلدون مین بنام منح الغفار تصنیف کی۔ صاحب خلاصۃ الاثر نے اسکے بارہ مین یون لکھا ہی وھو من انفع کتب المذھب ایک جماعت اکابر علما کی اسکی شرح لکھنے پر مستعد ہوئی از انجملہ علامہ محمد علاء الدین حصکفی مفتی شام۔ اور ملا حسین بن اسکندر رومی نزیل دمشق اور شیخ عبد الرزاق مدرس دمشق مدرسۂ ناصریہ ہین اور مؤلف کی شرح پر علامۂ شیخ الاسلام خیر الدین رملی نے بہت مفید حاشیہ لکھا ہی اور اس متن کو مولانا موسی بن

اسعد بن یحیی محاسنی دمشقی نے بحر رجز مین بہت عمدہ نظم کیا ہی اور یہ مولانا محاسنی ۵۹۰ھ
ہجری مین زندہ موجود تھے اور اس کتاب منظوم کا نام خلاصۃ التنویر وذخیرۃ
المحتاج الفقیر رکھا جسمین ساڑھے آٹھ ہزار اشعار ہین۔

حرف الجیم

الجامع الصغیر مصنف اسکے حضرت امام محمد بن حسن شیبانی مجتہد فقیہ حنفی
متوفی ۱۸۷ھ ہجری ہین یہ کتاب قدیم مبارک ہی اسمین موافق قول بزدوی کے ایک ہزار
پانچسو بتیس مسائلے ہین اور ایک سو ستر مسائلے مین اختلاف بیان کیا ہی اور قیاس
اور استحسان کا صرف دو ہی مسائلے مین ذکر ہی۔ فقہاے متقدمین اس کتاب کی بڑی
تعظیم کرتے تھے یہان تک کہ وہ لوگ کہتے تھے کہ آدمی فتوا دینے اور قضا کے قابل
نہین ہو سکتا جب تک کہ اسکے مسائل کو نہ جان لے۔ اور متقدمین قاضی بناتے تھے
مگر اُسی کو جو جامع صغیر کو حفظ کرلیتا تھا۔ اگر کسی نے قضا کے لیے درخواست کی در امتحان
مین معلوم ہوا کہ اسکو جامع صغیر یاد نہین ہی تو اُسکو حکم ہوتا تھا کہ اُسکو یاد کر کے آؤ
تو قضا ملیگی پہلے اسکے امتحان کا بڑا اہتمام ہوتا تھا۔ جناب امام شمس الایمہ ابو بکر محمد بن احمد
ابن ابو بکر سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ ہجری نے جامع صغیر کی شرح مین بیان کیا ہی کہ
جامع صغیر کی تصنیف کا یہ سبب ہوا کہ جب امام محمد رحمہ اللہ فقہ کی بڑی بڑی کتابون کو
لکھ کر فارغ ہوئے تو امام ابو یوسف نے جو امام محمد کے استاد بھی تھے امام محمد سے
فرمایا کہ تم ایک ایسی کتاب لکھدو کہ اُسمین وہ مسائل ہون کہ جنکو تمنے مجھ سے سنا ہی اور
مین نے ابو حنیفہ سے۔ امام محمد رح کہ حافظ مذہب تھے فوراً اسی جامع صغیر کو قلم بند کر کے

امام ابویوسف کے حضور مین پیش کر دی امام ابو یوسف نے پسند کر لیا اور دیکھکر فرمایا کہ بہت اچھا لکھا ہی مگر تین مسائے مین امام محمد نے خطا کی ہی۔ امام محمد نے فرمایا کہ مین نے خطا نہین کی ہی ولیکن آپ ہی خود بھول گئے ہین کہ یہ تینون مسائلے مجھے آپ ہی نے بتلائے تھے۔ امام ابو یوسف باوجود اتنے بڑے جلیل القدر عالم ہونے کے اس کتاب جامع صغیر کو کبھی نہین چھوڑتے تھے سفر حضر مین ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

علی رازی کہتے تھے جس نے جامع کو سمجھا وہ حنفیون مین بڑا سمجھدار ہی اور جس نے جامع صغیر کو یاد کر لیا وہ حنفیون مین سب سے بڑھکر حافظہ والا شخص ہی۔ کہتے ہین کہ مسائل جامع صغیر کے سب مبسوط مین ہین ولیکن اسکے مسائل تین قسم کے ہین۔

ایک قسم تو وہ کہ جسکی روایت بالتصریح مبسوط مین نہین ہی اور یہان موجود۔

دوسری قسم وہ کہ اُسکا ذکر امام محمد کی کتابون مین تو ہی ولیکن بطریق نص کے یہ نہین معلوم ہوا کہ اس مسائلے کا جواب ابو حنیفہ کا قول ہی یا دوسرے کا مگر یہان ابو حنیفہ کا قول ہر باب مین صاف بتلا دیا ہی۔

تیسری قسم وہ کہ جسکا ذکر امام محمد کی کتابون مین تو ہی ولیکن یہان دوسرے الفاظ سے وہی معانی ادا کر دیے گئے ہین مگر الفاظ کے بدل دینے سے ایسے فوائد مستفاد ہوتے ہین جو اور کتابون کی عبارت سے نہ سمجھے جاتے تھے پس تغیر الفاظ یہان فضول اور بے فائدہ نہین ہی۔

اس جامع صغیر کی تالیف کے سبب مین قاضیخان اور جندی نے صاف کہدیا ہی کہ جب امام محمد رحمہ اللہ مبسوط کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امام ابو یوسف نے

اُن سے یہ اپنی خواہش ظاہر کی کہ انکی ایک ایسی بھی تصنیف رہے کہ جسمین امام محمد کا
ابو یوسف سے روایت کرنا ظاہر ہو پس اس بات کے سنتے ہی امام محمد نے یہی جامع صغیر
تصنیف فرمادی کہ جسکے مسائل بواسطۂ ابو یوسف امام اعظم سے مروی ہین اور یہ امام
ابو یوسف کے بہت بڑے فخر کا باعث ہوا کہ امام محمد جیسا فقیہ مجتہد امام ابو یوسف کے
شاگردون مین ہو۔

اس نقہ سے امام ابو یوسف کی دانائی اور دوراندیشی کا اندازہ سمجھدار آدمی
کرسکتا ہی۔ قاضیخان نے یہ بھی ظاہر کردیا ہی کہ بعضون نے اسمین بھی اختلاف کیا ہی
کہ یہ جامع صغیر ابو یوسف کی ہی یا امام محمد کی لیکن صحیح یہی ہی کہ امام محمد کی تصنیف سے ہی
مگر امام محمد نے مسائل اسکے مرتب نہین کیے تھے فقیہ ابو عبداللہ حسن بن احمد زعفرانی
حنفی نے اسکے مسائل کو مرتب کردیا۔

شُرّاح جامع صغیر

جامع صغیر کی شرح کو بہت علما نے لکھا ازانجملہ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی
حنفی محدث متوفی سنہ ۳۲۱ ہجری اور امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی متوفی سنہ ۳۷۰ ہجری
اور ابو عمرو احمد بن محمد طبری متوفی سنہ ۳۴۰ ہجری اور امام ابو بکر احمد بن علی ظہیر بلخی متوفی
سنہ ۵۵۳ ہجری اور امام حسین بن محمد النجم متوفی تقریباً سنہ ۵۸۰ ہجری اور قاضی مسعود بن
حسین یزدی متوفی سنہ ۵۷۱ ہجری اور امام مجتہد سلطان الشریعۃ فخر الدین قاضیخان حسن
بن منصور اوزجندی فرغانی متوفی سنہ ۵۹۲ ہجری انکی شرح کتب خانۂ ریاست رامپور مین
موجود ہی اور امام الہدی فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی متوفی سنہ ۳۷۳ ہجری اور فخر الاسلام

علی بن محمد بزدوی اصولی متوفی ۴۸۲ھ ہجری اور صدر الاسلام فخر الاسلام علی کے بھائی ابوالیسر
محمد بن محمد بزدوی متوفی ۴۹۳ھ ہجری اور بزدہ قریب نسف کے ہی انکی شرح کتب خانۂ رامپور مین
ہی اور امام[11] ابوالازہر خجندی متوفی ۰۰۰ھ ہجری اور جمال[12] الدین بن ہشام نحوی متوفی ۶۳۰ھ
ہجری اور امام[13] ابونصر احمد بن محمد عتابی بخاری متوفی ۵۸۶ھ ہجری یہ شمس الائمہ کردری کے
شاگرد تھے۔ صاحب کشف الظنون نے سنہ وفات انکا ۵۸۲ھ ہجری لکھا ہی اور شرف[14]
القضاۃ ابوالمفاخر عبد الغفور کردری امام الحنفیہ متوفی ۵۶۲ھ ہجری اور قاضی ظہیر الدین محمد بن
احمد بن عمر بخاری صاحب فتاوے ظہیریہ متوفی ۶۱۹ھ ہجری اور ابو[15] حنیفہ ثانی جمال الدین
محبوبی عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد متوفی ۶۳۰ھ ہجری اور جمال[16] الدین ابوالمحامد محمود بن احمد
بخاری حصیری شاگرد قاضیخان اوزجندی متوفی ۶۳۶ھ ہجری اور صدر[17] شہید ابومحمد حسام الدین
ہین یہ شاگرد صاحب ہدایہ کے ہین - شہادت انکی بماہ صفر ۵۳۶ھ ہجری سمرقند مین ہوئی
انکی شرح کتب خانۂ رامپور مین موجود ہی - اِن کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے نامی علما اسکے
شراح گزرے ہین بسبب طوالت کے اُن کے نام فروگذاشت کیے گئے - جامع صغیر
کو بآسانی حفظ کر لینے کی غرض سے اکابر علما نے اسکو نظم بھی کر ڈالا ہی نام اُن کے یہ ہین
امام شمس الدین احمد بن محمد عقیلی بخاری متوفی ۶۵۷ھ ہجری اور امام نجم الدین ابوحفص عمر
ابن محمد نسفی متوفی ۵۳۷ھ ہجری اور محمد بن محمد قبادی متوفی تقریباً ۶۳۰ھ ہجری یا ۶۲۶ھ ہجری
اور شیخ بدر الدین ابونصر محمود بن ابی بکر فراہی کی نظم ۶۱۷ھ ہجری مین تمام ہوئی - الحمد للہ کہ اس
زمانے مین کتاب متبرک امام محمد صاحب کی جامع صغیر چھپ گئی ہی کہ ہم لوگ اُس سے
منتفع ہوتے ہین مگر افسوس ہی کہ ایسے بڑے مجتہد کی کتاب کہ جسکی شرح بڑے بڑے نامی گرامی
فقہائے احناف نے لکھی ہی درس وتدریس مین نہین ہی اور نہ اسکی طرف علما اور حکام

وا مراور اُسا توجہ کرتے منیۃ المصلی اور شرح وقایہ سے کہین اسکی شان اور اعتبار زیادہ ہی۔

الجامع الکبیر یہ بھی امام مجتہد فقیہ محدث حضرت امام ثانی ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی حنفی متوفی ۱۸۷ھ ہجری کی یادگار رہی۔ اکابر فقہا کے نزدیک اسکا بڑا اعتبار رہی اسمین تمام مسائل فقہ جمع ہین۔ بجسب جامع مسائل فقہیہ ہونے سے کے اسکا نام بھی جامع کبیر رکھا گیا۔ اسی وجہ سے اکابر علما نے اسکی بھی بہت شرحین مثل جامع صغیر کے لکھی ہین اسمین اُنھین مسائل کو امام محمد رحمہ اللہ نے جمع کیا ہی جسکو بلا واسطہ کسی کے امام ابو حنیفہ سے اخذ کیا۔ سلطان معظم عیسی بن ابو بکر ایوبی بادشاہ شام متوفی ۶۲۶ھ ہجری نے بھی اسکی شرح لکھی تھی اس سلطان کی یہ عادت تھی کہ جو جامع کبیر کو حفظ کر لیتا اُسکو ایک سُو اشرفی دیا کرتا تھا اور جو جامع صغیر کا حافظ ہوتا اُسکو پچاس دینار دیا کرتا یہ سلطان کی قدردانی تھی حالانکہ اس کتاب کی عظمتِ شان کا اگر خیال کیا جائے تو یہ کچھ بھی قدردانی اور عزت افزائی حُفّاظِ جامعین نہ تھی۔ کم سے کم اسکے صلے مین اگر بادشاہ ہزار دینار دیتا تو سزاوار اسکی شان کا ہوتا پچاس سکۂ رائج الوقت تو جامع صغیر کے حافظ کو راقم الحروف بھی سُنیے کو آمادہ بیٹھا ہی بشرطیکہ اسکے ساتھ ایک سُو حدیث احکام کی بھی سناوے اور اُن دونون کے معانی بھی بتلاوے۔

شُرّاح جامع کبیر

اسکے بہت شارح متقدمین و متاخرین گزرے ہین از انجملہ جناب حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ ہجری اور فخر الاسلام بزدوی متوفی ۴۸۲ھ ہجری اور قاضی ابو زید عبید اللہ بن عمر دبوسی متوفی ۴۳۰ھ ہجری اور شمس الایمہ محمد بن عبد العزیز احمد حلوانی

متوفی ۴۲۹ھ ہجری اور شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی متوفی ۴۸۳ھ ہجری اور سلطان[6]
ملک معظم عیسی بن ابوبکر ایوبی صاحب الشام متوفی ۶۲۴ھ ہجری اور امام[7] ابوبکر جصاص
رازی متوفی ۳۷۰ھ ہجری اور امام[8] ابو نصر احمد بن محمد بن عتابی بخاری متوفی ۵۸۶ھ ہجری
اور امام[9] ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی محدث حنفی متوفی ۳۲۱ھ ہجری اور ابو عمرو[10] احمد بن محمد
طبری حنفی متوفی ۳۴۰ھ ہجری اور ابو عبداللہ[11] محمد بن یحییٰ جرجانی فقیہ متوفی ۳۹۸ھ ہجری اور
امام شیخ[12] الاسلام ابوبکر احمد بن منصور اسبیجابی متوفی تقریباً ۴۸۰ھ ہجری اور بعضون نے
وفات انکی بعد ۵۰۰ھ ہجری کے بتلائی ہی اور امام[13] ابوبکر محمد بن حسین مشہور بخواہرزادہ بخاری
متوفی ۴۸۳ھ ہجری اور امام[14] فخر الدین حسن بن منصور قاضیخان متوفی ۵۹۲ھ ہجری اور امام[15]
رکن الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن محمد کرمانی متوفی ۵۴۳ھ ہجری اور امام[16] برہان الدین علی
بن ابی بکر بن عبد الجلیل مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ ہجری اور قاضی[17] محمد بن حسین ارسابندی متوفی
۵۱۲ھ ہجری اور صدر[18] شہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز شہید ۵۳۶ھ ہجری اور امام[19] رضی الدین
ابراہیم بن سلیمان حموی منطقی رومی متوفی ۶۴۲ھ ہجری اور فخر[20] الدین عثمان بن علی زیلعی
متوفی ۷۴۳ھ ہجری اور ابن[21] ربوہ حنفی ناصر الدین محمد بن احمد دمشقی متوفی ۷۶۴ھ ہجری اور
امام[22] جمال الدین محمود بن احمد بخاری حصیری متوفی ۶۳۶ھ ہجری انکی شرح کتب خانۂ ریاست
رامپور مین موجود ہی جسوقت حصیری سے ملک معظم عیسی بن ابوبکر بادشاہ شام جامع کبیر
پڑھتے تھے اُسوقت حصیری نے یہ شرح لکھی تھی۔ اس شرح کا نام التحریر فی شرح جامع الکبیر
ہی۔ اور جامع کبیر مذکور کو ۶۱۵ھ ہجری مین احمد بن ابی المؤید محمودی نسفی نے نظم کیا ہی۔ اس
منظوم جامع کبیر کے ابیات پانچ ہزار پانچسو پچپن ہین اور اس منظوم جامع کبیر کی شرح امام
ابو القاسم محمود بن عبید اللہ حارثی متوفی ۶۰۶ھ ہجری نے کی ہی اور جامع کبیر کو علامہ احمد

ابن عثمان بن ابراہیم صبیح ترکمانی متوفی ۷۴۴ھ ہجری نے بھی نظم کیا ہے اور یہی ترکمانی اصل جامع کبیر کے شارح بھی ہیں اور اسی جامع کبیر کو علامہ ابوالحسن علی بن خلیل دمشقی متوفی ۶۵۱ھ ہجری نے نظم کیا ہے۔

جامع کبیر بلخی مصنفہ ابوالحسن عبیداللہ بن حسین کرخی حنفی متوفی ۳۴۰ھ ہجری ہے حقیقت میں یہ جامع کبیر امام محمد کے جامعین کا خلاصہ ہے۔ فقہانے اس نام کی بہت سی فقہ کی کتابیں تصنیف کی ہیں ازانجملہ جامع کبیر فخرالاسلام بزدوی کی اور جامع کبیر ابوالحسن اسبیجابی کی اور جامع کبیر شیخ الاسلام علاءالدین سمرقندی کی اور جامع کبیر صدر حمید اور فخرالدین قاضیخان اور عتابی اور رقبادی وغیرہم بھی ہے۔

الجامع الکبیر فی الفتادی امام ناصرالدین ابوالقاسم محمد بن یوسف سمرقندی متوفی ۵۵۶ھ ہجری کی تصنیف سے ہے۔

جامع المسائل یہ فقہ میں ایک بڑی کتاب ہے متقدمین کی کتابوں سے انتخاب کرکے نفس مسائل جنکی احتیاج عام طور سے ہوا کرتی ہے قطع نظر دلائل کے اسمیں جمع کیے گئے ہیں مصنف نے خود اسکے دیباچہ میں ذکر کردیا ہے کہ دلائل کا ذکر اس کتاب میں اس لیے چھوڑدیا کہ دلائل کے بیان سے کتاب بڑی ہو جاتی ہے اور یہ مقصود کے خلاف تھا شروع اسکا یوں ہے الحمد للہ الذی اخرج اسراح العلماء من کتم العدم مصنف اسکے علامہ مصطفے شمس الدین اختری حنفی متوفی ۹۶۸ھ ہجری ہیں اس مصنف کی شہرت ام الفتاوی کے ساتھ تھی۔

جامع الفصولین یہ کتاب فصول العمادی اور فصول الاستروشنی کا مجموعہ ہے مصنف اسکے علامہ شیخ بدرالدین محمود بن اسرائیل یا اسمعیل بن عبدالعزیز ہیں

یہ میر سید شریف کے ہم سبق تھے انکو ابن قاضی سماوہ کہتے تھے۔ بعضون نے کہا ہی کہ یہ ۸۲۳ھ ہجری مین انتقال کر گئے اور صاحب کشف الظنون نے انکی وفات ۸۱۸ھ ہجری مین بتلائی ہی واللہ اعلم بالصواب۔

جامع المضمرات اور اسکو مضمرات بھی کہتے ہین۔ یہ کتاب قدوری کی شرح ہی مصنف اسکے جمال الدین یوسف بن محمد بن عمر بن یوسف صوفی گازرونی معروف بہ شیخ عمر بزاز ہین یہ کتاب (۴۰۲) صفحون کی کتب خانۂ ریاست رامپور مین موجود ہی۔ کشف مین لکھا ہی کہ یہ مختصر قدوری کی شرح ہی۔ مصنف اسکے یوسف بن عمر صوفی ہین۔

الجامع یہ فقہ کی معتبر کتاب ہی یہ کتاب امام ابوحنیفہ امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی تابعی متوفی ۱۵۰ھ ہجری کے پوتے کی تصنیف ہی۔ جنکا نام قاضی اسمٰعیل بن حماد بن امام ابوحنیفہ متوفی ۲۱۲ھ ہجری ہی۔ بشر بن غیاث کی روایت سے یہ کتاب شائع ہوئی ہی۔

جمع التفاریق یہ فقہ کی کتاب ہی مصنف اسکے امام زین المشایخ ابو الفضل محمد بن ابوالقاسم بقالی خوارزمی حنفی متوفی ۵۶۲ھ ہجری ہین۔ کذا فی کشف الظنون۔

جوامع الفقہ یہ فقہ کی کتاب بڑی چار جلدون مین ہی۔ مصنف اسکے علامہ ابونصر احمد بن محمد عتّابی حنفی متوفی ۵۸۶ھ ہجری ہین۔

جواہر الفقہ یہ فقہ کی کتاب ہی مصنف اسکے صاحب ہدایہ کے بیٹے ہین نام انکا نظام الدین تھا اسکی ترتیب مثل ترتیب ہدایہ کے ہی فصول عمادیہ مین اس کتاب سے بھی نقل کی ہی جیسا کہ بتیسوین فصل مین فصول کی لکھا ہی و فی جواہر الفقہ لعمر شیخ الاسلام نظام الدین وقد جمع فیہ بین مختصرات

کتب اصحابنا کالتجرید وجمع الصغانی سوی ما ذکر فی بدایۃ والدہ

اھ جواہر الفقہ کا شروع یون ہی الحمد للہ الذی اظہر الدین القویم اسمین شیخ الاسلام عمر نظام الدین نے اُن مسائل کو جمع اور ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہی جو مختصر طحاوی اور تجرید اور مختصر جصاص اور ارشاد اور مختصر مسعودی اور موجز الفرغانی اور خزانۃ الفقہ اور جمل الفقہ مین ہین۔

الجوہرۃ النیرۃ اسکو جوہرۂ نیرہ بھی کہتے ہین یہ مختصر قدوری کی شرح ہی جو سراج وہاج سے مختصر کی گئی ہی قدوری کے بیان مین اس کا حال معلوم ہوگا۔

جامع الرموز مختصر الوقایہ یعنی نقایہ کی شرح شمس الدین قہستانی کی ہی مگر چندان معتبر نہین ہی اسکا پورا حال نقایہ کی شرح مین حرف النون مین ذکر کیا جائیگا۔

جہد المقل اس کتاب مین احکام ومسائل فقہ بطور سوال وجواب کے ہین مگر اسمین ابواب کی کچھ ترتیب نہین ہی۔ مصنف اسکے شیخ عبد اللہ بن ملا محمد مکی بن فرخ مفتی مکۂ مکرمہ ہین۔ یہ کتاب ۱۰۸۰؁ ہجری مین لکھی گئی ہی۔ کتب خانۂ ریاست رامپور مین اسکا ایک نسخہ (۲۰۰) صفحون کا موجود ہی مگر آخر مین کچھ اوراق نہین ہین۔

چہار باب یہ کتاب نہایت مقبول ومتبرک ومستند ہی مصنف اس کے حضرت شاہ اہل اللہ صاحب برادر مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہین اسمین پہلے عقائد لکھے ہین اُسکے بعد مسائل فقہیہ متعلق نماز روزہ کو بیان کیا ہی اور خاتمہ مین نصائح دینیہ کا ذکر ہی۔ یہ کتاب قابل درس بالخصوص بچون کو ابتداءً پڑھانا نہایت

مناسب ہی اسکے مؤلف شاہ اہل اللہ صاحب رحمہ اللہ کو علم طب مین دستگاہ خاص حاصل
تھی چنانچہ طب مین بھی آپ کے رسائل موجود ہین۔ یہ کتاب چھپ بھی گئی ہی۔

حرف الحاء المهملة

حصر المسائل یہ کتاب فقہ مین ہی مصنف اس کے امام ابو اللیث نصر بن محمد
سمرقندی حنفی فقیہ متوفی ۳۸۲ھ ہجری ہین۔

حاوی الحصیری حنفیون کی بڑی مستند و معتبر کتاب ہی اسمین مشایخ کے
بہت سے فتوے جمع کیے گئے ہین۔ مصنف اسکے امام محمد بن ابراہیم بن یونس
حصیری حنفی متوفی ۵۰۰ھ ہجری ہین۔ یہ حصیری شمس الائمہ سرخسی کے شاگرد رشید تھے۔
ملا کاتب چلپی نے اسکی شان مین فرمایا ہی یرجع الیه و یعتمد علیه اسکی طرف رجوع
کرنا اور اسپر اعتماد کرنا چاہیے۔ کذا فی کشف الظنون۔

الحاوی القدسی فقہ کی کتاب ہی مصنف نے اس کتاب کو تین قسم
پر مرتب کیا ہی۔
پہلی قسم مین اصول دین کو بیان کیا ہی۔
دوسری قسم مین اصول فقہ کو بتلایا ہی۔
تیسری قسم مین مسائل فقہیہ کو ذکر کیا ہی اور اسمین ضروری مسائل بہت بیان کیے
ہین مصنف اسکے قاضی جمال الدین احمد بن محمد نوح قابسی غزنوی حنفی متوفی تخمیناً
۶۰۰ھ ہجری ہین اسکو قدسی اس لیے کہتے ہین کہ اسکو قدس (بیت المقدس)
مین تصنیف کیا ہی۔

حاوی الزاہدی مصنف اسکے شیخ ابو الرجا نجم الدین مختار بن محمود زاہدی غزمینی حنفی معتزلی متوفی ۶۵۸ھ ہجری ہین۔ یہ کتاب ایک جلد مین ہی اسکو اپنے اُستاد کی کتاب منیۃ الفقہا سے مسائل انتخاب کر کے جمع کیا ہی۔ اور منیۃ الفقہا مین جو مسائل خوارزمی زبان مین تھے اُن کا ترجمہ عربی زبان مین اسمین کر دیا ہی۔ اسکا نام حاوی مسائل الواقعات والمنیۃ رکھا ہی۔

حمایہ یہ وقایہ کی شرح ہی۔

حرف الخاء المنقوطة

خزانۃ الاکمل یہ فقہ کی جامع کتاب چھ جلدون مین ہی اسکے مصنف ابو یعقوب یوسف بن علی بن محمد جرجانی حنفی نے اسکے دیباچہ مین بیان کیا ہی کہ یہ کتاب حنفیون کے کل مصنفات فقہیہ مسائل کو حاوی ومحیط ہی اور سب کا حل اسمین ہی۔ اس کتاب کو اس طرز سے لکھا ہی کہ پہلے مسائل کافی کے پھر جامعین کے پھر زیادات کے پھر مجرد ابن زیاد اور مجرد کرخی اور شرح طحاوی اور عیون المسائل وغیرہ کے بالترتیب لکھے ہین ابتدائے تالیف اس کتاب کی بروز عید اضحیٰ ۵۲۲ھ ہجری مین ہوئی۔

خزانۃ الروایات اِسکے مصنف قاضی جکن حنفی ہندی نے اس کتاب مین عام مسائل اور غریب روایتون کے جمع کرنے مین اپنی عمر صرف کر دی ہی اور کتاب العلم سے اسکو اسواسطے شروع کیا کہ وہ اشرف العبادات ہی۔ مصنف رحمہ اللہ نے بہت مشقت سے اسکو مرتب کیا ہی یہ کتاب ایک جلد مین ہی شروع اس کا یون ہی الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان۔ مصنف اسکے قصبۂ کن کے

رہنے والے تھے جو گجرات کے علاقہ مین ہی۔ یہ کتاب کتب خانۂ رامپور مین موجود ہی۔

خزانۃ الفقہ فقہ مین ایک مختصر کتاب کنز الدقائق کی طرح ہی مصنف اسکے امام ابو اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۳ھ ہجری ہین۔ یہ بھی کتب خانۂ رامپور مین موجود ہی۔

خزانۃ المفتیین یہ کتاب فقہ کی بڑی ایک جلد مین ہی بڑی بڑی فقہ کی معتبر کتابون سے روایات متقدمین اور مختارات متاخرین بلا ذکر اختلاف کے اسمین جمع کیے گئے ہین ماخذ اسکا ہدایہ اور نہایہ اور قاضیخان اور خلاصہ اور ظہیریہ اور شرح طحاوی وغیرہا ہی۔ بماہ محرم ۷۳۰ھ ہجری مین یہ کتاب تالیف ہوئی ہی مصنف اسکے شیخ امام حسین بن محمد سمعانی حنفی ہین انھین حضرت کی تصنیف کتاب شافی شرح کافی بھی ہی۔ یہ پوری کتاب ۷۶۳ھ ہجری کی لکھی ایک ہزار صفحے کی عالمگیر کے کتب خانہ کی اِسوقت کتب خانۂ ریاست رامپور مین موجود ہی۔ اور اُسپر عالمگیر بادشاہ کی مہر بھی ثبت ہی۔

خزانۃ الواقعات یہ فقہ کی معتبر کتاب ہی۔ کتاب خلاصہ کا یہ بھی ماخذ ہی۔ مصنف اسکے شیخ امام افتخار الدین طاہر بن احمد بخاری حنفی متوفی ۵۴۲ھ ہجری ہین یہ حضرت خلاصۃ الفتاویٰ اور خزانۃ الفتاویٰ کے مؤلف ہین۔

خزانۃ الواقعات یہ بھی فقہ کی ایک مختصر اور مشہور کتاب ہی جس کو واقعات ناطفی کہتے ہین۔ مصنف اسکے شیخ احمد بن محمد بن عمر ناطفی حنفی متوفی ۴۴۶ھ ہجری ہین۔

الخصال مصنف اس کے ابو ذر طرسوسی ہین اس نام کی فقہ کی کتاب

شافعیون اور مالکیون کے مذہب کی بھی ہی اسکے شروع مین کچھ اصول کے مسائل بھی مذکور ہین اور اسکا نام مصنف نے الاقسام والخصال رکھا ہی۔

خصائل یہ بہت بڑی کتاب فقہ کی تصنیف نجم الدین عمر بن محمد نسفی حنفی متوفی ۵۳۷ھ ہجری کی ہی اور خصائل خصلۃ کی جمع ہی جسکے معنی گوشت کے بڑے ٹکڑے کے ہین جیسا کہ قاموس مین ہی۔ یعنے اس کتاب مین بڑے بڑے معرکۃ الآرا مسائل لکھے ہین۔

خزانۃ الفتاوی اسکے مصنف امام افتخار الدین طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری متوفی ۵۴۲ھ ہجری ہین۔

خلاصۃ المفتی فقہ کی کتاب ہی مصنف اسکے امام سید ناصر الدین ابو القاسم بن یوسف سمرقندی حنفی ہین۔

خلاصۃ الدلائل فی تنقیح المسائل یہ مختصر قدوری کی شرح ہی یہ مختصر سی شرح بڑی مفید ہی۔ اسپر ابن صبیح نے تین حاشیے لکھے ہین۔

حرف الدال المہملۃ

الدُّرُّ المختار یہ ایک جلد ضخیم شرح تنویر الابصار کی ہی اُسکے مصنف علامہ محمد علاء الدین حصکفی مفتی شام ہین اور یہ مصنف علامہ صاحب بحر الرائق کے شاگردون مین ہین۔ شیخ خیر الدین رملی صاحب فتاویٰ نے جو آپکے اُستاد ہین آپ کی سند مین آپ کی بہت ہی تعریف لکھی ہی اور یہ اقرار کیا ہی کہ آخر مین مین نے بھی اُن سے حدیث پڑھی ہی (۶۳) سال کی عمر مین ۱۰ ماہ شوال ۱۰۸۸ھ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا۔

شیخ مقبول تاریخ وفات ہی- اس کتاب کا حاشیہ علامہ شہاب الدین سید احمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۳ھ ہجری نے چار جلدون مین لکھا ہی اور مطبوعۂ بولاق مصر ملتاہی ۱۲۸۲ھ ہجری مین چھپا تھا۔ کتب خانۂ ریاست رام پور مین موجود ہی اور نیز علامہ محقق نامی مولانا محمد امین بن عمر معروف با بن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ ہجری نے چھ جلدون مین لکھا ہی جو کئی بار مصر اور ہند مین چھپ چکا ہی اور اسکا تکملہ شامی کے بیٹے نے ایک مجلد کلان مین لکھا ہی اور راقم الحروف کے پاس مطبوعہ ایک نسخہ موجود بھی ہی- علامہ شامی جزاہ اللہ خیرا و شکر سعیہ نے بڑی نفیس تحقیق سے یہ حاشیہ لکھا ہی-

در الکنوز مصنف اسکے علامہ فقیہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ ہجری ہین اس رسالے مین شرنبلالی نے شروط تکبیر تحریمہ اور نماز کے چالیس فرضون کو بڑی حسن وخوبی کے ساتھ بیان کیا ہی جو اور کسی رسالے مین ایک جا جمع نہین کیے گئے اور واجبات اور سنن نماز کے متعلق بھی اچھی تحقیق کی ہی اور امامت کے شروط اور اقتدا کے قواعد کو بھی بیان کیا ہی-

تحقیق لفظ شُرُنْبُلالی- بضم شین ورا و سکون نون وضم بائے موحدہ یہ نسبت خلاف قیاس شبرابلولہ شہر کی طرف ہی جو ملک مصر مین واقع ہی اور موافق قیاس کے شبرابلولی ہونا تھا کذا فی خُلاصَة الاثر اور علامۂ طحطاوی نے حاشیۂ مراقی الفلاح مین لکھا ہی کہ یہ نسبت شبرابلول شہر کی طرف ہی جیسا کہ خود مصنف نے درالکنوز کے اخیر مین لکھا ہی-

دستور القضاة یہ فقہ کی کتاب قلمی عربی عبارت مین ایک سو ورق کی ہی- اس کتاب مین بائیس باب ہین- اسکے مصنف کا نام صدر بن رشید بن

صدر تبریزی ہی۔ اسکا شروع یون ہی الحمد للہ الذی اعاننی علی جمع المسائل
یہ کتاب مولانا سخاوت علی جونپوری کے کتب خانے مین موجود ہی۔

درر البحار الزاہرۃ یہ فقہ مین ایک منظومہ ابن عینی حنفی کی تصنیف سے چار ہزار ایک سو چھپن بیت مین ہی شروع اسکا یون ہی بدأت بسم اللہ نظماً تقولا پھر خود مصنف نے اسکی شرح بھی لکھدی ہی شرح کا شروع یون ہی احمد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ واشکرہ علی نعمہ العظام اسکا زبانی یاد کرلینا مفتی کو ضروری ہی مگر یہ کتاب ملتی نہین ہی۔

درر البحار یہ ایک فقہ کا مختصر متن مشہور ہی شروع اسکا یون ہی الحمد للہ الذی فقہ قلوب المؤمنین مصنف اسکے شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد ابن یوسف بن الیاس قونوی دمشقی حنفی متوفی ۷۸۸ھ ہجری ہین۔ یہ متن ایمۂ اربعہ کے مذاہب کا حاوی ہی۔ اسکی تصنیف سے اواخر ماہ جمادی الاولی ۷۴۲ھ ہجری مین مصنف فارغ ہوئے ڈیڑھ ماہ تک اسکی تصنیف مین مصنف مشغول رہے اس متن کی پانچ شرحین ہین۔

ایک شرح زین الدین ابو عبد الرحمن بن ابو بکر عینی حنفی متوفی ۸۹۳ھ ہجری کی ہی۔

دوسری شرح عبد الوہاب بن احمد (ابن وہبان) صاحب منظوم وہبانیہ متوفی ۷۶۸ھ ہجری کی ہی۔

تیسری شرح شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن محمود بخاری کی ہی اور اسکا نام غرر الاذکار رکھا ہی۔

چوتھی شرح کئی جلد ون مین مصنف علام کی زندگی ہی مین شہاب الدین احمد بن

محمد بن خضر متوفی ۸۵۰ھ ہجری نے لکھی ہے-

پانچوین شرح شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ھ ہجری کی ہے اور اس متن کو نظم مین ابن المحاسن حُسام الدین رہاوی نے کیا ہے اور اُسکا نام البحار الزاخرۃ رکھا ہے- اس کتاب کی جہان تک تعریف کیجائے کم ہے کہ اکابر علما کی منظور نظر ہے-

درر الحکام فی شرح غرر الاحکام اسی کو درر مولانا خسرو کہتے ہین اور درر و غرر فقہ کی مشہور کتاب ہے اور یہ کتاب راقم الحروف کے پاس بھی موجود ہے یہ کتاب استنبول مین دو جلدون مین چھپ بھی گئی ہے اسکے مصنف ملا محمد بن فرامرز مشہور ملا خسرو متوفی ۸۸۵ھ ہجری ہین یہ کتاب ۸۸۳ھ ہجری مین تصنیف ہوئی ہے- اس کتاب پر مولانا حسن بن عمار مصری شرنبلالی نے حواشی لکھے ہین جو درر حاشیہ پر چھپے ہوئے موجود ہین حاشیہ مین شرنبلالی نے مسائل شرح کو خوب بسط و تحقیق کے ساتھ ذکر کر دیا ہے اور مفتیون کے بڑے کام کی یہ کتاب ہے-

حرف الذال المنقوطة

ذخیرۃ الفتاویٰ اسی کو ذخیرۂ برہانیہ بھی کہتے ہین- یہ فقہ مین بہت مستند کتاب ہے اور اس مجموعہ کا نام مصنف نے الذخیرۃ رکھا ہے اسکا ذکر فتاوے مین کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ-

الذخائر الاشرفیہ فی الالغاز الحنفیہ بطور چیستان کے مسائل فقہیہ اسمین ہین اور حل تعری بھی ہے اس کتاب کی تعریف مین اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اسکے مصنف علامہ عبد الرحمن بن محمد بن شحنہ حنفی متوفی ۹۲۱ھ ہجری ہین- اور ابن نجیم مصری نے

اشباہ ونظائر کے فن رابع مین اسکا مضمون انتخاب کر کے مندرج کیا ہی اور راقم الحروف کے پاس یہ عمدہ کتاب طائی علی الکنز کے حاشیہ پر موجود ہی۔ راقم الحروف کا ارادہ اسکو اردو زبان مین کرنے کا ہی۔ خداوند کریم اسکی توفیق عنایت فرمائے تاکہ اسکا نفع تام عام ہو۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

ذخیرۃ الملوک یہ فقہ کی کتاب فارسی زبان مین خوشخط لکھی ہوئی ایک بڑی جلد مولانا سخاوت علی جونپوری کے کتب خانے مین موجود ہی۔ اس کتاب مین دس باب ہین۔ اسکے مصنف کا نام میر سیّد علی بن شہاب ہمدانی ہی۔

ذخیرۃ العقبیٰ یہ حاشیہ اخی چلپی علامۂ یوسف کا شرح وقایہ پر ہی اسکا حال وقایہ کے بیان مین دیکھنا چاہیے۔ مصنف محشی نے اس حاشیہ کو دس برس مین لکھا ہی۔

ذخر المتاہلین والنساء فی تعریف الاطہار والدماء اسکی تعریف مین اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ اسکے مصنف علامۂ محقق مولانا برکلی رومی اعنی مولانا فاضل محمد بن پیر علی متوفی ۹۸۱ھ ہجری ہین اسکا شروع یون ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الرِّجَالَ عَلَی النِّسَاءِ قَوَّامِیْنَ مصنف نے اس کتاب کو آٹھوین ذی الحجہ ۹۷۹ھ ہجری مین ختم کیا ہی۔

اِس کتاب مین مسائل حیض اور حکم جنابت اور حدث اور اعذار شرعیہ کا بیان ہی۔ اسمین ایک مقدمہ اور چھ فصل اور ایک تذنیب ہی مقدمہ مین دو نوع ہین۔ نوع اول مین اُن الفاظ کے معانی اور تفسیر ہین جو اس بارہ مین مستعمل ہین۔ نوع دوم مین قواعد کلیہ کا بیان ہی۔ فصل اول مین دماء ثلثہ کی ابتدائی حالت کا بیان ہی۔ اور فصل دوم مین مبتدئہ اور معتادہ عورت کا بیان ہی۔ اور فصل سوم مین انقطاع حیض کا بیان ہی۔ اور فصل چہارم مین استحاضہ کا بیان ہی۔ اور فصل پنجم مین نماز کا بیان ہی۔ اور فصل ششم مین احکام شرعیہ کا

بیان ہےجو اسکے متعلق ہین اور تذنیب مین حکم جنابت اور حدث اور عذر معذور کا بیان ہے۔

حرف الراء المہملۃ

رفع الغشاء عن وقت العصر والعشاء اسکے مصنف زین العابدین ابراہیم معروف بابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ ہجری ہین یہ رسالہ بھی صاحب بحر رائق کی عمدہ تصنیفات سے ہے۔

الرقیات اسمین وہ مسائل ہین جنکو محمد بن سماعہ نے امام محمد بن حسن شیبانی سے رقہ مین روایت کی ہے اور یہ کتاب شہر رقہ مین ہارون رشید خلیفہ عباسی کے وقت مین لکھی گئی ہے مصنف اسکے حقیقت مین امام محمد بن حسن ہین اور جامع اسکے ابن سماعہ ہین۔

رمز الحقائق یہ کنز الدقائق کی شرح ہے مصنف اسکے قاضی بدرالدین محمود ابن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ ہجری ہین۔

الروضۃ یہ فقہ حنفی کی ایک مختصر کتاب ہے۔ باوجود چھوٹی ہونے کے اسمین فوائد بہت ہین۔ اسمین مسائل جزئیہ نادر نادر ہین یہ ناطفی حنفی متوفی ۴۴۶ھ ہجری کی تصنیفات سے ہے۔

فائدہ علامۂ ناطفی کا نام فقیہ ابو العباس احمد بن محمد بن عمر ہے۔ انھون نے فقہ مین اور بھی ایک کتاب بہت عمدہ ہدایہ نام کی تصنیف کی ہے اور واقعات ناطفی ایک معتمد اور مشہور فتاوے بھی انھین کی تصنیف سے ہے۔

حرف الزاء المنقوطة

الزیادات یہ فقہ کی کتاب ہے جسکے مصنف امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ سنہ ہجری ہین اسکا نام زیادات کیون رکھا اسمین کئی قول ہین۔

ایک یہ کہ امام محمد صاحب امام ابو یوسف کے درس مین ہمیشہ شریک ہوا کرتے اور انکی تقریرون کو لکھا کرتے تھے۔ ایک روز امام ابو یوسف کی زبان سے یہ بات نکل گئی کہ ان مسائل کی تخریج محمد کے لیے مشکل ہے۔ یعنے اسکو ترتیب کے ساتھ مرتب کرنا اور باب باب بنا دینا دشوار کام ہے جب یہ خبر امام محمد نے سُنی تو اُن تقریرون کو مرتب کر ڈالا اور بھی مسائل جزئیات بطور تفریعات کے زیادہ کر کے باب باب علیحدہ علیحدہ بنا دیے اور اس مرتب مسائل کے مجموعہ کا نام زیادات رکھا یعنے ابو یوسف کی تقریرون پر یہ زیادہ کیے ہوئے مسائل جزئیات ہین۔

دوسرے یہ کہ امام محمد صاحب جب جامع کبیر کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو اُن کو بہت سے جزئیات مسائل یاد پڑے جو جامع کبیر کے لکھتے وقت یاد نہ پڑے تھے سو اُن کو پھر جمع کیا اور اُس مجموعہ کا نام زیادات رکھا یعنے جامع کبیر کے مسائل سے زیادہ یہ مسائل ہین۔

تیسرے یہ کہ امام ابو یوسف کے اَمالی کو اصل قرار دیکر امام محمد ایک باب بنا کر اُسکے تکمل ہو جانے کی غرض سے اُسمین وہ مسائل زیادہ کرتے تھے جو امام ابو یوسف کی تقریرون مین مذکور نہوتے جب یہ تقریر و تحریر ختم ہو چکی تو اُس مجموعہ کا نام زیادات رکھا بایں معنی کہ ابو یوسف کے کلام پر یہ زیادہ کیے گئے ہین۔

اور اس زیادات کے ابواب اسلیے مرتب نہین ہین کہ امام محمد نے امام ابو یوسف کے درس مین جانا ترک کر دیا تھا۔ جن مضامین کی تقریر بطریق املا ابو یوسف نے کی تھی اُنھین کو امام محمد نے جمع کر کے اور مسائل اُن پر بڑھا دیے اور اس زیادات کو کتاب الزیادات بھی کہتے ہین۔

زیادات الزیادات یہ بھی امام محمد کی تصنیف سے ہی زیادات کی تصنیف کرنے کے بعد اُن کو پھر اور بہت سے ایسے مسائل یاد پڑے جنکو زیادات کے لکھتے وقت بھول گئے تھے پھر اُن کو لکھکر سات بابون پر مرتب کیا۔

ذکر شُرّاح زیادات

زیاداتِ امام محمد صاحب کی شرح امام قاضی خان حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفی ۵۹۲ ہجری نے کی ہی۔ اور ابُو حفص سراج الدین عمر بن اسحٰق ہندی متوفی ۷۷۳ ہجری نے بھی شرح کی ہی۔ اور یہ شرح ناتمام رہگئی تھی۔ اور حاکم شہید نے بھی زیادات کی شرح لکھی ہی جیسا کہ ابن نجیم نے بحر رائق کی کتاب الدعوی مین ذکر کیا ہی۔ اور شمس الایمہ بزدوی نے بھی زیادات کی شرح لکھی ہی اور امام ابو القاسم احمد بن محمد بن عمر عتّابی متوفی ۵۸۶ ہجری نے بہت نفیس شرح لکھی ہی اور انھون نے خود بھی ایک کتاب بنام زیادات تصنیف کی ہی۔ اور فتاوے عتابیہ بھی اِن کا یادگار ہی

زاد المسافر یہ فقہ کی کتاب فتاوے تاتارخانیہ کے نام سے مشہور ہی مصنف اسکے جناب فقیہ عالم بن علا حنفی متوفی ۷۸۶ ہجری ہین۔

زاد الفقیر یہ فقہ مین ایک مختصر متن ابن ہمام کی تصنیف سے ہی۔ ابن ہمام کا

نام کمال الدین محمد بن عبد الواحد متوفی ۸۶۱ھ ہجری ہو اور اس متن کی شرح صاحب تنویر الابصار
محمد بن عبد اللہ تمرتاشی متوفی ۱۰۰۴ھ ہجری نے کی ہو اِن کے سوا اور بھی عالمون نے
اسکی شرحین لکھی ہین۔

زینۃ المصلی مؤلف اسکے حضرت والد ماجد مولانا کرامت علی جونپوری
مرحوم و مغفور متوفی ۱۲۹۰ھ ہجری ہین۔ اِس کتاب مین نمازون کے سنن و آداب کا بزبان اردو
مفصل ذکر ہو اور ہر نمازون کی نیت کا بیان بھی جدا جدا ہو۔ نمازیون اور کم استعداد والے
کے واسطے یہ چھوٹی سی کتاب مثل رہبر کامل کے ہو۔ یہ کتاب نہایت ہی مفید اور معتبر
ہو کلکتہ و دیگر مطابع مین یہ کتاب چھپ بھی گئی ہو۔

زبدۃ المناسک مصنفۂ مولانا حاجی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی ہو۔
اسمین بزبان اُردو عام فہم حج کے احکام و مسائل شامی اور فتح القدیر اور فتاوے عالمگیری
سے لکھے ہین۔ یہ کتاب (۶۴) صفحون کی بہت مفید اور مختصر کتاب ہو۔

حرف السین المہملۃ

السیر الکبیر یہ امام محمد صاحب کی اخیر تصنیف ہو عراق کے سفر سے مراجعت
کرنے کے بعد اس کتاب کو تصنیف کیا اسمین امام ابو یوسف کا کہین صراحۃً ذکر نہین
کیا اس کتاب کی تصنیف کے قبل اِن دونون صاحبون مین کچھ شکررنجی ہو چکی تھی۔
اور جہان کہین امام ابو یوسف کی روایت کی حاجت معلوم ہوئی وہان بطریق کنایہ
اَخْبَرَنِی الثِّقَۃُ کر کے ذکر کیا ہو اور مراد ثقہ سے ابو یوسف ہین۔ اِسکی تصنیف
کا یہ سبب ہوا کہ اوزاعی نے امام محمد کی سیر صغیر کو دیکھکر کہا کہ یہ کسکی تصنیف ہو

لوگون نے کہا کہ محمد عراقی کی ہے۔ یہ سنتے ہی بیساختہ اوزاعی کی زبان سے نکل گیا کہ عراق والون کو اس باب مین تصنیف سے کیا نسبت۔ اس لیے کہ اُن لوگون کو سیر کا علم نہین ہے جب یہ خبر امام محمد کو پونہچی کہ اوزاعی نے ایسا کلام کیا تو امام نے سیر کبیر تصنیف کی اتفاقاً اسکو بھی اوزاعی نے دیکھا اور کہا کہ اگر اسمین احادیث مرویہ نہوتین تو مین کہتا کہ اسکا مصنف اپنی طرف سے علمی باتین بنا کر کہتا ہے۔ غرض کہ امام محمد صاحب نے اس سیر کبیر کو ساٹھ جلدون مین لکھوایا۔ اس سیر کبیر کی شرح امام شمس الایمہ سرخسی متوفی ۴۸۳ھ ہجری نے دو بڑی جلدون مین کی ہے اسکی اوزجند مین ابتدا ہوئی اور مصنف نے وہین اسکو قید خانے مین تصنیف کیا ہے۔ اور بماہ جمادی الاولی ۴۸۰ھ ہجری مرغینان مین یہ کتاب ختم ہوگئی۔

السراج الوہاج یہ مختصر قدوری کی شرح ہے اس کا ذکر قدوری کے ساتھ کیا جائے گا انشاءاللہ تعالی۔

السراجیۃ یہ فتاوے کی کتاب ہے اس سے بھی تاتارخانیہ مین نقل کرتے ہین یہ منیۃ المصلی کے ماخذون مین سے ہے اس کا مختصر حال فتاوے مین کیا جائیگا انشاءاللہ تعالی۔

سلالۃ الہدایۃ یہ میر سید شریف کی شرح ہدایہ کا مختصر ہے۔ مصنف اسکے ابراہیم بن احمد موصلی متوفی بعد ۰۰ھ ہجری ہین۔

حرف الشین المنقوطۃ

شافی یہ کافی کی شرح ہے مصنف اسکے شیخ ابوالبقا محمد بن احمد ضیا مکی متوفی ۸۵۴ھ ہجری ہین۔

شامل یہ فقہ کی مفید کتاب دو جلدون مین ہی۔ مصنف اسکے ابو القاسم اسمٰعیل بن حسین بیہقی حنفی ہین اسمین مسائل اور فتاوے مبسوط اور زیادات سے منتخب کر کے جمع کیے گئے ہین۔

شامل الغزنوی اسمین جزئیات مسائل بہت ہین اسکے مصنف ابو حفص سراج الدین عمر بن اسحٰق غزنوی ہندی حنفی متوفی ۷۷۳ھ ہجری ہین اور شامل شافعیون کی فقہ کی بھی ایک مستند کتاب ہی مصنفہ ابن صباغ شافعی کی ہی۔ اور اسی طرح مالکیون کے مذہب کی بھی ایک کتاب اسی نام کی بہرام بن عبداللہ دمیری کی تصنیف سے ہی۔ جب کسی جگہ شامل کتاب کا حوالہ دیا جائے تو خوب غور کر لینا چاہیے کہ کون سی شامل کی یہ عبارت ہی تاکہ کسی مسائلے مین دھوکا نہو۔

شرح اوراد اسمین نہایت بسط کے ساتھ مسائل فقہیہ ہین اسکا ایک نسخہ قلمی راقم الحروف نے استاذی المکرم مولانا ابو الجلال محمد اعظم چریاکوٹی کے کتب خانے مین دیکھا ہی ولیکن کئی صفحے ابتدا کے نہین ہین یہ کتاب کتب خانون مین موجود ہی اسمین مسائل فتاوے سراجیہ و قاضیخان و تجنیس و عمدۃ الابرار و بدایۃ الفقہ و ذخیرہ و فوائد الفواد و بیان الاحکام و کافی و صلوٰۃ النخشبی و مفاتیح المسائل و ہدایہ و جوامع الفقہ و تہذیب و محیط و فتاوے الحجۃ و صلوٰۃ المسعودی و مضمرات و قوت القلوب و ینابیع و جامع صغیر خانی و حیرۃ الفقہا و کفایۃ الفقہا و ظہیریہ و روضۃ العلما و ترغیب الصلوٰۃ وغیرہا سے خوب تصریح کے ساتھ لکھے ہین۔

حرف الضاد العربیۃ

ضمانات یہ فقہ کی کتاب ہی اسکے مصنف مولانا فضیل بن علی جمالی متوفی

۹۹۱ھ ہجری مین یہ کتاب چار جلدون مین ہی

ضوء السراج یہ فرائض سراجیہ کی شرح ہی۔

حرف الطاء المہملة

الطریق والوسائل الی معرفة احادیث خلاصة الدلائل یہ خلاصة الدلائل مختصر قدوری کی شرح کا حاشیہ ہی اسمین جتنی حدیثین ہین انکی جانچ کے بعد یہ تبلایا گیا ہی کہ اس حدیث کا فلان راوی ہی اور یہ حدیث فلان کتاب مین ہی اسیطرح کل حدیثون کی تنقید و تخریج کردی ہی تاکہ کسی کو یہ شک نہو کہ مذہب حنفی کی بنا محض قیاس و رائے پر ہی اور حدیث نبوی کے خلاف ہی اس کتاب کے مصنف کا نام ابن صبیح احمد بن عثمان ترکمانی متوفی ۷۴۴ھ ہجری ہی یہ حاشیہ ترکمانی کا تیسرا حاشیہ ہی جسے انھون نے خلاصة الدلائل پر لکھا ہی اور یہ حاشیہ ۷۳۰ھ ہجری مین صاف کیا گیا۔

حرف العین المہملة

عیون المسائل یہ فقہ کی مستند کتاب فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ ہجری کی تصنیف ہی۔ اسی نام کی ایک کتاب ان کے پہلے ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی متوفی ۳۱۹ھ ہجری نے نو جلدون مین لکھی ہی۔ ابن شحنہ نے کہا ہی کہ عیون المسائل مصنفہ فقیہ سمرقندی کی شرح ایک جلد مین علاء عالم شیخ علاء الدین محمد ابن عبد الحمید اسمندی سمرقندی متوفی ۵۵۲ھ ہجری نے لکھی ہی یہ شرح قلمی (۳۳۴) صفحون مین کتب خانہ ریاست رامپور مین ہی۔ اور اصل متن بھی طہارت سے

کفالہ تک وہان موجود ہی۔

عدۃ الناسک فی المناسک حج کے احکام مین یہ کتاب صاحب ہدایہ کی تصنیف سے ہی۔ صاحب ہدایہ نے ہدایہ کے باب الاحرام مین اسکا ذکر کیا ہی صاحب ہدایہ کا نام حضرت شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ ہجری ہی۔ کتب مناسک مین بھی اسکا ذکر آئیگا انشاء اللہ تعالی۔

عمدۃ الحکام فی مالا ینفذ من الاحکام مصنف اسکے قاضی نجم الدین ابراہیم بن طرطوسی حنفی متوفی ۷۵۸ھ ہجری ہین۔ یہ کتاب بڑی معتبر ہی۔

عمدۃ الفتاوی یہ مختصر چھوٹی سی کتاب ایک جلد مین ہی اسمین ضروری کثیر الوقوع فتاوے و مسائل کا بیان ہی مصنف اسکے امام صدر شہید ہین ابن نجیم نے بحر رائق مین اسکا ذکر کیا ہی۔

حرف الغین المنقوطۃ

غرر الاحکام یہ حنفیہ کی فقہ مین ایک متن متین ملا خسرو محمد بن فرامز متوفی ۸۸۵ھ ہجری کی ہی۔ پھر مصنف نے خود اس متن کی شرح لکھی ہی اور اسکا نام درر الحکام رکھا ہی اور اس متن اور شرح کے درمیان بارہ برس کا زمانہ تقدم و تاخر کا ہی کیونکہ ۸۷۱ھ ہجری مین متن کی ابتدا ہوئی اور شرح کا اختتام بروز شنبہ بماہ جمادی الاولی ۸۸۳ھ ہجری مین ہوا۔ اس غرر شرح درر پر اکابر علما کے حاشیے بھی ہین ازانجملہ حاشیۂ حضرت مولانا محمد بن مصطفی متوفی ۱۰۰۰ھ ہجری کا ہی یہ حاشیہ ۹۹۵ھ ہجری مین تصنیف کیا گیا ہی اور حاشیۂ عزمی زادہ مولانا فاضل مصطفی بن پیر محمد متوفی ۱۰۴۰ھ ہجری کا ہی اور یہ بھی حاشیہ

معتبر اور مقبول ہی۔ اور حاشیۂ مولانا احمد بن سلیمان (ابن کمال باشا) متوفی ۹۴۰ سنہ ہجری کا ہی گو انکا حاشیہ کل کتاب پر بالاستقلال نہین بلکہ بطور تعلیقات کے جابجا مشکل مقامات پر کشف معضلات کے لیے کچھ کچھ لکھا ہی اسیطرح جابجا مولانا شیخ الاسلام زکریا بن بیرام انقروی متوفی ۱۰۰۱ سنہ ہجری نے بھی جابجا حواشی لکھے ہین۔ اور حاشیۂ مولانا نوح بن مصطفی رومی حنفی متوفی ۱۰۷۰ سنہ ہجری کا بنام نتائج النظر فی حواشی الدرر ہی۔ اور بہت معتبر اور بڑا حاشیہ مولانا شیخ ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی وفائی شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ سنہ ہجری کا ہی۔ یہ انکا حاشیہ اِن کی حیات ہی مین جب یہ مدرسہ جامع ازہر مین مدرس تھے بہت مشہور اور دور دور پہونچ چکا تھا اور اس سے لوگون نے فائدے اٹھائے۔ یہ حاشیہ شرنبلالی کا ۱۰۳۵ سنہ ہجری کے حدود مین تصنیف ہوا ہی۔

الرمز علی الکنز یہ حاشیہ کنز الدقائق کا ہی مصنف اس کے علامہ ابن الصائغ محمد بن عبد الرحمن زمردی حنفی متوفی ۷۷۶ سنہ ہجری ہین۔

غمز عیون البصائر یہ شرح اشباہ ونظائر کی مثل حاشیہ کے ہی اور حاشیۂ حموی کے نام سے مشہور بھی ہی ۱۰۹۸ سنہ ہجری مین علامہ سید احمد بن محمد حموی نے اسکو تصنیف کیا ہی۔ اور کلکتہ مین ۱۲۶۰ سنہ ہجری مین (۴۸۷) صفحون پر چھپ بھی گیا ہی۔

غنیۃ الفتاوے یہ فتاوے کی کتاب ایک جلد مین ہی مصنف اسکے محمود بن احمد قونوی حنفی متوفی ۷۷۰ سنہ ہجری ہین۔ اس فتاوے کی شرح پانچ جلدون مین اوزاعی نے لکھی ہی۔

غنیۃ المفتی اسمین بہت سے فتاوے ہین اسکے مصنف کا نام عبد المومن

ابن رمضان کافی ہی مفتی جوے زادہ نے کہا ہی کہ میرا یہ خیال ہی کہ یہ مصنف شہر توقات کا رہنے والا ہی۔

حرف الفاء

فرائض الطحاوی مصنف اسکے علامہ ابو جعفر احمد بن محمد مصری حنفی متوفی ۳۲۱ھ ہجری ہین۔

الفرائض السراجیۃ فرائض مین یہ بڑی مقبول کتاب ہی۔ ہندوستان کے علما کا دارومدار اسی پر ہی اسکے مصنف کا نام امام سراج الدین محمد بن محمد بن عبد الرشید سجاوندی حنفی ہی۔ اسکو فرائض سجاوندی بھی کہتے ہین۔ اسکی شرحین بہت سے علما نے لکھی ہین۔ از انجملہ شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی مصری حنفی متوفی ۷۸۶ھ ہجری نے لکھی ہی۔ اور شیخ شہاب الدین احمد بن محمود سیواسی متوفی ۸۰۳ھ ہجری نے لکھی ہی۔ اور یہ شرح متداول اور مقبول ہی۔ اور محمد بن احمد بن عبد العزیز دمشقی متوفی ۷۶۴ھ ہجری نے بھی لکھی ہی اور نام شرح کا المواہب المکیہ فی شرح الفرائض السراجیہ رکھا ہی۔ اور برہان الدین حیدر بن محمد ہروی شاگرد تفتازانی متوفی ۸۳۰ھ ہجری نے بھی لکھی ہی اور یہ شرح بھی مقبول ہی۔ اور مولانا شمس الدین احمد بن سلیمان (ابن کمال پاشا) متوفی ۹۴۰ھ ہجری نے بھی اسکی شرح لکھی ہی۔ اور علامہ تفتازانی سعد الدین مسعود بن عمر متوفی ۷۹۱ھ ہجری نے بھی اسکی شرح لکھی ہی۔ اور جناب علامہ فہامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی حنفی متوفی ۸۱۶ھ ہجری نے بھی اسکی بہت عمدہ شرح لکھی ہی اور سمرقند مین یہ شرح تمام ہوئی ہی۔ یہ شرح شریفی ایسی مقبول انام و پسند خاطر علماے کرام ہوئی ہی

کہ بڑے بڑے نامی گرامی علمانے اسپر حواشی لکھے ہین - بسبب طوالت کے محشیون
کے نام فرو گذاشت کیے گئے اور یہی شریفیہ علما کی تدریس کے وقت سامنے رہا کرتی ہی-

فرائض ترکمانی یہ کتاب مسائل فرائض کو جامع ہی- مصنف اسکے مولانا احمد
ابن عثمان بن صبیح جرجانی حنفی متوفی ۷۴۴ھ ہجری ہین- فی الواقع یہ بہت ہی عمدہ کتاب
فرائض مین ہی مگر مطبوع خلائق نہ ہوئی-

فرائض برکلی یہ فرائض مین ایک جامع متن متین ہی مصنف اسکے جناب
مولانا محمد بن پیر علی حنفی متوفی ۹۸۱ھ ہجری ہین خود مصنف علام نے اسکی شرح بھی لکھی ہی
یہ علامہ فاضل برکلی کے نام سے بہت مشہور ہین ممالک روم مین انکی نفتادی
کی بڑی شہرت ہی-

فرائد اللآلی یہ فقہ مین ایک مختصر کتاب یحیی فقیہ کی تصنیف سے ہی اور
یہی یحیی مشتمل الاحکام کے بھی مصنف ہین انھون نے صدر الشریعۃ کی شرح وقایہ پر
حاشیہ بھی لکھا ہی اور صاحب جامع الفصولین کے بہت سے سوالون کے جواب
بھی انھون نے لکھے ہین- ان چیزون کی تحریر کے بعد فتاوے اور شروح سے
منتخب کرکے فرائد اللآلی تصنیف کیا ہی-

فرائض العثمانی مصنف اسکے صاحب ہدایہ شیخ امام برہان الدین ابو الحسن
علی بن ابوبکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ ہجری ہین علمانے اسکی بھی شرح لکھی ہی-

فروق یہ فقہ مین ایک کتاب ہی اسکے مصنف کا نام ابو المظفر اسعد بن محمد
کرابیسی نیشاپوری ہی اسکا نام تلقیح العقول ہی-

فروق مصنف اسکے شیخ ابو الفضل محمد بن صالح کرابیسی سمرقندی متوفی

۳۲۳ھ ہجری مین اسی کا نام شاید تلقیح المجبوب ہی۔ صاحب اشباہ نے اول فن فروق مین اسکا بھی ذکر کیا ہی۔

فوائد بہیہ مین مصنف فروق کا نام اسعد بن محمد بن حسین ابوالمظفر جمال الاسلام بتلایا ہی اور سن وفات ۵۷۰ھ ہجری بتایا ہی واللہ اعلم۔

فصول الاستروشنی یہ فقہ کی کتاب ہی مگر اسمین فقط معاملات ہی کا بیان ہی۔ اسکے مصنف محمد بن محمود حنفی ہین اس کتاب مین تیس فصلین ہین۔ مصنف اسکی تصنیف سے ماہ جمادی الاولی ۶۲۵ھ ہجری مین تیتیس برس سات مہینے کی عمر مین فارغ ہوئے اس مصنف کا ۶۳۲ھ ہجری مین انتقال ہوا۔ استروشنی نسبت قصبۂ استروشنہ کی طرف ہی جو بلاد فرغانہ مین ایک گانون کا نام ہی۔ یہ کتاب (۹۳۳) صفحون کی کتب خانہ رامپور مین موجود ہی۔

فصول العمادی اسکے مصنف مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک جمال الدین بن عماد الدین حنفی ہین اور بعضون کے نزدیک ابو الفتح عبد الرحیم بن ابی بکر بن عبد الجلیل مرغینانی سمرقندی ہین۔ مولانا محمد چلپی زادہ نے کہا ہی کہ مؤلف فصول بھی مرغینانی سمرقندی ہین جیسا کہ اسکا ذکر آخر کتاب مین ہی۔ اس کتاب کی تصنیف سے اواخر ماہ شعبان ۶۵۱ھ ہجری مین فراغت ہوئی یہ کتاب بھی معتبر کتاب ہی کذا فی کشف الظنون

فوائد بہیہ مین ہی کہ عبد الرحیم ابو الفتح زین الدین بن ابو بکر عماد الدین بن صاحب ہدایہ مؤلف فصول عمادیہ ہین مؤلف مذکور صاحب ہدایہ کو بلفظ جدی برہان الدین مرغینانی اور اُن کے بیٹے نظام الدین کو بلفظ عمی نظام الدین ذکر کرتے ہین اور اس کتاب کے آخر مین یون لکھا ہی ابو الفتح بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل مرغینانی تو اس سے

معلوم ہوتا ہی کہ صاحب ہدایہ کے یہ بھائی تھے شاید کوئی نام بیچ سے رہگیا ہی یا ابوبکر سے عماد الدین بن صاحب ہدایہ مراد ہون - واللہ اعلم بالصواب -

الفوائد الظهيرية یہ فتاوئے ظہیریہ کے سوا ایک فتاوے کی کتاب ہی مصنف اسکے علامہ ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد بن عمر متوفی ۶۱۹؁ ہجری ہین بماہ ذی الحجہ ۶۰۶؁ ہجری مین یہ کتاب تمام ہوئی -

الفوائد الفقهيه یہ کتاب نظم مین ہی مصنف اسکے شیخ نجم الدین ابراہیم بن علی طرسوسی حنفی متوفی ۷۵۸؁ ہجری - فتاوئے طرسوسیہ انکے والد علی بن احمد کی تصنیف ہی -

فوائد بہیہ مین ہی کہ قاضی القضاۃ نجم الدین طرسوسی اپنے والد کے انتقال کے بعد ۷۴۱؁ ہجری مین دمشق کے قاضی ہوئے تھے اور درس و افتا کی خدمت کرتے تھے فتاوئے طرسوسیہ اور انفع الوسائل تصنیف کی - طرسوس بفتح طائے مہملہ وفتح رائے مہملہ وسین مہملہ مضموم ملک شام مین ایک شہر کا نام ہی جہان کی عید ضرب المثل ہی -

الفوائد الفقهيه مصنف اسکے ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن محمد ہندوانی معروف بہ ابوحنیفہ صغیر متوفی ۳۶۲؁ ہجری ہین -

الفقه النافع یہ فقہ کا ایک مختصر متن ہی اسکا ذکر حرف نون مین آئے گا انشاء اللہ تعالی -

حرف القاف

قُدُورِی اسکو مختصر قدوری بھی کہتے ہین - یہ فقہ مین بڑی معتبر کتاب ہی اسپر کل علمائے احناف کا اتفاق ہی مصنف اسکے امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری

بغدادی حنفی ہین جن کا انتقال ۴۲۸ھ ہجری مین ہوا ہی- مختصر قدوری کا شروع یون ہی
الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد
والہ اجمعین جہان فقہ حنفی مین لفظ کتاب بولا جائے وہان یہی متن متین مراد ہی-
ملا کاتب چلپی نے اسکے حال مین لکھا ہی وھو متن متین معتبر متداول
بین الائمۃ الاعیان - وشہرتہ تغنی عن البیان صاحب مصباح نے اسکے
حال مین یون لکھا ہی کہ وہا کے زمانے مین حنفیہ اسکو پڑھکر برکت حاصل کرتے ہین یعنے
وہ لوگ اسکا ورد شروع کرتے ہین اسکی برکت سے وہ سرکاری بیماری دور ہو جاتی ہی-
اور یہ کتاب مبارک ہی جو اسکو یاد کرے گا محتاجی سے بچا رہیگا یہان تک کہ علما نے
کہا ہی کہ نیک بخت اُستاد سے جو اسکو پوری پڑھ لے اور بعد ختم کے اُستاد اسکے لیے
برکت کی دعا اگر دیوے تو اللہ تعالی اُسکو اتنے درا ہم عطا فرمائے گا جتنے مسائل اس
کتاب مین ہین-

پھر ملا کاتب چلپی نے لکھا ہی کہ مجمع کے بعض شروح مین لکھا ہی کہ مختصر قدوری مین
بارہ ہزار مسائلے فقہ کے لکھے ہین انتہی- اس متبرک کتاب کی بہت سے اکابر علما
نے شرحین لکھی ہین جنمین سے مختصر طور سے کئی شرحون کا حال یہان لکھا جاتا ہی-

(۱) شرح امام احمد بن محمد کی ہی جو مشہور ابن نصیر الاقطع ہین- انکی شرح دو جلدون مین
ہی شارح کا انتقال ۴۷۴ھ ہجری مین ہوا ہی-

(۲) شرح امام نجم الدین مختار بن محمود زاہدی حنفی کی تین جلدون مین ہی انھون نے
یہ شرح اچھی لکھی ہی زاہدی کا انتقال ۶۵۸ھ ہجری مین ہوا ہی-

(۳) شرح امام ابوبکر بن علی کی تین جلدون مین ہی- اور نام شرح کا السراج الوہاج

رکھا ہے اور یہ شارح حدادی عبادی کر کے مشہور ہین وفات شارح کی تقریباً سنہ ۸۰۰ ہجری
مین ہوئی لیکن حدادی کی شرح کی نسبت علامہ برکلی رومی نے یہ جملہ لکھا ہے کہ یہ شرح بھی منجملہ
کتب متداولۂ ضعیفۂ غیر معتبرہ کے ہے آہ پھر حدادی نے اپنی اِسی شرح کو مختصر کرکے
اُسکا نام جوہرۂ نیرہ رکھا ہے۔

(۴) شرح علامہ محمد بن ابراہیم رازی کی ہے جنکو نوری شارح مختصر قدوری کہتے ہین۔
وفات شارح کی سنہ ۶۱۵ ہجری مین ہے۔

(۵) شرح ابو المعالی عبد الرب بن منصور غزنوی کی دو جلدون مین ہے اس شرح کا نام
ملتمس الاخوان ہے وفات شارح کی تقریباً سنہ ۵۰۰ ہجری مین ہے۔

(۶) شرح علامہ ابراہیم بن عبد الرزاق بن خلف کی ہے جنکو ابن المحدث کہتے تھے۔
اور شرح اُنکی پوری نہین ہے۔ ان کا انتقال سنہ ۶۹۵ ہجری مین ہوا ہے۔

(۷) شرح علامہ محمود بن احمد قونوی کی چار جلدون مین ہے اس شرح کا نام التفریدا ہے
شارح کا انتقال سنہ ۷۷۰ ہجری مین ہوا۔

(۸) شرح شیخ الاسلام محمد بن احمد اسبیجابی کی ہے۔

(۹) شرح بدر الدین محمد بن عبد بن عبد اللہ شبلی دمشقی طرابلسی کی ہے اس شرح کا نام
الینَابیع فی مَعرِفۃ الاصُول والتفَاریع ہے شارح کا انتقال سنہ ۷۶۹ ہجری مین ہوا۔

(۱۰) شرح محمد شاہ بن محمد متوفی سنہ ۹۳۹ ہجری کی ہے شارح کو ابن الحاج حسن کہتے تھے۔

(۱۱) شرح حسام الدین علی بن احمد مکی رازی متوفی سنہ ۵۹۶ ہجری کی ہے اس شرح کا نام
خلاصۃُ الدلائل فی تنقیح المسائل رکھا ہے یہ مختصر شرح بڑی مفید اور نافع ہے اس شرح پر
ابن صبیح احمد بن عثمان ترکمانی متوفی سنہ ۷۴۴ ہجری نے تین حاشیے لکھے ہین۔

پہلا حاشیہ مشکلات شرح کے حل مین ہر۔
دوسرے حاشیے مین اُن مسائل ہدایہ کو لکھا ہر جنکو شارح نے چھوڑ دیا تھا۔
تیسرے حاشیے مین احادیث پر کلام کیا اور اُسکی جانچ کی ہر جنکو شرح مین شارح نے درج کیا اور اس تیسرے حاشیے کا نام الطرق والوسائل الی معرفة احادیث خلاصة الدلائل ہر اور ۷۳۰ھ ہجری مین مصنف اس حاشیے کے صاف کرنے سے فارغ ہوئے۔
(۱۲) شرح رکن الائمہ صباغی کی ہر نام انکا امام عبدالکریم بن محمد بن علی صباغی ابوالمکارم مدینی ہر شارح نے فقہ ابوالیسر محمد بن محمد بزدوی سے پڑھی ہر۔
(۱۳) شرح ابوالعباس احمد بن حسین بن ابی عوف امام فقیہ کی ہر جو قاضی کے نام سے مشہور تھے یہ ملا علی قاری نے اپنی کتاب طبقات الفقہا مین لکھا ہر۔ یہ قاضی صاحب علماے یمن سے تھے علاوہ ان کے اور بہت علما ہین جنھون نے قدوری کو مختصر اور نظم کیا ہر۔ اور اسکا تکملہ بھی لکھا۔ جنھون نے اسکو نظم کیا اِن مین سے دو عالم کے نام لکھے جاتے ہین۔
ایک ابوالمظفر محمد بن اسعد متوفی ۵۶۷ھ ہجری ہین یہ ابن الحکیم کر کے مشہور تھے۔
دوسرے ابوبکر بن علی سراج الدین عالم حنفی متوفی ۷۶۹ھ ہجری ہین۔
قنیة المنیة یہ فقہ کی ایک مشہور کتاب ہر مگر معتبر نہین ہر مصنف اسکے امام ابوالرجا نجم الدین مختار بن محمود زاہدی حنفی معتزلی متوفی ۶۵۸ھ ہجری ہین شروع اسکا یون ہر الحمد للہ الذی اوضح معالم العلوم علامہ برکلی نے قنیہ کے حال مین فرمایا ہر کہ قنیہ کتاب اگرچہ کتب غیر معتبرہ کے اوپر ہی اور اُس سے بعض عالمون نے

اپنی کتاب مین نقل بھی کرلیا ہی لیکن یہ قنیہ علما کے نزدیک ضعیف روایتون کا مجموعہ ہونکی
حیثیت سے مشہور ہی اور مصنف اسکا معتزلی تھا اُسکے شروع مین یہ ذکر ہی کہ اپنے اُستاد
بدیع بن ابی منصور عراقی کی منیۃ الفقہا سے اسکو منتخب کرکے قنیۃ المنیہ نام رکھا ہی۔ اور
اسی مصنف کی تصنیف ایک اور کتاب قنیۃ الفتاوے بھی دو جلدون مین ہی۔ اور حاوی مسائل
الواقعات بھی اُسی مصنف کی تصنیف سے ہی جسکو فتاوٗے تنقیح حامدیہ کے باب الاجارہ
مین غیر معتبر بتلایا ہی اور علامہ طحطاوی اور علامہ ابن العابدین محمد شامی نے بھی اسی قنیہ
کو غیر معتبر کہا ہی اور اسی سے فتوا دینے کو منع کیا ہی کیونکہ اسمین اقوال ضعیفہ بہت ہین
جب کسی فقیہ کے خلاف مین اسکا قول پایا جائے تو اسکا اعتبار نہوگا اگرچہ اسکا مصنف
فی نفسہ بڑا عالم تھا مگر اقوال ضعیفہ کے نقل کرنے اور معتزلی ہوجانے کے سبب سے
علماے اہل سنت والجماعت کے نزدیک اسکے قول کی وقعت نرہی اور وہ
غیر معتبر سمجھا گیا۔

حرف الکاف

کنز الدقائق ۔ یہ فقہ مین متن متین مُعین فقہاے مقلدین ومفید مفتیین
ومؤید مدرسین نتیجۂ اقوال مجتہدین نافع طلاب دافع شک وارتیاب آئین انصاف قانون
احناف عمدۂ مصنفات زبدۂ مؤلفات قابل درس وتدریس ہی۔ اسمین عبادات ومعاملات
کے مسائل بڑے متانت واختصار کے ساتھ موجود ہین۔ کیون نہو کہ مصنف اسکے حضرت
امام مولانا ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی ۷۱۰ھ ہجری ہین۔ نسفی
نسبت شہر نسف کی طرف ہی جو بلاد ماوراءالنہر مین ہی امام نسفی اپنے زمانے مین اصول

وفروع مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ یہ شمس الائمہ کردری کے شاگرد رشید تھے اور شمس الائمہ کردری صاحب ہدایہ کے شاگرد رشید تھے انکی تصانیف بہت معتبر مانی جاتی ہی کنز الدقائق اور وافی اور کافی شرح وافی اور مصفی اور مستصفی اور منار الاصول اور کشف الاسرار شرح منار اور تفسیر مدارک التنزیل وغیرہا ان ہی حضرت کی یادگار ہین جن پر ہزارون اکابر علما نے طبع آزمائی کی ہی۔ نافع کبیر مین اعلام الاخیار سے نقل کیا ہی کہ ابن ساعاتی صاحب مجمع البحرین (جو فقہ مین ایک مشہور و مستند متن ہی) ان ہی حضرت کی شاگردی کا فخر رکھتے ہین۔ اسیطرح نہایہ شرح ہدایہ والے بھی نسفی کے شاگردون مین سے تھے۔ یہ کنز الدقائق وافی کتاب مذکور کا ملخص ہی فقہا نے اسکی بہت سی شرحین لکھی ہین۔

ایک تبیین الحقائق تصنیف امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ ہجری کی ہی۔ راقم الحروف کے پاس یہ شرح موجود ہی اسکا شروع یون ہی الحمد للہ الذی شرح قلوب العارفین۔

دوسری رمز الحقائق تصنیف قاضی بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ ہجری کی ہی یہ شرح بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہی اسکا شروع یون ہی ان اجل ما یتحلی به اللسانُ بالبیان۔

اور تیسری البحر الرائق مصنف اسکے علامہ زین الدین بن نجیم مصری متوفی ۹۷۰ھ ہجری ہین یہ شرح بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہی اسکا شروع یون ہی الحمد للہ الذی دبّر الانام بتدبیرہ القوی۔

اور چوتھی شرح ملا مسکین معین الدین ہروی کی ہی یہ بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہی۔
اور پانچوین قاضی عبد البر بن محمد ابن شحنہ حلبی متوفی ۹۲۱ھ ہجری کی ہی۔

اور چھٹی شرح قاضی زین الدین عبد الرحیم بن محمود عینی متوفی ۸۶۴ھ ہجری کی ہے۔

اور ساتوین شرح مولانا مصطفےٰ بن بالی (بالی زادہ) کی ہے جسکو ۱۰۳۶ھ ہجری مین ختم کیا ہے

اور اسکا نام الفوائد فی حل المسائل والقواعد ہے اور یہ شرح مراد خانیہ کے نام سے مشہور ہے۔

اور آٹھوین شرح شیخ قوام الدین ابوالفتوح مسعود بن ابراہیم کرمانی متوفی ۷۴۸ھ ہجری کی ہے

اور نوین شرح ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عمر صالحی حنفی دمشقی مفتی شام متوفی ۹۵۰ھ ہجری کی ہے۔

اور دسوین شرح عز الدین یوسف بن محمود رازی طہرانی کی دو جلدون مین ہے اور یہ زیلعی

کی شرح کا مختصر ہے۔ یہ شرح قاہرہ مین ۷۳۱ھ ہجری ۱۷۔ شوال کو تمام ہوئی۔

اور گیارھوین شرح علامہ شیخ بدرالدین محمد بن عبد الرحمٰن علیمی دیری حنفی کی ہے اس

شرح کا نام المطلب الفائق ہے اور یہ شرح سات جلدون مین ہے۔

اور بارھوین شرح ابو حامد محمد بن احمد بن ضیاء مکی متوفی ۸۵۴ھ ہجری کی ہے۔

اور تیرھوین شرح ابراہیم بن محمد قاری حنفی کی شرح ممزوج مسمّی المستخلص ہے یہ شرح

۹۰۷ھ ہجری مین تمام ہوئی اور راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ یہ بھی بہت نفیس شرح ہے۔

اور چودھوین شرح النہر الفائق مولانا سراج الدین عمر بن نجیم مصری صاحب بحر رائق کے

بھائی کی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی شروح ہین جنکا ذکر یہان فضول سمجھکر فروگذاشت کیا گیا۔

کتاب العالم والمتعلم

اس کتاب کے مصنف حضرت امام ہمام مقدام الانام

علامۂ اکرم امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی صوفی محدّث فقیہ مجتہد متوفی ۱۵۰ھ

ہجری ہین۔ شروع اس کتاب کا الحمد للہ حیًا لا یموت ہے۔ اسمین عقائد اور

نصائح بطریق سوال وجواب کے مذکور ہین۔ اس کتاب کی روایت مقاتل نے امام سے

کی ہے۔ اسمین سوال متعلم کی طرف سے اور جواب عالم کی طرف سے ہے۔

کتاب الخراج یہ کتاب امام قاضی ابو یوسف یعقوب مجتہد حنفی متوفی ۱۸۲ھ ہجری کی تصنیف سے ہے اور یہ کتاب حال مین چھپ بھی گئی ہے۔ اور اسی مضمون کی ایک کتاب حسن بن زیاد کی بھی ہے۔

کافی اس کتاب مین امام محمد کی مبسوط اور انکے جوامع سے مسائل فقہ انتخاب کرکے جمع کیے گئے ہین۔ مصنف اسکے حاکم شہید محمد بن محمد حنفی ہین۔ اسکی تعریف مین مُلا کاتب چلپی نے کشف الظنون مین یہ جملہ لکھا ہے وھو کتاب معتمد فی نقل المذھب۔ اس کتاب کی کئی شرحین ہین منجملہ انکے ایک شرح شمس الائمہ سرخسی کی ہے جو مبسوط سرخسی کے نام سے مشہور ہے۔ شروح ہدایہ وغیرہ مین جہان کہین مبسوط مطلق بلا کسی نسبت کے آئے وہان یہی مبسوط سرخسی شرح کافی مراد ہوگی۔ اور دوسری شرح امام احمد بن منصور اسبیجابی کی ہے۔ اور تیسری اسمٰعیل بن یعقوب انباری متکلم کی ہے۔ اور یہ شرح انباری کی بہت مفید شرح ہے۔

کتاب الحیض اسمین فقط حیض ہی کے مسائل ہین۔ اسکے مصنف ابو الفضل کرمانی رکن الدین حنفی متوفی ۵۴۳ھ ہجری ہین۔ اور اسی نام کی ایک کتاب حُسام الدین صدر شہید کی تصنیف سے بھی ہے۔ اور اس باب مین ایک کتاب امام سرخسی کی بھی ہے۔

کتاب المُضارَبة اسمین مضاربت کے احکام بالتفصیل بیان کیے گئے ہین۔ مصنف اسکے فقیہ العراقین محمد بن شجاع ثلجی متوفی ۲۶۶ھ ہجری ہین۔ کذا فی کشف الظنون۔ مقدمہ مین انکا ترجمہ لکھا جاچکا ہے۔

کتاب ادعیة الحج والعمرة مصنف اسکے علامہ مؤرخ قطب الدین حنفی مکی

تلمیذ علی متقی جونپوری ہین - اسمین بہت دعائین حج اور عمرہ اور زیارت کی بڑی خوبی کے ساتھ لکھی ہین - مُلا علی قاری کی شرح لباب المناسک کے حاشیے پر چھپی ہے -

کتاب العلل یہ کتاب فقہ مین ہے - مصنف اسکے عیسی بن ابان تلمیذ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ ہین -

کتاب الفرائض یہ کتاب ترکۂ میت کے بیان مین امام برہان الدین علی ابن ابی بکر مرغینانی حنفی صاحب ہدایہ کی تصنیف ہے -

کتاب الفضائل اس کتاب مین ماہ رمضان کی فضیلت واعظون کے فائدے کے واسطے جمع کیا ہے - مصنف اسکے ابورجا مختار بن محمود زاہدی معتزلی حنفی متوفی ۶۵۸ھ ہجری ہین - یہی زاہدی معتزلی صاحب قنیہ ہین -

کتاب الکسب یہ کتاب حضرت امام ربانی محمد بن حسن شیبانی کی تصنیف ہے - اس نام کی ایک کتاب شمس الائمہ حلوانی کی تصنیف سے بھی ہے - اور امام محمد کی کتاب الکسب کی شرح شمس الایمہ سرخسی نے کی ہے -

کشف الغوامض یہ کتاب فقہ مین امام ابوجعفر ہندوانی کی تصنیف سے ہے - اسمین امام محمد بن حسن کی جامع صغیر سے مسائل منتخب کر کے جمع کیے ہین اور اُسکے مشکلات کو حل کیا ہے - امام ابوجعفر ہندوانی کا انتقال بخارا مین ۳۶۲ھ ہجری مین ہوا ہے - اِس جگہ کشف الظنون مین زَلّتِ قلم ہے - کہ وفات انکی ۹۶۳ھ ہجری مین بتلائی ہے -

کنوز الفقہ حنفیہ کی فقہ مین یہ کتاب بہت اچھی ہے - مصنف اسکے ابوالعباس احمد بن ابوبکر مرعشی حنفی متوفی ۸۷۲ھ ہجری ہین - کذا فی کشف الظنون -

حرف اللام

اللباب۔ کشف الظنون مین اتنا ہی لکھا ہی کہ یہ قدوری کی شرح ہی۔

لباب المناسک۔اس کتاب مین حج کے احکام شیخ رحمۃ اللہ سندھی کی سنے اختصار کے ساتھ بیان کیے ہین۔اسکا شروع یون ہی الحمد للہ اکمل الحمد اسکی شرح مُلا علی قاریؒ نے بہت عمدہ لکھی ہی اور چھپ گئی ہی راقم الحروف عفی عنہ کے پاس مطبوع یہ کتاب موجود ہی۔ مُلا علی قاری کی شرح کا شروع یون ہی الحمد للہ الذی اوضح المحجۃ۔ باوضح الحجۃ یہ شرح بہت ہی مفید ہی۔

لُباب۔ کشف الظنون مین اتنا ہی لکھا ہی کہ یہ ہدایہ کی شرح ہی۔

لمعۃ البدر۔ کشف الظنون مین اتنا ہی لکھا ہی کہ یہ جامع صغیر کا نظم ہی۔ اور ناظم کا نام نہین بتلایا کہ یہ نظم کس ناظم کی ہی۔ناظمون کے نام جامع صغیر کے حال مین لکھے گئے ہین۔ اور وہ چار ہین۔ (۱)۔ نجم الدین ابو حفص عمر نسفی۔ (۲)۔ بدر الدین ابو نصر محمود۔ (۳)۔ شمس الدین احمد عقیلی (۴)۔ محمد ابن محمد قبادی۔

حرف المیم

مبسوط۔ اسکا نام اصل ہی۔ مصنف اسکے امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم فقیہ مجتہد حنفی متوفی ۱۸۲ھ ہجری ہین۔ امام ابو یوسف قاضی کا ترجمہ مقدمۂ کتاب ہذا مین گذر چکا ہی۔

ذکر مبسوطات

مبسوط۔ مصنف اسکے امام محمد بن حسن شیبانی فقیہ مجتہد حنفی متوفی ۱۸۹ھ ہجری
ہین۔ یہ بھی کتب ظاہر روایت مین ہی۔ امام محمدؒ کی مبسوط کے نسخے متعدد ہین اور بہت
معتبر ابو سلیمان جوزجانی کی روایت والی مبسوط ہی۔ اسکی شرح اکابر علمانے کی ہی
ازانجملہ شیخ الاسلام ابوبکر خواہرزادہ ہین انکی شرح کو مبسوط بکری کہتے ہین۔ اور
شمس الایمہ حلوانی نے بھی اسکی شرح کی ہی مگر انکی شرح ایسی ممزوج ہوگئی ہی کہ امام محمد
اور شمس الایمہ کے کلام کا فرق نہین معلوم ہوتا۔ جیسا کہ جامع صغیر کے شارحون نے
کیا ہی جیسے فخر الاسلام بزدوی اور قاضیخان ہین کہ انکی جامع صغیر کی شرح ایسی ممزوج
و مخلوط ہوگئی ہی کہ پتا نہین لگتا کہ امام محمد کا قول کون ہی اور کون شرح کی عبارت ہی۔
جہان فقہ کی کتابون مین مطلق مبسوط بولین وہان یہی امام محمد کی مبسوط مراد ہوگی۔ اور شروح
ہدایہ مین جہان کہین مبسوط بولین وہان مبسوط سرخسی مراد ہوگی جو کافی کی شرح ہی۔

حضرت امام شافعی صاحب نے امام محمد صاحب کی مبسوط کو اسقدر پسند
کیا اور مفید سمجھا کہ اُسکو زبانی یاد کرلیا تھا۔

مبسوط۔ فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی حنفی کی یادگار ہی۔ فصول العمادی
کی آٹھوین فصل مین اسکا ذکر موجود ہی۔

مبسوط الحلوانی۔ یہ مبسوط شمس الایمہ حلوانی عبد العزیز بن احمد بخاری
حنفی کی تصنیفات سے ہی

مبسوط السرخسی۔ یہ مبسوط پندرہ جلدون مین ہی۔ اسکو شمس الایمہ

محمد بن احمد سرخسی نے اوزجند کے قید خانے مین تصنیف کیا۔ اور ہر باب کے آخر مین اپنے حسب حال کچھ مسائل ذکر کیے ہین۔ یہی مبسوط ہی جو حاکم کی کافی کی شرح ہی اسکی ایک جلد کتب خانۂ رامپور مین موجود ہی۔

مبسوط خواہرزادہ۔ یہ مبسوط بھی پندرہ جلدون مین ہی۔ بعضون نے کہا ہی کہ خواہرزادے کی دو مبسوط ہین۔ ایک مبسوط بکری جو امام محمد کی مبسوط کی شرح ہی۔ دوسری انکی خاص مبسوط ہی واللہ اعلم۔ خواہرزادے کا نام شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن حسین حنفی بخاری متوفی ۴۸۳ھ ہجری ہی۔ خواہرزادہ کو بکر خواہرزادہ کہا کرتے تھے۔ کذا فی کشف الظنون۔

انکو خواہرزادہ اسلیے شاید کہا کرتے تھے کہ انکی بہن نے انکی پرورش کی۔

مبسوط السید۔ مصنف اسکے امام سید ابو شجاع محمد بن احمد بن حمزہ سمرقندی حنفی ہین۔ رکن الاسلام علی سغدی اور امام حسن ماتریدی کے معاصر تھے۔ انھون نے ۴۰۰ھ ہجری کے قبل انتقال فرمایا ہی۔

مبسوط صدر الاسلام۔ مصنف اسکے امام صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بزدوی ہین۔ یہ فخر الاسلام ابو الحسن علی بزدوی اصولی کے بھائی تھے۔ ماوراء النہر مین یہ صدر الاسلام محمد بزدوی حنفیہ کے امام مانے گئے ہین۔ بخارا مین ۴۹۳ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔

مبسوط بزدوی۔ مصنف اسکے فخر الاسلام ابو الحسن علی بن محمد بزدوی حنفی ہین۔ یہ مبسوط گیارہ جلدون مین ہی۔ یہ بڑے کامل اصولی تھے۔ یہ جامع کے شارح بھی ہین۔ اصول بزدوی انکی مشہور ہی مقدمہ مین انکا ترجمہ گذر چکا ہی۔

مآل الفتاوی۔ اِسکا نام ملتقط ہی۔ مصنف اسکے امام ناصر الدین سمرقندی حنفی ہین۔ یہ کتاب بماہ شعبان ۵۴۹ہ ہجری مین لکھی گئی ہی۔ ملتقط ناصری اسی کو کہتے ہین۔

المبتغی۔ یہ فقہ مین ایک جلد کی کتاب ہی۔ اسکے مصنف کا نام شیخ عیسی ابن محمد حنفی ہین۔ یہ کتاب ۷۳۴ھ ہجری مین لکھی گئی ہی۔ اسمین۔ عبادات۔ سیر۔ کسب۔ کراہت۔ ایمان۔ صید۔ اجارہ۔ بیع۔ نکاح۔ طلاق کے پورے مسائل ہین۔ اِس کتاب مین یہ لطف رکھا ہی کہ ہر باب کو صحیحین وغیرہما کی حدیث پر ختم کیا ہی۔ کذا فی کشف الظنون۔

مختار الاختیار علی مذہب الاختیار۔ اسکے مصنف اختیار بن غیاث الدین حسینی ہین۔ یہ کتاب فارسی زبان مین ۹۰۶ھ ہجری کی لکھی ہوئی مولانا سخاوت علی جونپوری کے کتب خانے مین موجود ہی۔ اس کتاب مین تین مبحث اور ایک مقطع ہی۔ اسکے دیباچہ سے تھوڑی سی عبارت تبرکاً لکھدی جاتی ہی۔ وہ یہ ہی۔

مبحث اول در بیان آداب و رسوم قضاۃ و حکام و آنچہ از توابع آن ست از شروط و احکام۔

مبحث دوم۔ در ذکر شروط از حجج و وثائق و آنچہ بدان احتیاج ست از قیود و دقائق۔

مبحث سوم۔ در بیان محاضر و سجلات و ما یتعلق بہا من النفی والاثبات۔

مقطع۔ در ملحقات متفرقات و درین کتاب از اقوال سلف و خلف آنچہ مختار بودہ اختیار کردہ آن را مختار الاختیار علی مذہب الاختیار نام نہادہ شد۔ انتہی۔

مختصر الکرخی۔ یہ کتاب حنفیون کی فقہ کی بڑی معتبر کتاب ہی۔ اسکے مصنف امام ابو الحسن عبید اللہ بن حسین بن دلال بن دلہم کرخی متوفی ۳۴۰ھ ہجری ہین۔ یہ کرخی

مجتہد فی المسائل تھے۔ اس مختصر کرخی کی شرحین بڑے بڑے جلیل القدر فقہا نے لکھی ہین۔
ازانجملہ کرخی کے شاگرد امام ابوبکر جصاص رازی حنفی اور امام ابوالحسین احمد قدوری
حنفی اور ابوالفضل رکن الدین حنفی وغیرہم ہین۔

مختصر المحیط۔ اسکا نام وسیط ہی مصنف اسکے علامہ قاضی بدر الدین محمود
ابن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ ہجری ہین۔

مجرد۔ یہ فقہ مین ایک کتاب نفیس ہی جسکے مصنف امام زفر بن ہذیل ہین جیسا
کہ بدائع کی کتاب الخنثیٰ مین ہی۔ اور بھی ایک کتاب فقہ مین اسی نام کی ابوالقاسم اسمٰعیل
ابن حسن بن عبداللہ بیہقی کی ہی جسکو امام محمد کی مبسوط اور جامع صغیر اور جامع کبیر اور زیادات
سے انتخاب کرکے جمع کیا ہی پھر مصنف نے اُسکی شرح بنام الشمائل تصنیف کی۔ امام زفر
ابن ہذیل عنبری کا ۱۵۸ھ ہجری مین انتقال ہوا۔

المجرد۔ مصنف اسکے امام حسن بن زیاد لؤلؤی کوفی محدث فقیہ مجتہد حنفی متوفی
۲۰۴ھ ہجری ہین۔ یہ بھی امام اعظم کے اجلۂ تلامذہ سے حافظ احادیث تھے۔ ان کی
تصنیف سے امالی بھی ہی۔

مختصر الطحاوی۔ یہ فقہ کی بڑی مستند اور معتبر کتاب ہی اسکے مصنف امام
ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی محدث حنفی متوفی ۳۲۱ھ ہجری ہین۔ بستان المحدثین مین لکھا
ہی کہ طحاوی مجتہد منتسب تھے محض مقلد حنفی نہ تھے۔ طحاوی کی ولادت شب یکشنبہ
ماہ ربیع الاول ۲۲۹ھ ہجری وبقولے ۲۳۰ھ ہجری مین ہوئی۔ مقدمے مین طحاوی کا
ترجمہ لکھا جا چکا ہی۔ اس مختصر طحاوی کا شروع یون ہی بالحمد للہ ابتدئ و
ایاہ استھدی۔ اسمین امام طحاوی نے اُن اعتراضات کے جوابات شافی دیے ہین

جوامام ابوحنیفہ اورامام ابویوسف اورامام محمدرح پر کیے گئے تھے بڑے بڑے زبردست فقہا نے اسکی شرحین لکھی ہین چند شراح کے نام یہان بتلائے جاتے ہین۔

(۱)۔امام ابوبکراحمدبن علی جصاص رازی حنفی۔

(۲)۔شمس الایمہ سرخسی رحمہ اللہ۔

(۳)۔ شیخ الاسلام بہاءالدین علی بن محمد سمرقندی اسبیجابی۔

(۴)۔ابونصراحمدبن منصورمطہری اسبیجابی۔

(۵)۔ابونصراحمدبن محمد معروف بہ ابن الاقطع۔

(۶)۔ علامہ محمدبن احمد خجندی اسبیجابی۔

(۷)۔ ابوعبداللہ حسین بن علی قمری۔

(۸)۔ ابوبکراحمدبن علی وراق رازی حنفی۔

(۹)۔ ابونصراحمدبن محمدبن مسعودالوبری حنفی۔ وغیرہم۔ ہکذا استفدت من کشف الظنون۔

مختصر نجم الدین۔ یہ فقہ مین ایک مختصر کتاب مثل قدوری کے ہی مصنف اسکے نجم الدین ابوشجاع ترکی ہین۔ طبقات تمیمی مین ہی کہ اسکا نام حاوی ہی۔ اسکی شرح اسعدبن محمد کرابیسی نیشاپوری متوفی ۵۷۰ھ ہجری نے لکھی ہی جسکا نام الموجز رکھا ہی۔

مجمع البحرین۔ یہ فقہ کی بہت معتبراورعمدہ کتاب ہی۔ اسکے مصنف امام مظفرالدین احمدبن علی بن ثعلب بغدادی حنفی مشہور بلقب ابن الساعاتی متوفی ۶۹۴ھ ہجری ہین۔ مصنف اسکی تصنیف سے ۸۔ رجب ۶۹۰ھ ہجری مین فارغ ہوے۔ گویا یہ کتاب مسائل قدوری مع شئی زائد کا مجموعہ ہی۔ یہ کتاب گواختصار کے سبب سے سخت ہی مگر اسکا حفظ کرلینا بہت آسان ہی۔ فقہاے اربعہ کے اختلافات

بالتصریح اسمین موجود ہین۔ مصنف نے خود اس کتاب کی شرح بڑی دو جلدون مین لکھی ہی۔ مجمع البحرین کا شروع یون ہی الحمد للہ جاعل العلماء انجما للاهتداء اور مصنف کی شرح کا شروع اسطرح ہی الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

فائدہ۔ فقہاے اربعہ سے امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر مراد ہین۔ اس کتاب کی شرحین اکابر فقہا نے لکھی ہین۔

(۱)۔ شمس الدین محمد بن یوسف قونوی۔ انھون نے اسکی شرح دس جلدون مین لکھی تھی پھر اسکو مختصر کرکے چھ جلدون مین کردی۔

(۲)۔ احمد بن محمد بن شعبان طرابلسی مغربی۔ یہ شرح دو جلدون مین ہی جس کا نام تشنیف المسمع فی شرح المجمع ہی۔ شارح جسوقت دمیاط مین قاضی تھے اُسوقت ۹۶۶ھ ہجری مین اسکو لکھا تھا۔ یہ شارح سلطان سلیمان خان ابن سلطان سلیم خان کے زمانے مین تھے۔

(۳)۔ بدر الدین محمود بن احمد عینی انکی شرح کا نام المستجمع ہی یہ شرح ایک جلد مین ہی۔ علامہ عینی نے اس شرح کے آخر مین لکھدیا ہی کہ اس شرح کے لکھنے کے وقت میری عمر چوبیس برس کی ہی۔

(۴)۔ سلیمان بن علی قرامانی حنفی۔

(۵)۔ ابو البقا محمد بن احمد ضیاء مکی متوفی ۸۵۴ھ ہجری۔ انکی شرح پانچ جلدون مین ہی۔

مجمع الخلافیات۔ یہ کتاب وقایہ کی ترتیب پر ہی۔ سلطان بایزید خان ابن سلطان محمد خان کے زمانے مین روم کے کسی بڑے متبحر عالم فقیہ نے اس کتاب مین بڑے شد و مد کے اختلافات ایمۂ حنفیہ اور ایمۂ شافعیہ اور ایمۂ مالکیہ اور ایمۂ حنبلیہ کو

مجمع البحرین اور کنز اور مختار سے انتخاب کر کے جمع کیا ہی۔ لیکن ان مذکور کتابون مین تصریح نہ تھی انھون نے بالتصریح نام بنام اختلافات بیان کر دیے ہین۔ کشف الظنون والے نے اسکے مصنف کا نام نہین بتلایا۔

مجموع النوازل و الحوادث و الواقعات - یہ کتاب فقہ مین بڑی لطیف کتاب ہی اسکے مصنف احمد بن عیسی بن مامون ہین۔ ماخذ اسکا فتاوے ابو اللیث سمرقندی اور فتاوے ابو بکر محمد بن فضل اور فتاوے ابو حفص کبیر احمد بخاری وغیرہ ہی۔

مختار - یہ فقہ مین ایک متن ہی۔ اسکے مصنف ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ ہجری ہین اس متن کا شروع یون ہی الحمد للہ علی اجزیل نعمائہ پھر خود مصنف نے اس متن کی شرح بنام اختیار لکھی ہی جسکا شروع یون ہی الحمد للہ الذی شرع لنا دینا قویما مصنف رحمہ اللہ نے مختار مین فتوا دینے کے لیے خاص امام اعظم ہی کا قول اختیار کیا ہی اسیوجہ سے علما کے نزدیک یہ متن معتمد اور مقبول ہی۔ جب مصنف سے لوگون نے اس متن کی شرح لکھنے کو کہا تو انھون نے شرح لکھنا شروع کیا۔ اور شرح مین علل مسائل کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کر دیا۔ اور فروعی مسائل بھی ایسے ایسے بیان کیے کہ جسکی حاجت بہت ہوا کرتی ہی۔ پھر مصنف کی شرح کو ابو العباس احمد بن علی دمشقی نے مختصر کر کے بنام التحریر موسوم کیا۔ پھر خود ہی تحریر کی شرح شروع کی تھی کہ ۷۸۲ھ ہجری مین ابو العباس کا انتقال ہو گیا اور شرح تحریر ناتمام رہگئی۔ اور مختار کی شرح بنام توجیہ المختار مصنف کے شاگرد ابو اسحق ابراہیم موصلی نے لکھکر کئی بار

ماتن علیہ الرحمہ کو سنائی ۔ آخری سماع ماتن کی بماہ جمادی الاولی ۶۵۲ھ ہجری مین ہی۔
اور محمد بن الیاس نے بھی اسکی شرح لکھی جسکا نام الایناد لحل المختار رکھا ہی۔ اسیطرح اس
مختار کی شرح زیلعی اور ابن امیر حاج نے بھی لکھی ہی۔

المنتقی۔ اسکے مصنف حاکم شہید ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد ہین جو ۳۳۴ھ ہجری
مین شہید ہوے۔ بعض علما نے فرمایا ہی کہ منتقی کتاب اس زمانے مین دستیاب نہین ہوتی
حاکم شہید صاحب منتقی کا قول ہی کہ مین نے تین سو کتابون سے (مثل امالی و نوادر
کے) مسائل چنکر اس منتقی مین جمع کیے ہین۔ بعضون نے کہا ہی کہ امام محمد کی کتابون
کو حاکم شہید نے اچھی طرح دیکھا پس اُن مین جتنے مکررات مسائل تھے سب کو حذف
کر دیا بعد حذف کے جو کچھ رہا اسیکا نام منتقی رکھ لیا۔ اُسی زمانے مین حاکم شہید نے
امام محمد رحمہ اللہ کو خواب مین دیکھا کہ آپ غصہ ہو کر حاکم سے یون خطاب کرنے لگے
کہ تمنے ہماری کتاب مین ایسی دست اندازی اور بیجا تصرف کیون کیا۔ حاکم نے جواباً
عرض کیا کہ فقہا پست ہمت ہو گئے ہین اتنی بڑی کتاب کے دیکھنے کی ہمت نہین کرتے
اسلیے مین نے مکررات کو حذف کر دیا تاکہ اسکی شہرت ہو (یعنے لوگ اسکو لکھین اور
پڑھین پڑھائین) اسکے جواب مین امام محمد نے خفا ہو کر فرمایا کہ خدا آپکو کاٹے جیسا
تمنے ہماری کتاب کو کاٹا ہی۔ کہتے ہین کہ اسی بد دعا کے سبب سے ترکون نے
غدر کے زمانے مین حاکم شہید کو دو بڑے درختون کے سر پر باندھکر دو ٹکڑے
کر ڈالا تھا۔ واللہ اعلم۔

مراقی الفلاح۔ یہ فقہ کی نہایت عمدہ مفید مختصر کتاب ہی یہ کتاب امداد الفتاح
شرح نور الایضاح کا مختصر ہی۔ ان تینون کتابون کے مصنف علامہ ابو الاخلاص حسن

شرنبلالی فقیہ ہین۔

مُضمَرات۔ یہ وہی جامع المضمرات ہے جسکا ذکر حرف جیم مین گذر چکا ہے۔

مَعدِن الکنز۔ یہ شرح کنز کی ہے کذا فی کشف الظنون۔

ملتمس الاخوان۔ یہ قدوری کی شرح دو جلدون مین ہے اسکے مصنف ابو المعالی عبدالرب بن منصور غزنوی ہین شروح قدوری مین اسکا ذکر ہو چکا ہے۔

ملتقی الابحر۔ یہ فقہ مین ایک معروف ومشہور متن ہے مصنف اسکے شیخ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ ہجری ہین۔ اسمین مسائل مختصر قدوری اور مختار اور کنز اور وقایہ کے بہت سہل اور صاف عبارت مین لکھے ہین کہ جسکو متوسط استعداد والا بھی بخوبی سمجھ سکے۔ اور اسمین مصنف نے ارجح اقوال کو مقدم رکھنے کا التزام کرلیا ہے اور اسکا لحاظ رکھا ہے کہ فقیہ اصح اور اقوے کو معلوم کرسکے اور بہت کوشش اسمین کی ہے کہ متون اربعہ کے کوئی مسائل نہ چھوٹنے پائین اور اسمین اُنکو کامیابی بھی ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ملک اسکا خواہان ہوا اور اسکی شہرت عالمگیر ہوگئی۔ اور اکابر علماے احناف نے اسکو معتبر خیال کرکے اسکے مسائل کو تسلیم کرلیا ہے۔ حضرت مصنف رحمہ اللہ ۱۳۔ رجب ۹۲۳ھ ہجری مین اس متن کو صاف کرکے فارغ ہو گئے۔ فقہاے کبار وعلماے ذی وقار اسکے درس وتدریس مین بڑی ہمت کے ساتھ مشغول رہا کیے یہان تک کہ سابق کے فقہا نے اسکی بہت سی شرحین لکھی ہین۔ اسکی سترہ شرحون کا پتا لگتا ہے۔ جنمین سے بہت مشہور اور معتبر کئی شرحون کا یہان ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)۔ مصنف کے شاگرد علی حلبی متوفی ۹۶۷ھ ہجری کی شرح ہے۔

(۲)۔ شرح محمد بن محمد متوفی ۹۷۸ھ ہجری کی کتاب البیع تک ہے یہ شارح ابن الحنبلی کے

نام سے مشہور اور مشایخ دمشق سے تھے۔

(۳)۔ شرح شیخ علامہ نور الدین علی باقانی شاگرد ابن البھنسی کی مسمی مجری الانہر علی ملتقی الابحر ہی۔ باقانی کے استاد ابن البھنسی نے باقانی کے پڑھتے وقت ملتقی الابحر کی جو شرح لکھی تھی اور ناتمام رہگئی تھی اُسی کو گویا باقانی نے پوری کردی۔ باقانی نے مجری الانہر کی ابتدا ۹۰۰ھ سنہ ہجری مین کی تھی۔ مگر بسبب بہت ناغہ ہونے اور موانع پیش آنے کے اسکے تمام کرنے مین دیر ہوگئی یہانتک کہ ۹۹۳ سنہ ہجری مین یہ باقانی کی شرح مجری الانہر تمام ہوئی۔

(۴)۔ شرح شیخی زادہ کی مجمع الانہر جو بہت مشہور اور معتبر ہی مصر و استنبول مین چھپکر شائع ہوگئی اور راقم الحروف کے پاس بھی موجود ہی۔ یہ شرح ۱۰۷۷ سنہ ہجری مین لکھی گئی ہی اسکے مصنف قاضی القضاۃ مولانا عبد الرحمن بن الشیخ محمد بن سلیمان متوفی ۱۰۷۸ سنہ ہجری ہین

(۵)۔ شرح علامہ محمد بن علی علاء الدین حصکفی دمشقی صاحب درمختار متوفی ۱۰۸۸ سنہ ہجری کی ہی۔ جسکا نام انھون نے الدر المنتقی فی شرح الملتقی رکھا ہی جو حاشیۂ مجمع الانہر پر چھپی ہوئی موجود ہی۔

(۶)۔ شرح قاضی قسطنطنیہ حضرت سید محمد بن محمد حلبی متوفی ۱۱۰۰ سنہ ہجری کی ہی اور یہ شرح شرح سید حلبی کے نام سے مشہور ہی۔

الملتقط الناصری۔ یہ فتاوے کی کتاب ہی اسکا ذکر آئیگا انشاء اللہ تعالے

منظومۃ النسفی۔ اسمین فقہ کے مسائل خلافیہ بہت ہین۔ مصنف اسکے مفتی الثقلین نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد نسفی صاحب ہدایہ کے اُستاد ہین۔ مقدمہ اور تذکرہ مین انکا ترجمہ لکھا گیا ہی۔ اس قصیدہ مین دس باب ہین

باب اول - مین امام اعظم کے اقوال ہین۔

باب دوم - مین امام ابو یوسف کے اقوال ہین۔

باب سوم - مین امام محمد کے اقوال ہین۔

باب چہارم - مین شیخین کے اقوال ہین۔

باب پنجم - مین طرفین کے اقوال ہین۔

باب ششم - مین صاحبین کے اقوال ہین۔

باب ہفتم - مین ان سب ایمہ کے اقوال ہین۔

باب ہشتم - مین امام زفر کے اقوال ہین۔

باب نہم - مین امام شافعی محمد بن ادریس کے اقوال ہین۔

باب دہم - مین امام مالک کے اقوال ہین۔ اس قصیدے کے ابیات دو ہزار چھ سو ساٹھ ہین۔ مصنف رحمہ اللہ نے ماہ صفر ۵۴۰ھ ہجری مین اس قصیدے کو تصنیف کیا ہے۔ علماے کبار نے اس منظومۃ النسفی کی شرحین لکھی ہین۔ ازانجملہ امام علامہ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی۔ اور علامہ ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد موصلی۔ اور علامہ رضی الدین ابراہیم بن سلیمان حموی منطقی۔ اور ابو المحامد محمود بن محمد بن داؤد بخاری افشنجی۔ اور ابو الفتح علاء الدین محمد بن عبد الحمید اسمیدی سمرقندی معروف بہ علاء عالم۔ اور مولانا ابو بکر محمد حدادی حنفی وغیرہم ہین۔

فائدہ ابو البرکات حافظ الدین نسفی نے منظومۃ النسفی کی پہلے بہت بڑی شرح لکھی تھی جسکا نام مستصفی رکھا تھا پھر ہمم قاصرہ کا خیال کر کے اسکو مختصر کر دیا اور اس مختصر کو بنام مصفی موسوم کیا۔ ابو البرکات حافظ الدین نسفی صاحب کنز

وتفسیر مدارک کا ترجمہ مقدمے مین لکھا گیا ہی۔ ابو اسحق موصلی ؒ کا انتقال ۶۵۲ھ ہجری مین ہوا۔ اور حموی منطقی کا انتقال ۶۳۲ھ ہجری مین ہوا۔ اور ابو المحامد فشنجی کا انتقال ۶۷۱ھ ہجری مین ہوا۔ اور انکی شرح کا نام الحقائق ہی۔ یہ شرح سات برس سے زیادہ مین لکھی گئی ہی۔ یہ فشنجی کی شرح بخاری مین بروز عید اضحی ۶۶۶ھ ہجری مین ختم ہوئی ہی۔ اور علاء عالم کا انتقال ۶۵۸ھ ہجری مین ہوا انکی شرح کا نام حصر المسائل ہی۔ اور مولانا ابو بکر حدادی مصنف جوہرۂ نیرہ کا انتقال تقریباً ۸۰۰ھ ہجری مین ہوا انکی شرح کا نام النور المستنیر ہی اور یہ شرح ایک بڑی جلد مین ہی۔

منظومۃ ابن وہبان - فقہ حنفی مین یہ قصیدۂ رائیہ نہایت ہی عمدہ جامع مانع چار سو بیت مین ہی جسکا نام قید الشرائد ونظم الفوائد ہی۔ اسکو ہدایہ کی ترتیب پر چھتیس کتابون سے ابن وہبان فقیہ نے انتخاب کر کے لکھا ہی۔ پھر خود ہی مصنف نے دو جلدون مین اسکی شرح بنام عقد القلائد فی حل قید الشرائد لکھی۔ ابن وہبان کا نام علامہ شیخ عبد الوہاب بن احمد دمشقی حنفی متوفی ۷۶۸ھ ہجری ہی۔ اس منظومہ کی شرح قاضی القضاۃ مولانا عبد البر بن محمد معروف بہ ابن شحنہ حلبی متوفی ۹۲۱ھ ہجری نے لکھی ہی جسکا نام عقد الفوائد وتکمیل قید الشرائد ہی اسکا ایک نسخہ قلمی (۲۷۷) صفحون کا کتب خانۂ ریاست رامپور مین ہی۔ ابن شحنہ نے یہ بھی کہا ہی کہ ابن وہبان کے پہلے ایسی نظم مولانا نجم الدین طرسوسی نے لکھی ہی اور ابن وہبان طرسوسی سے انکی نظم مانگتے تھے مگر طرسوسی نے اپنی زندگی مین اُس نظم کو نہ ابن وہبان کو دیا نہ کسی دوسرے کو دیکھنے کو دیا مگر طرسوسی کے انتقال کے بعد وہ نظم ابن وہبان کے ہاتھ لگی۔ ابن وہبان نے بلا تغیر معنوی کے اُسی نظم کو باختصار الفاظ اپنی نظم مین

داخل کرلیا۔ ابن وہبان کی نظم طرسوسی کی نظم سے بہت کم بلکہ اُسکی نصف ہی۔ علامۂ فہام حسن شرنبلالی رحمہ اللہ نے ابن شحنہ کی شرح کو مختصر کیا ہی۔ انکی شرح کا نام تیسیر المقاصد ہی۔ یہ شرح (۲۱۰) صفحون مین قلمی کتب خانۂ ریاست رامپور مین موجود ہی۔

منظومة الطرسوسی۔ یہی منظومۂ طرسوسی ابن وہبان کے منظومہ کا ماخذ اور نقش اول ہی۔ اس قصیدے مین ایک ہزار بیت ہی۔ علامۂ طرسوسی نے اپنی نظم کا نام الفوائد البدریة الفقهية رکھا ہی۔ اور اسکی شرح کا نام جو خود مصنف نے لکھی ہی الدُرّة السنیة رکھا۔ علامۂ طرسوسی کا نام نجم الدین ابراہیم بن علی ہی۔ ۷۵۲ھ ہجری یا ۷۵۸ھ ہجری مین انکا انتقال ہوا۔ ایسا ہی کشف الظنون مین لکھا ہی واللہ اعلم بالصواب۔ کتاب محظورات الاحرام بھی طرسوسی کی تصنیف سے ہی۔

منظومة التبریزی۔ یہ بھی فقہ مین ایک عمدہ قصیدہ ہی جسکے مصنف علامہ حسام الدین ابو عبداللہ حسن بن شرف تبریزی متوفی ۷۷۶ھ ہجری ہین۔

المهمات۔ اس کتاب مین فقہ کے مسائل بہت ہین مصنف اسکے علامۂ فہامہ شمس الدین احمد بن سلیمان معروف بہ ابن کمال پاشا متوفی ۹۴۰ھ ہجری ہین۔ یہ کتاب کتب متداولہ سے ہی مگر علامۂ برکلی نے اسکو بھی غیر معتبر بتلایا ہی حالانکہ اسکے مصنف ابن ہمام کے درجے کے تھے۔ کشف الظنون مین ہی وقد عدّہ المولی برکلی من جملة الواهیات المتداولات انتہی مقدمہ مین ابن کمال پاشا کا ترجمہ لکھا گیا ہی۔

مواهب الرحمن فی مذهب النعمان۔ یہ کتاب فقہ مین ہی اسکی شرح برہان کا ذکر پہلے ہو چکا ہی۔ اسکے مصنف ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی متوفی ۹۲۲ھ ہجری قاہرہ مین رہا کرتے تھے۔ اسکے ماتن اور شارح دونون ایک ہی شخص ہین۔

مواہب المنان ۔ شرح تحفۃ الاقران ۔ اسمین فقہ کے غرائب و نوادر مسائل بہت ہین ۔ اسکے مصنف علامہ شیخ محمد بن عبد اللہ خطیب تمرتاشی متوفی ۱۰۰۴ھ ہجری ہین ۔

منیۃ المصلی ۔ وغنیۃ المبتدی ۔ یہ چھوٹی سی معتبر کتاب حنفیون مین متداول و متدارس ہے ۔ مصنف اسکے علامہ سدید الدین کاشغری ہین ۔ اسکی دو شرحین بہت مشہور ہین ۔ کبیری اور صغیری ۔ تعجب کا مقام ہے کہ کسی شارح نے مصنف منیۃ المصلی کا کچھ حال نہ لکھا ۔ ایک شرح اسکی ابراہیم بن محمد حلبی نے ایک جلد مین بنام غنیۃ المستملی لکھی اور اُسکو علمانے پسند کرلیا ہے ۔ پھر طلبہ کی آسانی کیواسطے اسکو مختصر کردیا حلبی کا انتقال ۹۵۶ھ ہجری مین ہوا ۔ حلبی کی شرح کا شروع یون ہے الحمد للہ جاعل الصلوٰۃ عماد الدین اور اسکی شرح ابن امیر حاج محمد بن محمد حنفی متوفی ۸۷۹ھ ہجری نے بھی لکھی ہے جسکا نام حلیۃ المحلی وبغیۃ المهتدی فی شرح منیۃ المصلی ہے ۔ حلبی کی شرح سے ابن امیر حاج کی شرح بڑی ہے ۔ بڑی شرح کا شروع یون ہے الحمد للہ عظیم الفضل ۔ اور بھی اسکی شرح عمر بن سلیمان نے ۸۰۵ھ ہجری مین لکھی ہے اور انکی شرح ممزوج ہے اور حلبی کی شرح سے بھی چھوٹی ہے اس چھوٹی شرح کا شروع یون ہے الحمد للہ جاعل الصلوٰۃ عماد الدین ۔

منحۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک مصنفہ علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ ہجری ۔ کتب خانہ ریاست رامپور مین قلمی موجود ہے ۔

منحۃ الخالق علی البحر الرائق ۔ یہ حاشیہ بحر رائق کا ہے ۔ مصنف اس کے خاتمۃ المحققین علامہ سید محمد امین (ابن عابدین) شامی متوفی ۱۲۵۲ھ ہجری ہین ۔ یہ حاشیہ

بحر رائق کے حاشیے پر چھپا ہوا راقم الحروف کے پاس موجود ہی۔

منح الغفار۔ شرح تنویر الابصار مصنفۂ علامہ شیخ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ ہجری کتب خانۂ ریاست رامپور مین قلمی تین جلدون مین پوری موجود ہی۔

مالا بد منہ۔ یہ کتاب بہت معتبر و متداول ہی۔ اسمین تمام ضروری مسائل نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے مندرج ہین۔ اور ابتدائے کتاب مین عقائد بھی بطریق احسن ذکر کیے ہین۔ کیونکہ بدون درستی عقائد اعمال مفید نہین۔ ابتدا گلستان کے ساتھ ساتھ اسکا یاد کرانا مبتدیون کے واسطے ازبس مفید ہی۔ مصنف رحمہ اللہ کی خوش نیتی اور اخلاص کے سبب سے یہ کتاب مقبول خاص و عام ہوئی۔ مصنف اسکے حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۵ھ ہجری ہین۔

مفتاح الجنۃ۔ اسمین فقہیہ مسائل ضروری نہایت صاف سلیس اُردو مین لکھے گئے ہین۔ یہ کتاب نہایت مقبول و متداول و معتبر اور مفید خاص وعام ہی۔ ہر جگہ یہ کتاب معمول بہ ہی۔ ہند و بنگال کے مسلمان عموماً اس سے مستفید ہوتے ہین۔ کئی زبانون مین اسکا ترجمہ بھی ہوگیا ہی۔ اور بارہا مطابع مختلفہ مین چھپی اور چھپتی جاتی ہی۔ اسکی زیادہ تعریف و توصیف کی حاجت نہین ایک عالَم اسکی فیض رسانی کا مقر اور مداح ہی۔ مصنف اسکے علامہ مولانا حاجی قاری مولوی کرامت علی واعظ حنفی جونپوری متوفی ۱۲۹۰ھ ہجری ہین۔ جیسا اس سے اردو خوانون کو ضروری مسائل معلوم ہوتے ہین اور فائدہ پہونچتا ہی ویسا ہی آپ کی تصنیف زینۃ المصلی سے نمازیون۔ اور آپ کی زینۃ القاری اور مخارج الحروف سے قاریون کو

نفع پہونچتا ہی۔ اَعلَی اللہ فی علیین زُلفَاہ امین۔

ذکرمحیطات

محیط برہانی۔ یہ بڑی محیط کرکے مشہور ہی اسی کے مختصر کا نام ذخیرہ ہی مصنف اسکے برہان الدین محمود بن تاج الدین احمد ہین یہ محیط کئی جلدون مین ہی اسکا شروع یون ہی الحمد للہ خالق الاشباح بعد رتقہا و فالق الاصباح برحمتہ اسی کو بڑی محیط کہتے ہین اور بعضون نے محیط سرخسی کو بڑی محیط کہا ہی۔ بڑی محیط جسکو محیط برہانی کہتے ہین اُسکے مصنف رضی الدین محمد بن محمد سرخسی نہین ہین بلکہ اُسکے مصنف برہان الدین محمود ہین۔ بڑی محیط کی تین جلدین کتب خانہ ریاست رامپور مین موجود ہین۔ جلد اول مین کتاب الطہارۃ سے حج تک (۶۳۴) صفحے ہین۔ جلد دوم مین اقرار سے مضاربۃ تک (۸۹۸) صفحے ہین۔ جلد سوم مین قسمۃ سے۔ آخر کتاب رجوع من الشہادۃ تک (۵۹۲) صفحے ہین۔

محیط رضوی۔ مصنف اسکے رضی الدین بن العلاء الصدر الحمید تاج الدین محمد بن محمد بن محمد سرخسی حنفی متوفی ۵۷۱ھ ہجری ہین۔ انکی تصنیف سے تین محیطین ہین۔

کبریٰ۔ بڑی محیط یہ دس جلدون مین ہی۔

وسطیٰ۔ درمیانی محیط یہ چار جلدون مین ہی۔

صغریٰ۔ چھوٹی محیط یہ دو جلدون مین ہی۔ یہ تینون محیطات مصر شام روم مین موجود ہین

فائدہ جن لوگون نے محیط سرخسی کو بڑی محیط کہا ہی اُسکے یہی معنی ہون گے کہ محیط سرخسی جو دس جلدون مین ہی محیط برہانی سے حجم اور اوراق مین زیادہ ہی اور نیز

سرخسی کی اور دوسری دونون محیطون سے بھی بڑی ہی۔ اور جنھون نے محیط برہانی کو
بڑی محیط کہا ہی شاید اسکے یہ معنی ہون گے کہ وہ بڑے درجے کے فقیہ کی ہی اور یہ پہلے
کی ہی یا یہ کہ وہ ذخیرہ کتاب کی اصل ہی اور ذخیرہ خود ضخیم کتاب ہی پس جبکا یہ ذخیرہ
مختصر ہی وہ باعتبار اسکے ضرور بڑی ہوگی تو محیط برہانی بڑی محیط ہوئی۔ یا یہ کہ رضی الدین
کی اور دونون محیطون سے یہ محیط برہانی بڑی ہی۔ یا باعتبار مسائل کے محیط رضوی
سے محیط برہانی بڑی ہی کہ محیط برہانی مین نفس مسائل جزئیہ بہت ہین اور علل اور
دلائل اور قواعد اصول و نظائر وغیرہا نہین ہین اور محیط رضوی مین نفس جزئیات تو اتنے
نہین مگر علل اور دلائل اور اصول اور نظائر و امثال و نوازل و واقعات و اختلافات
و اقاویل وغیرہا بہت ہون گے اسی سبب سے ضخامت بھی زیادہ ہوئی اور کتاب
بڑی ہوگئی تو اسوجہ سے اُسکو بڑی محیط کہنے لگے۔ یہ تقریر خاص راقم الحروف
کی ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فائدہ جہان محیط مطلق بولین وہان محیط رضوی سرخسی کی بڑی محیط مراد ہوگی
جیساکہ ابن حنائی نے دُرر کے حاشیے مین اسکی تصریح کردی ہی۔ دُرر کے اس قول
وَاختارہ فی المحیط کے حاشیے مین یون لکھا ہی اَرَادَ محیط الامام رضی الدّین
محمّد بن محمّد السرخسی وھو ثلٰثۃ نسخ الاولیٰ کُبرٰی وھُوالمشھُور بالمحیط
حَیثُ اطلق غالبا اھ **تنبیہ** جاننا چاہیے کہ جو محیط سرخسی کی چار جلدون اور دو
جلدون مین ہی دونون کو محیط رضوی کہتے ہین۔ اور بڑی محیط سرخسی کی جو دس
جلدون مین ہی اُسکو محیط السرخسی کہتے ہین۔ یہ فقہا کی اصطلاح ہی۔

محیط السرخسی۔ یہی امام رضی الدین محمد سرخسی کی بڑی محیط جو دس

جلدون مین ہی- پہلے یہی محیط لکھی گئی پھر اُسکو ملخص کر کے مصنف نے چار جلدون
مین لکھا- پھر کچھ روز کے بعد جب لوگون مین پست ہمتی اور سُستی دیکھی تو اسکو بھی
مختصر کر کے دو جلدون مین کر دیا- محیط السرخسی کا شروع یون ہی الحمد للہ
ذی المجد والجلال سرخسی نے اپنی تصنیف کی یہ ترتیب رکھی ہی کہ پہلے
جامع مسائل فقہ کے ہر باب کے شروع مین مبسوط سے لکھے ہین کیونکہ مسائل مبسوط
کے بطریق اصول مثبتہ کے ہین- پھر اُسکے بعد مسائل نوادر کے لکھے ہین اسلیے
کہ مسائل نوادر کے مسائل اصول سے نکالے گئے ہین- پھر اُسکے بعد مسائل جامع
کے لکھے ہین کیونکہ مسائل جامع کے فقہ کے خلاصہ کا مجموعہ ہی- پھر بعد اسکے باب کو
زیادات کے مسائل پر ختم کیا ہی کیونکہ وہ جامع کے فروع پر بڑھائے گئے ہین-

فائدہ مصنف نے محیط نام اسوجہ سے اختیار کیا کہ یہ کتاب ان کُل کتابون
کے مسائل پر حاوی اور سب کو شامل ہی گویا کہ کُل مسائل و فوائد و حقائق کتب
مذکورہ کو احاطہ کیے ہوے ہی- محیط بروزن مقیم احاطہ سے مشتق ہی یہ بضم میم و کسر
حاے مہملہ صیغہ اسم فاعل ہی- محیط السرخسی کی قلمی ایک جلد کتاب النذور سے
کتاب الصید تک (۵۵۶) صفحے مین کتبخانہ ریاست رامپور مین ہی-

فائدہ جاننا چاہیے کہ فن لغت مین بھی تین محیطین ہین-
ایک محیط مصنفہ اسمعیل بن عباد الصاحب الوزیر متوفی ۳۸۵ھ ہجری کی ہی- یہ
محیط سات جلدون مین ہی-
دوسری محیط عبد الملک بن علی مؤذن ہروی متوفی ۴۸۹ھ ہجری کی ہی-
تیسری محیط ابن کمال پاشا متوفی ۹۴۰ھ ہجری کی ہی اسمین بیان لغات

زبان فارسی مین ہی۔

کتب مناسک حنفیہ

کتب مناسک کہ جن مین حج بیت اللہ و زیارت حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و قواعد و ضوابط و آداب و ادعیہ بالتفصیل موافق مذہب حنفی جمع ہین حسب تفصیل ذیل ہین۔

مناسک مصنفہٗ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کی۔

مناسک برہانی مصنفہٗ برہان الدین علی صاحب ہدایہ کی۔ اسکا نام عدۃ الناسک ہی۔

مناسک۔ قاضی القضاۃ صدر الدین سلیمان بن ابی العز وہب حنفی متوفی ۶۷۷ سنہ ہجری کی۔ یہ مصر کے قاضی تھے۔

مناسک علاء الدین علی بن بلبان جندی حنفی متوفی ۷۳۱ سنہ ہجری کی۔

مناسک نجم الدین ابراہیم طرسوسی حنفی متوفی ۷۵۸ سنہ ہجری کی یہ بڑی کتاب ہی۔

مناسک ابن امیر حاج محمد بن محمد حلبی متوفی ۸۷۹ سنہ ہجری کی۔ اسکا نام داعی منازل البیان ہی۔ یہ منسک ۸۷۶ سنہ ہجری مین ختم ہوئی ہی۔

مناسک ملا علی قاری کی یہ دو جزو مین ہی۔ ۱۰۱۰ سنہ ہجری مین یہ لکھی گئی ہی۔ اسکا نام بدایۃ السالک فی نہایۃ المسالک ہی۔

مناسک ابن شبلی ابو العباس شہاب الدین احمد بن یونس

حنفی کی۔ یہ مختصر منسک ہی۔

مناسک السندی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ اسکا شروع یون ہی الحمد للہ اکمل الحمد علی ما ھدانا الاسلام ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ۱۰۱۲ ہجری مین اسکی شرح لکھی ہی۔

المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط علی لباب المناسک مصنف اسکے حضرت علامہ فہامہ مولانا ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی ہین۔ یہ مصر مین چھپ گئی ہی۔ یہی علامہ رحمہ اللہ سندھی کی کتاب کی شرح ہی راقم الحروف کے پاس موجود ہی۔

زبدۃ المناسک۔ یہ کتاب بھی مناسک حج مین ہی اسکا ذکر حرف (ز) مین ہو چکا ہی۔

مناسک ابن العماد عبد الرحمن بن محمد بن عماد الدین عمادی حنفی مفتی شام متوفی ۱۰۵۱ ہجری کی۔ اسکا نام المستطاع من الزاد ہی مصنف نے اپنے حج کے زمانے ۱۰۳۷ ہجری مین اسکو لکھا تھا۔

مناسک شاغوری کے مصنف اسکے شیخ ابو اسحق ابراہیم بن محمد طلبی حنفی متوفی ۹۰۱ ہجری ہین۔ یہ بڑی معتبر و مفید کتاب ہی ملا کاتب چلپی نے اسکے حق مین یہ جملۂ مدحیہ لکھا ہی وھو کتابٌ مفیدٌ معتبرٌ۔

حرف النون

نوازل السمرقندی مصنف اسکے امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی نصر بن محمد بن ابراہیم حنفی متوفی ۳۷۵ ہجری ہین۔ اسکے املاسے روز جمعہ بماہ جمادی الاولی

سنہ ۳۷۶ ہجری مین فارغ ہوے۔ املا کے اصطلاحی معنے حرف الالف مین لکھے گئے
مصنف کی وفات کے سنہ مین چار قول بیان کیے جاتے ہین جو مقدمے مین لکھدیے گئے
اس مصنف نے مذہب حنفی کی بڑی تائید و خدمت کی ہو۔ اور مسائل اور فتاوے اور
اقوال علماے سلف کو بڑی جانچ کے ساتھ یکجا جمع کر دیا ہو۔ مصنف نے اس نوازل
مین محمد بن شجاع ثلجی اور محمد بن مقاتل رازی اور محمد بن سلمہ اور نصیر بن یحیی اور محمد بن
سلام اور ابوبکر اسکاف اور علی بن احمد فارسی اور فقیہ ابوجعفر ہندوانی اور محمد بن عبداللہ
کے اقوال جمع کیے ہین اور فقیہ ابوالليث نے یہ بھی ذکر کر دیا ہو کہ ان لوگون کی
نظر دقیق مسائل اور نوازل اور واقعات کے باب مین خداداد تھی خداوند کریم نے
ان لوگون کو اس کام کی توفیق عنایت فرمائی تھی انھین لوگون کو مشایخ کہتے ہین
پس مشایخ کے اقوال سے یہ نوازل مملو ہو۔ ہان اور فقہا کے بھی کچھ اقوال
استطرادًا اسمین مندرج ہین جنکی روایت کتاب مین نہین ہو۔ البتہ عیون المسائل
مین مصنف نے اور فقہا کے اقوال نقل کیے ہین کہ جن سے انکو روایت پونہچی
اور جنکی روایت کتابون مین بھی لکھی گئی ہو۔

نتف فی الفتاوے۔ مصنف اسکے امام رکن الاسلام قاضی ابوالحسن علی
ابن حسین سغدی مفتی حنفیہ متوفی سنہ ۴۶۱ ہجری ہین۔ مقدمے مین ان کا ترجمہ لکھا گیا ہو
یہ شمس الائمہ سرخسی کے شاگرد تھے۔

نصاب الفقیہ۔ مصنف اسکے علامہ افتخار الدین طاہر بن احمد
بخاری متوفی سنہ ۵۴۲ ہجری ہین۔ انھون نے ایک اور کتاب اسی سے مختصر کر کے
لکھی ہو جس کا نام خلاصۃ الفتاوے ہو۔

النافع۔ اسکا اصلی نام الفقہ النافع ہی مگر فقط نافع کے نام سے یہ کتاب مشہور ہی۔ اسکے مصنف شیخ امام ناصر الدین ابو القاسم محمد بن یوسف حسینی مدنی سمرقندی حنفی متوفی ۶۵۶ھ ہجری ہین یہ فقہ کی ایک مختصر کتاب ہی جسکی سابق زمانے مین تبرکاً لوگ تلاوت کیا کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے تھے۔ اسکی شرحین علما نے لکھی ہین مگر مشہور شرح اسکی حافظ الدین ابو البرکات نسفی متوفی ۷۱۰ھ ہجری کی ہی۔ اور انھین کی شرح نہایت معتبر ہی اسکے نام مین اختلاف ہی بعضون نے اسکا نام مستصفیٰ اور بعضون نے مصفیٰ بتلایا ہی واللہ اعلم بالاسم۔ اس شرح کا شروع یون ہی الحمد للہ الذی ایّد اولیاءہ

فائدہ علامہ نسفی نے اپنی شرح کے آخر مین یہ بیان کیا ہی کہ اس شرح مین جہان لفظ علامہ کہا گیا ہی وہان مراد میری اُس سے شمس الائمہ کُردری ہین۔ اور جہان لفظ استاذ کہا گیا ہی وہان مراد میری مولانا حمید الدین ہین۔ اور جہان مین نے مطلق مبسوط کہا ہی وہان اُس سے میری مراد مبسوط سرخسی ہی۔

نقایہ۔ یہ ایک مشہور متن متین ہی امام صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود حنفی متوفی ۷۴۷ھ ہجری نے بہت عمدہ طریقے سے وقایہ کو مختصر کیا ہی۔ کذا فی کشف الظنون صدر الشریعۂ ثانی عبید اللہ بن مسعود یہی مصنف شرح وقایہ ہین۔ مقدمے مین انکا ۷۴۷ھ ہجری مین انتقال بتلایا گیا ہی۔

اس نقایہ کی اکابر علما نے شرحین لکھی ہین۔ از انجملہ (۱) شرح شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن محمد شمنی متوفی ۸۷۲ھ ہجری کی کمال الدرایہ فی شرح النقایہ ہی (۲) شرح ممزوج علاء الدین علی بن محمد مصنفک متوفی ۸۷۵ھ ہجری کی ہی۔ (۳) شرح علامہ شیخ قاسم بن قطلوبغا محدث حنفی متوفی ۸۷۹ھ ہجری کی ناتمام رہگئی ہی۔ (۴) شرح

ملا عبد العلی برجندی کی ہی جسکو انھون نے ۹۳۲ہجری مین لکھی ہی۔ راقم الحروف کے پاس یہ شرح موجود ہی۔ (۵) شرح محمود بن الیاس رومی کی جو شرح الیاس کے نام سے مشہور ہی راقم الحروف کے پاس موجود ہی۔ یہ شرح بہت مفید ہی۔ یہ شرح ۸۰۱ھ ہجری مین تمام ہوئی۔ (۶) شرح فارسی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی متوفی ۸۹۸ھ ہجری کی ہی۔ (۷) شرح ابو المکارم بن عبد اللہ بن محمد کی جو بماہ رجب ۹۰۷ھ ہجری مین تمام ہوئی ہی۔ (۸) شرح قہستانی کی جامع الرموز ہی اور یہ ہندوستان مین بہت مشہور ہی یہ جامع الرموز ۹۴۱ھ ہجری مین تصنیف ہوئی ہی۔

بعض ناواقف لوگ جامع الرموز کو مستقل کتاب سمجھتے ہین انکو یہ بھی نہین معلوم ہوا کہ یہ نقایہ کی شرح ہی جسکو مختصر وقایہ بھی کہتے ہین۔ افسوس۔

جامع الرموز کا مختصر حال

مصنف اسکے شمس الدین محمد خراسانی قہستانی متوفی تقریباً ۹۶۲ھ ہجری ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ بخارا مین ۹۵۰ھ ہجری کے حدود مین ان کا انتقال ہوا اور یہ بخارا مین رہا کرتے تھے۔ کشف الظنون مین لکھا ہی کہ نقایہ کی شرحون مین سے سب سے زیادہ نافع یہی شرح ہی اسمین باریک باریک رموز و اشارات بہت ہین اور اس سے لوگون کو بہت فائدہ پونہچتا ہی۔ باوجود اسکے مولانا عصام الدین رحمہ اللہ نے قہستانی صاحب جامع الرموز کے حق مین کہا ہی کہ وہ ہرگز شیخ الاسلام ہروی کے شاگردون مین نہ تھے نہ اعلیٰ درجے کے شاگردون مین تھے نہ ادنے درجے کے طالب علمون مین تھے۔ وانما کان دلال الکتب فی زمانہ ولا کان یعرف بالفقہ

ولا غیرہ بین اقرانہ اھ یعنی قہستانی شیخ الاسلام ہروی کے زمانے مین کتابون کا
دلال ہی تھا فقہ وغیرہ اُنکے زمانے مین کچھ بھی نہین جانتا تھا اس معنی کی تائید اس سے
ہوجاتی ہے کہ اُسنے اپنی اس شرح مین دبلا موٹا صحیح ضعیف بغیر تحقیق و تصحیح کے مثل
حاطب لیل کے جو پایا جمع کرلیا۔ اسی بنا پر علما اس کو غیر معتبر کتب مین شمار کرتے اور
اس سے فتوا لکھنے کو منع کرتے ہین۔ (۹) شرح ملا علی قاری کی مسمی فتح باب العنایۃ
شرح کتاب النقایۃ۔ یہ شرح ۱۰۰۳ھ ہجری مین لکھی گئی ہے۔ فی الواقع حضرت ملا علی قاری
یعنی مولانا نور الدین علی بن سلطان محمد ہروی حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ ہجری نے یہ شرح بہت ہی
عمدہ لکھی اسکے دیباچہ کی تھوڑی سی عبارت علما کے ملاحظے کے لیے کشف الظنون
سے نقل کرکے لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ ان علماءنا اکثر اتباعا للسنۃ من غیرھم و
ذلک انھم اتبعوا السلف فی قبول المرسل معتقدین انہ کالمسند مع الاجماع
علی قبول مسانید الصحابۃ ولم یات عن احد منھم انکار الی رأس المائتین
فی زمن الشافعی رضی اللہ عنہ۔ فمن نسب اصحابنا الی مخالفۃ السنۃ
واعتبار الرأی والمقایسۃ فقد اخطأ ورد الشافعی المرسل الا ان یجیٔ
من وجہ اٰخر مسندا او غیر ذلک۔ ثم لم یزل اصحابنا یعتنون فی کتبھم
بذکر الادلۃ من السنۃ والبحث عنھا کالطحاوی والقدوری و ابی
بکر الرازی ولقد اکثر الامام ابو اسحٰق فی المھذب وامام الحرمین
فی النھایۃ وغیرھما من ذکر الاستدلال بالاحادیث الضعیفۃ وقد
قد بین ذلک البیھقی والنووی والمنذری فھذا الذی اوجب
علینا ذکر الاحادیث مجملۃ فی تقویۃ الدرایۃ من غیر اسناد الی المخرجین

سبباً للطعن فی بعض احادیثه ولمّا کان کتاب النقایۃ من اوجز
ن تصدیت ان اکتب علیه شرحاً غیر مخل مشحوناً بالادلۃ من
ب والسنۃ والاجماع والاختلاف انتہی۔

النہر الفائق۔ یہ شرح کنز الدقائق کی علامہ سراج الدین عمر بن نجیم مصری
بحر رائق کے بھائی کی تصنیف ہے اور یہ شرح بحر رائق کے بعد تصنیف ہوئی ہے۔

النوادر۔ مصنف اسکے امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ ہجری ہین۔ اسمین فقہ
ر نادر مسائل جمع ہین اسکے مسائل دوسرے طبقے کے ہین۔

النوادر الفقہیہ۔ مصنفہٗ فقیہ ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ ہجری ہے۔

نوادر الطحاوی۔ یہ نوادر دس جلدون مین ہے مصنف اسکے امام ابو جعفر
محمد طحاوی محدث حنفی متوفی ۳۲۱ھ ہجری ہین۔

نوادر ابن شلجی۔ مصنفہٗ فقیہ العراقین ابو عبد اللہ محمد بن شجاع ثلجی بغدادی کی
ن بن زیاد کے شاگرد تھے۔

نوادر ابن سماعہ۔ ان کا نام محمد تھا یہ صاحبین اور حسن بن زیاد کے
تھے۔

نوادر ہشام۔ اسی کو کتاب النوادر کہتے ہین۔ یہ ہشام بن عبید اللہ رازی
ن کے شاگرد تھے۔ انکے سوا اور بھی نوادر ہین۔

حرف الواو

وقایۃ الروایہ۔ مصنف اسکے امام برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ حنفی

ہین۔ انھون نے اس متن کو اپنے نواسے صدر الشریعہ کے واسطے تصنیف کیا ہی۔ یہ
فقہ کا ایک متن متین مقبول ائمہ مسلمین ہی اسکی شرحین اکابر علما نے لکھی ہین چنانچہ خود
مصنف کے نواسے امام صدر الشریعہ ثانی عبید اللہ بن مسعود محبوبی حنفی اصولی متوفی سنہ ۷۴۵
ہجری نے بھی اسکی ایک شرح وجیز چار جلدون مین لکھی ہی جو اس زمانے مین درس
وتدریس مین داخل ہی جسکی عام شہرت شرح وقایہ کے نام سے ہی یہ شرح وقایہ آخر ماہ صفر
سنہ ۷۴۳ ہجری مین تمام ہوئی ہی جسکی تصنیف کو آج تک چھ سو چبیس برس ہوے۔
اسی متن وقایہ کو صدر الشریعۃ ثانی صاحب شرح وقایہ نے مختصر کر کے نقایہ نام رکھا ہی
جسکا ذکر ابھی مع شروح کے حرف النون مین ہو چکا۔

شرح وقایہ پر علما نے بہت سے حاشیے لکھے ہین ازانجملہ حاشیۂ اخی چلپی
یوسف بن جنید توقانی متوفی سنہ ۹۰۵ ہجری کا ذخیرۃ العقبی بہت مشہور ہی۔ اخی چلپی نے
اس حاشیے کو دس برس مین لکھا ہی۔ دار السلطنۃ کلکتہ مین شرح وقایہ کے ساتھ یہ حاشیہ
چلپی کا چھپ گیا ہی۔ سلطان بایزید خان بن سلطان محمد خان کے عہد مین یہ حاشیہ
لکھا گیا ہی۔ ابتدا اس حاشیہ کی سنہ ۸۹۱ ہجری مین اور اختتام سنہ ۹۰۱ ہجری مین ہی۔

فائدہ حسن چلپی محشی شرح مواقف اور مطول اور تلویح اور بیضاوی اور شرح وقایہ
کا اخی چلپی کے پہلے سنہ ۸۸۶ ہجری مین انتقال ہوا ہی۔

اور[۲] حاشیہ مولانا محمد قرہ باغی متوفی سنہ ۹۴۲ ہجری کا۔

اور[۳] حاشیہ مولانا یعقوب پاشا متوفی سنہ ۸۹۱ ہجری کا۔

اور[۴] حاشیہ مولانا عصام الدین ابراہیم بن محمد اسفرائینی متوفی سنہ ۹۴۴ ہجری کا۔ یہ حاشیہ
صرف کتاب البیع ہی تک لکھا گیا ہی مع ذلک اسکو علما نے بہت پسند کیا ہی اور

یہ مملکت روم مین متداول ہی ۹۳۴ سنہ ہجری مین اسکی تسوید سے مصنف فارغ ہوے۔

اور حاشیہ علامہ مولانا محمد بن پیر علی برکلی صاحب طریقۂ محمدیہ متوفی ۹۸۱ سنہ ہجری کا۔ یہ محشی روم کے سربرآوردہ علماے گذرے ہین علامۂ برکلی کے نام سے انکی بڑی شہرت ہی۔

اور حاشیہ قاضی زادہ مولانا بدر الدین احمد بن محمود متوفی ۹۸۸ سنہ ہجری کا۔

اور حاشیہ مولانا سیف الدین احمد بن محمد حفید تفتازانی متوفی ۹۱۰ سنہ ہجری کا۔

اور حاشیہ علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ سنہ ہجری کا۔ بسبب خوف طوالت کل حاشیون کا ذکر نہین کیا گیا۔ مقدمۂ عمدۃ الرعایہ حاشیۂ شرح وقایہ مین مولانا محمد عبد الحی لکھنوی محشی شرح وقایہ نے محشیون کے بہت نام تبلائے ہین جسکو ضرورت ہو اُسمین دیکھ لے۔

الوجیز الجامع لمسائل الجامع۔ مصنف اسکے قاضی صدر الدین سلیمان بن ابی العز حنفی متوفی ۶۷۷ سنہ ہجری ہین۔

الوافی۔ یہ فقہ کی کتاب بڑی مقبول اور معتبر ہی کیون نہو کہ مصنف اسکے امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد حافظ الدین نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ سنہ ہجری ہین مصنف نے خود اسکی ایک شرح بنام الکافی لکھی ہی جسکے دو نسخے قلمی کتب خانۂ ریاست رامپور مین موجود ہین۔ علامہ اتقانی نے غایۃ البیان مین یہ ذکر کیا ہی کہ جب علامۂ نسفی نے ہدایہ کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا تھا تو تاج الشریعہ نے جو اُنکے ہمعصر تھے یہ سنکر کہا کہ یہ کام انکی شان کے لائق نہین ہی جب نسفی نے یہ خبر سنی تو اپنے ارادے کو فسخ کر دیا۔ اور خود ہدایہ کی ایسی ایک کتاب وافی نام کی لکھ ڈالی۔ جب یہ کتاب بعینہٖ ہدایہ کے طرز پر تمام ہو گئی تو اُسکی ایک شرح بھی کافی نام کی لکھ ڈالی۔ پس گویا کہ یہ کافی ہدایہ کی شرح ہی۔ اور یہ نسفی

بہت بڑے امام کامل فاضل محرر محقق مدقق اصولی فقیہ ہین۔ اصول اور تفسیر اور فقہ مین یدطولی رکھتے تھے۔ اور اس وافی کتاب کی دو شرحین بہار الدین ابو البقا محمد بن احمد بن ضیاء مکی متوفی ۸۵۴ھ ہجری نے لکھی ہین۔ ایک شرح مبسوط اور دوسری شرح مختصر ہے۔

الوجیز للکردری۔ اسکا اصلی نام الجامع الوجیز ہے۔ اور یہ فتاوے بزازیہ کے نام سے مشہور ہے۔ مصنف اسکے علامہ شیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب کردری حنفی متوفی ۸۲۷ھ ہجری ہین۔ اسکا ذکر فتاوے مین کیا جائے گا۔ یہ کتاب معتمد و معتبر ہے۔

حرف الہاء

ہدایہ۔ فقہ مین ہم حنفیون کے نزدیک یہ ہدایہ بہت بڑی معتبر اور جامع کتاب ہے۔ جامعیت و کثرت مسائل و حسن ترتیب و اسلوب تہذیب و خوبی عبارت و ایجاز و اعجاز کے لحاظ سے یہ ایک متن متین کا حکم رکھتی ہے۔ بظاہر یہ بدایۃ المبتدی کی شرح ہے اور حقیقت مین مختصر قدوری اور جامع صغیر کی شرح ہے۔ مصنف بدایہ اور ہدایہ دونون کے حضرت شیخ الاسلام مولانا برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ ہجری ہین۔ صاحب ہدایہ کی یہ عادت ہے کہ صاحبین کے دلائل بیان کرکے پھر امام اعظم کی دلیل بسط کے ساتھ ایسے طریقے سے بیان کرتے ہین کہ صاحبین ہی کے ادلہ سے امام اعظم کا مدعا ثابت ہو جائے۔ اور جب انکی تحریر اس طرز کے خلاف پائی جائے تو سمجھنا چاہیے کہ یہان صاحبین کا قول معتبر سمجھا گیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے جامع صغیر اور قدوری کے مسائل کی شرح لکھنے کا التزام کرلیا ہے۔ جب صاحب ہدایہ قال فی الکتاب کہتے ہین تو اُس کتاب سے اُنکی مراد قدوری ہوتی ہے۔ ملا کاتب چلپی نے

کشف الظنون مین لکھا ہی کہ شیخ اکمل الدین کا قول ہی کہ صاحب ہدایہ نے تیرہ برس مین ہدایہ کو لکھا ہی اور اس مدت تصنیف مین وہ برابر روزے رکھا کرتے تھے کبھی کوئی روزہ توڑا نہین سوا ایام ممنوعہ کے۔ اور وہ اسکی بڑی کوشش مین رہا کیے کہ اُنکے روزے کی اطلاع کسی کو نہو اسی زہد و تورع کی برکت سے یہ کتاب علما کے نزدیک ایسی مقبول ہوئی کہ کل کتب فروع پر اسکو ترجیح دیتے ہین۔ اور اسکی درس و تدریس کا اکابر علما نے بڑا اہتمام کیا ہی۔ تمام ملک کے مشائخ علما ے حنفیہ نے اسکو فقہ کے درس مین انتہائی کتاب مقرر کیا ہی۔ بعضون نے یہ بھی کہا ہی کہ یہ کتاب حطیم کعبہ مین لکھی گئی ہی۔ کثر فقہا اسکو کالوحی من السما ء عیوب اور اغلاط سے بالکل مبّرا سمجھتے ہین اور جو اسمین کچھ کلام کرے اسکو کافر کہدیا کرتے ہین۔ یہ محض تعصب ہی بھلا بشر کا کلام سہو و نسیان سے خالی ہو سکتا ہی۔ ہان اسمین البتہ کچھ شبہہ نہین کہ متاخرین کے کل متون اور شروح اور فتاوے اور حواشی سے زیادہ مستند اور معتبر اور معتمد اور صحیح اور متداول یہ کتاب ہی۔ ہدایہ کی شان مین اسکی مقبولیت کا حال دیکھکر کیا خوب و مرغوب کسی نے کہا ہی ؎

انّ الهداية كالقرآن قد نسخت	ما صنفوا قبلها في الشرع من كتب
فاحفظ قواعدها واسلك مسالكها	يسلم مقالك من زيغ ومن كذب

فقیر راقم الحروف فی البدیہہ کہتا ہی ؎

انّ الهداية للورى لهداية	ما ضل من اخذ الهدى من بينها
تشفي وتكفي كل مستفتٍ ومن	يفتي - وتروي صاديا من عينها

صاحب ہدایہ نے پہلے بدایہ کی شرح کفایۃ المنتھی لکھی تھی اور یہ شرح قریب
ختم کے پہونچ گئی تھی کہ اُنکے خیال مین یہ گذرا کہ بعض مقام پر تفصیل کی حاجت تھی
اگر مین نے وہان تفصیل نہ کی۔ اسی تکمیل کے خیال سے انھون نے دوسری شرح
موسوم بنام ہدایہ شروع کردی۔ جسکی ترتیب امام محمد کی جامع صغیر کی ترتیب پر رکھی
ہی۔ ہدایہ کی شرحین بڑے بڑے علماے نامدار و فقہاے ذوی اقتدار نے لکھی ہین
سب کے پہلے ہدایہ کی شرح دو جلدون مین مولانا حمید الدین علی بن محمد ضریر متوفی
۶۶۷ھ ہجری نے لکھی اور اس شرح کا نام الفوائد ہی اور علامہ جلال الدین سیوطی
نے نہایہ کو پہلی شرح بتلایا ہی۔ راقم الحروف یہ کہتا ہی کہ اگر مولانا حمید الدین نے ہدایہ کی
شرح لکھی ہی اور اُسکا نام الفوائد رکھا تو کسی طرح ممکن نہین کہ نہایہ پہلی شرح ہو۔ اسیلیے
کہ مولانا حمید الدین کا انتقال ۶۶۷ھ ہجری مین ہی اور نہایہ بماہ ربیع الاول ۷۰۰ھ ہجری
مین تصنیف ہوئی۔ ہان یون سیوطی کے قول کی تصحیح ممکن ہی کہ انھون نے الفوائد
شرح ہدایہ دیکھی نہین تھی اسوجہ سے نہایہ کو جو سب سے اقدم شرح ہی اول شرح کہا
یہ کلام اُسی نہایہ کے بابت ہی جو حسام الدین بن علی متوفی ۷۱۱ھ ہجری کی تصنیف
ہی یا یون اُس قول کی تصحیح کی جائے کہ جو نہایۃ الکفایہ نام کی شرح مصنفۂ امام
تاج الشریعہ عمر ہی وہ سب سے اقدم ہی کیونکہ وہ ۶۷۳ھ ہجری بماہ شعبان لکھی گئی
ہی اور نہایہ حسام الدین کی ۷۰۰ھ ہجری مین لکھی گئی ہی۔ مگر یہ بھی تصحیح کو کافی نہین
اسیلیے کہ نہایہ تاج الشریعہ کی تصنیف کے پہلے چھ سات برس بیشتر مولانا
حمید الدین ضریر کا انتقال ہوا ہی فافھم وتدبر

ذکر شروح ہدایہ

الفوائد - یہ شرح ہدایہ کی دو جلدون مین سب سے پرانی شرح ہے - اسکا ذکر ابھی گزر چکا ہے - مصنف اسکے علامۂ فہامہ مولانا حمید الدین علی بن محمد ضریر متوفی ۶۶۷ھ ہجری ہین - امام جلال الدین سیوطی نے نہایہ کو ہدایہ کی پہلی شرح بتلایا ہے -

نہایہ - شرح ہدایہ حسام الدین حسن بن علی فقیہ نحوی سغناقی حنفی متوفی ۷۱۰ھ ہجری یا ۷۱۱ھ ہجری کی تصنیف سے ہے - یہ شرح ۷۰۰ھ ہجری ماہ ربیع الاول مین تمام ہوئی ہے - اسکا شروع یون ہے الحمد للہ الذی اعلی معالم العلوم و درج انھون نے آخر مین مسائل فرائض بڑھا دیے ہین - صاحب معراج الدرایہ اور صاحب کفایہ آپ کے شاگرد تھے -

معراج الدرایہ الی شرح الہدایہ مصنف اسکے امام قوام الدین محمد بن محمد بخاری کاکی متوفی ۷۴۹ھ ہجری ہین یہ شرح ۲۱ - محرم الحرام ۷۴۵ھ ہجری مین تمام ہوئی ہے - شروع اسکا یون ہے الحمد للہ خالق الظلام و الضیا و یہ شرح مثل فتح القدیر کے بلکہ اُس سے زیادہ شرح و بسط کے ساتھ لکھی گئی ہے - اسمین ائمۂ اربعہ کے اقوال قدیم و جدید اور صحیح و اصح اور مختار مفتی بہ کو مع استدلال کے بیان کیا ہے -

نہایۃ الکفایہ فی درایۃ الہدایہ - یہ شرح ہدایہ کی امام تاج الشریعہ عمر بن صدر الشریعہ عبید اللہ محبوبی حنفی کی تصنیف ہے اس شرح کا شروع یون ہے نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب ہو المحمود جل شانہ یہ ماہ شعبان ۶۷۳ھ ہجری کرمان مین تمام ہوئی ہے -

غایۃ السروجی۔ مصنف اس شرح ہدایہ کے ابو العباس احمد بن سروجی قاضی مصری متوفی ۷۱۰ھ ہجری ہین۔ لیکن یہ شرح ناتمام ہے کتاب الایمان سے باقی رہگئی تھی کہ اُسکو قاضی سعد الدین محمد دیری متوفی ۸۶۷ھ ہجری نے کتاب الایمان سے باب المرتد تک سروجی ہی کے طرز پر چھ جلدون مین لکھکر تمام کردی ہے۔

تکملۃ الفوائد۔ یہ ایک حاشیہ ہدایہ کا تھا۔ چونکہ اسکو شرح کے طور سے لکھا ہے لہذا اسکا شمار شرح کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مصنف اسکے امام جلال الدین عمر بن محمد خبازی متوفی ۶۹۱ھ ہجری ہین۔ یہ حاشیہ مکمل نہ تھا علامۂ قونوی نے اسکو پورا کرکے اُسکا نام تکملۃ الفوائد رکھا۔

خلاصۃ النہایہ۔ یہ شرح ہدایہ کی نہایہ کا خلاصہ ایک جلد مین محمود بن احمد قونوی متوفی ۷۷۰ھ ہجری کی تصنیف سے ہے۔

غایۃ البیان۔ یہ شرح ہدایہ کی تین جلدون مین ہے۔ مصنف اسکے شیخ قوام الدین امیر کاتب ابن امیر عمر اتقانی حنفی متوفی ۷۵۸ھ ہجری ہین۔ علامۂ اتقانی نے اس شرح کو چھتیس ۳۶ سال کی عمر مین لکھا ہے۔ جسکا اشارہ بڑی متانت کے ساتھ بحساب عقد انامل دیباچۂ شرح مین کیا ہے اور اپنی عمر کو بتلایا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے

فشرعت حین جاوزت الثلاثین بعقد المنصر مع رافع الوسطی والخنصر جب سبابہ و ابہام بقاعدۂ مقررہ تیس ۳۰ کے لیے معقود ہون اور بیچ کی انگلی اور چھوٹی انگلی کھڑی رہے اور دونون کے بیچ کی بنصر دوبارہ گرکر ملاصق کف دست ہو تو یہ صورت چھتیس کی ہوتی ہے۔

وجہ اس شرح کی تصنیف کی یہ ہے کہ آپ سے بہت سے طلبہ پڑھتے تھے اُنھون نے

س بات کی استدعا کی کہ آپ ہم لوگون کے لیے ہدایہ کی ایک شرح لکھدین اسکے جواب
ین اتقانی نے فرمایا کہ تم لوگون کو نہایہ ہی کافی ہے اور اُسکے مسائل بس ہین اسپر طلبہ
نے جوابا یہ عرض کیا کہ نہایہ مین فقط سلف ہی کے اقوال ہین اور کچھ نہین۔ اسکے جواب
ین اتقانی نے وجہ اعراض یون بیان کی کہ مین کم سن ہون اور ہدایہ بڑون کی کتاب ہے
پھر طلبہ نے اسکا یون جواب دیا کہ ہم لوگ آپ کے حال کو خوب اچھی طرح جانتے ہین اور
شرح اصول مین آپ کے مقال اور قیل وقال کو خوب پہچانتے ہین آپ ضرور ہم لوگون کی
درخواست منظور فرمائین بالآخر اتقانی مجبور ہوکر بعمر ۳۶ سال بمقام دار السلطنت قاہرہ
۱۔ ماہ ربیع الآخر ۷۲۰ھ ہجری مین شرح لکھنے مین مشغول ہوئے۔ پھر عراق جانے کا اتفاق
پڑا وہان بھی اسکے لکھنے مین مشغول رہے۔ اور اکثر بغداد مین رہنے کا اتفاق پڑا
وہان بھی اسکے لکھنے مین مشغول رہے یہان تک کہ دمشق مین پہونچکر بماہ ذی قعدہ
۷۴۱ھ ہجری مین اسکو ختم کردیا۔ اگر یہ سنہ افتتاح واختتام صحیح ہو تو زمانۂ تصنیف
شرح اکیس سال ہوتا ہے۔ تو ملا کاتب چلپی کا یہ کہنا وکان جمیع مدۃ الشرح ستا
وعشرین سنۃ وسبعۃ اشہر کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اور یہ سنہ افتتاح واختتام بھی
انھین نے لکھا ہے۔

فتح القدیر للعاجز الفقیر۔ یہ ہدایہ کی بڑی معتبر شرح ابن الہمام محدث علامہ حنفی
کی تصنیف سے ہے۔ یہ شرح کتاب الوکالت تک دو جلدون مین ہے ابن الہمام کا نام
شیخ کمال الدین محمد بن عبد الواحد سیواسی متوفی ۸۶۱ھ ہجری ہے۔ ابن الہمام نے
اُنیس برس تک بڑی تحقیق اور ضبط واتقان کے ساتھ ہدایہ کو پڑھا۔ پھر اُسکے بعد
انکو ہدایہ پڑھانے کا اتفاق پڑا پس ہدایہ شروع کرانے کے ساتھ ہی اس شرح کا

لکھنا بھی شروع کر دیا - اور ابتدا اس شرح کی ۹۲۹ھ ہجری مین ہوئی - حضرت ملا علی قاری ہروی مکی نے دو جلدون مین فتح القدیر کا حاشیہ لکھا ہے

تکملہ فتح القدیر کا کتاب الوکالت سے آخر تک قاضی زادہ مفتی مولانا احمد شمس الدین بن بدر الدین متوفی ۹۸۸ھ ہجری نے لکھا ہے جو اب چھپ گیا ہے - یہ قاضی زادہ بڑے زبردست علامہ تھے حاشیہ مفتاح اور حاشیہ تجرید اور حاشیہ شرح وقایہ ان کی تصانیف سے ہے -

اس فتح القدیر کو ایک جلد مین شیخ علامہ ابراہیم بن محمد حلبی متوفی ۹۵۶ھ ہجری نے ملخص کیا ہے -

عنایہ - یہ بہت عمدہ شرح دو جلدون مین شیخ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ ہجری کی تصنیف سے ہے - ملک روم مین یہ شرح بڑی جلیل القدر اور معتبر مانی جاتی ہے -

التوشیح - یہ ہدایہ کی بڑی شرح شیخ سراج الدین عمر بن اسحاق غزنوی ہندی متوفی ۷۷۳ھ ہجری کی تصنیف سے ہے - ان کی اور بھی ایک چھوٹی شرح چھ جلدون مین ہے -

کفایہ - یہ شرح ہدایہ کی محمود بن عبید اللہ بن محمود تاج الشریعہ کی ہے - کذا فی کشف الظنون واللہ اعلم - اسکی احادیث کی تخریج مولانا محی الدین عبد القادر بن محمد قرشی نے کی ہے اور تخریج کا نام عنایہ رکھا ہے - محی الدین قرشی کا ۷۷۵ھ ہجری مین انتقال ہوا ہے -

شرح النسفی - ہدایہ کی شرح ہے مصنف اسکے امام حافظ الدین ابو البرکات

عبداللہ بن احمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ ہجری ہین۔ طبقات تقی الدین مین (جو ابن شحنہ کی ہاتھ کی لکھی ہوئی ہی) لکھا ہی کہ انہ لایعرف لہ شرح علی الہدایة یعنی نسفی کی لکھی ہوئی ہدایہ کی کوئی شرح نہین جانی گئی۔ اور یہ بات پہلے بھی ہو چکی کہ نسفی ہدایہ کی شرح لکھنے سے روکے گئے تھے۔ مگر جواہر مضیہ فی طبقات الحنفیہ کے حاشیہ پر لکھا ہی کہ جب نسفی بغداد گئے تھے تو ۷۱۰ھ ہجری مین انھون نے ہدایہ کی ایک شرح لکھی ہی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نہایہ۔ یہ شرح عینی کی کئی جلدون مین بہت مشہور شرح ہی۔ مصنف اسکے قاضی بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ ہجری ہین۔ اس شرح کی ابتدا ماہ صفر ۸۱۰ھ ہجری اور اتمام بروز عاشورا بمقام قاہرہ ۸۵۰ھ ہجری مین ہوئی۔ جسوقت یہ شرح تمام ہوئی اُسوقت عینی کی عمر نوے سال کی تھی۔

نہایة النہایہ۔ یہ شرح ابن شحنہ کی فصل غسل تک پانچ جلدون مین ہی۔ یہ شرح بہت مشہور ہی۔ ابن شحنہ کا نام علامہ ابوالولید محب الدین محمد بن محمد بن محمود حلبی متوفی ۸۱۵ھ ہجری ہی۔ پیدایش ابن شحنہ ۷۴۹ھ ہجری مین ہی۔ صاحب کشف الظنون نے نہایہ کے ذکر مین وفات ابن شحنہ ۸۹۰ھ ہجری اور دوسری جگہہ صفحۂ (۲۵۰) مین ۹۲۱ھ ہجری بتائی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ابن شحنہ کی شرح بھی ناتمام رہگئی ہی۔

ارشاد الروایہ فی شرح الہدایہ۔ مصنف اسکے مولانا مصلح الدین مصطفی بن زکریا قرمانی متوفی ۸۰۹ھ ہجری ہین۔

شرح اخی زادہ۔ یہ شرح مولانا عبدالحلیم بن محمد (اخی زادہ) متوفی

۱۳۰۱ سنہ ہجری کی تصنیف ہے۔

سلالۃ الہدایہ۔ یہ شرح میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ سنہ ہجری کی شرح کا خلاصہ علامہ ابراہیم بن احمد موصلی متوفی ۸۰۰ سنہ ہجری کی تصنیف ہے۔ اسی سلالۃ الہدایہ پر ایک حاشیہ مولانا زادہ اقسرائی حنفی محب الدین محمد بن احمد متوفی ۸۵۹ سنہ ہجری نے بھی لکھا ہے۔

شرح خلاطی۔ یہ شرح ہدایہ کی علامہ علاء الدین علی بن محمد بن حسن خلاطی متوفی ۷۵۸ سنہ ہجری کی تصنیف ہے۔

شرح طرسوسی۔ یہ شرح ہدایہ کی علامہ نجم الدین ابراہیم بن علی طرسوسی حنفی متوفی ۷۵۸ سنہ ہجری نے پانچ جلدون مین لکھی ہے۔

نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ۔ اسمین جمال الدین یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ سنہ ہجری نے احادیث ہدایہ کی ایسی تخریج کی ہے کہ جس سے طلبہ وکملہ کو خوب اچھی طرح سے یہ معلوم ہوجاوے کہ ہدایہ مین موضوع حدیث نہین ہے۔ یہ کتاب لکھنؤ مین بہت عمدہ اہتمام سے چھپ گئی ہے۔

حاشیہ قاری الہدایہ۔ مصنفہ سراج الدین عمر بن علی کنانی متوفی ۸۲۹ سنہ ہجری ہے۔

فائدہ مولانا مفتی ابو السعود بن محمد عمادی متوفی ۹۸۲ سنہ ہجری نے ہدایہ کی کتاب البیع پر حاشیہ لکھا ہے۔ اور اسی طرح مولانا محمد بن علی معروف بہ برکلی متوفی ۹۸۱ سنہ ہجری نے بھی کتاب البیع پر حاشیہ لکھا ہے۔ اور اسی طرح بابازادہ محمد قربانی متوفی ۹۹۰ سنہ ہجری نے بھی حاشیہ لکھا ہے۔

شروح ہدایہ - کتاب ہدایہ کی شرح علامہ احمد بن حسن (ابن زرکشی) متوفی ۸۳۹ہجری اور تاج الدین ابو محمد احمد بن عبدالقادر حنفی متوفی ۹۴۹ہجری اور ابن عبدالحق ابراہیم بن علی دمشقی متوفی ۷۴۴ہجری نے لکھی ہین - اس آخرالذکر کی شرح مین آثار اور احادیث اور مذہب سلف صالح بہت ہین - اور علامہ تاج الدین ابو محمد کی شرح پر شیخ زادہ محشی (محی الدین محمد بن مصطفے) متوفی ۹۵۱ہجری نے ایک حاشیہ لکھا ہے - اور علامہ تقی الدین ابوبکر بن محمد حصنی متوفی ۹۲۹ہجری نے بھی ہدایہ کی ایک شرح لکھی ہے -

علاوہ ان مذکور علما کے اور عالمون نے بھی ہدایہ کی شرح اور اسپر حاشیے لکھے ہین -

ہدایہ - یہ بھی فقہ کی ایک عمدہ کتاب مصنفۂ فقیہ ابوالعباس احمد بن محمد بن عمر ناطفی متوفی ۴۴۶ہجری کی ہے - یہی صاحب واقعات ناطفی ہین -

حرف الیاء

یتیمۃ الدہر فی فتاوے العصر - مصنفۂ امام ترجمانی علاء الدین حنفی متوفی ۶۴۵ہجری ہے -

یتیمۃ الفتاوی - اسکا ذکر فتاوے تاتارخانیہ مین ہے -

ینابیع فی معرفۃ الاصول والتفاریع - قدوری کی شرح مین اسکا ذکر ہو چکا ہے -

ینبوع النوازل - اسکا ذکر بھی فتاوے تاتارخانیہ مین ہے -

یواقیت - اسکا ذکر بھی فتاوے تاتارخانیہ مین ہے - ان پانچون کتابون کے حال مین اس سے زیادہ کشف الظنون مین نہین لکھا -

راقم الحروف نے سنوات وفیات مولفین کشف الظنون سے لکھے ہین۔ اور جہانتک ممکن ہوا تصحیح سنوات مین تحقیق کی ہے۔ فقط۔

ذکر کتب فتاوے حنفیہ

فتاوے ابی اللیث ۔ مصنفہٗ فقیہ نصر بن محمد بن احمد امام الہدی سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۶ سنہ ہجری ہے۔

فتاوے ابی بکر ۔ مصنفہٗ علامہ محمد بن فضل بن عباس بلخی حنفی متوفی ۳۸۱ سنہ ہجری ہے یہان کشف الظنون مین انکی وفات ۳۱۹ سنہ ہجری مین بتلائی ہے۔ اگر یہ فتاوے امام فضلی کا ہے تو وہی سنہ مقدم صحیح ہے۔

فتاوے ابی القاسم ۔ مصنفہٗ علامہ احمد بن عبد اللہ بلخی حنفی متوفی ۲۱۹ سنہ ہجری ہے۔

فتاوے ابی الفضل ۔ مصنفہٗ رکن الدین کرمانی حنفی متوفی ۵۴۳ سنہ ہجری ہے۔

فتاوے الاسبیجابی ۔ مصنفہٗ امام ابو نصر احمد بن منصور حنفی متوفی تقریباً ۴۸۰ سنہ ہجری ہے۔

فتاوے ابی السعود ۔ مصنفہٗ مفتی روم علامہ فقیہ مفسر نبیہ مولانا ابو السعود ابن محمد عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ سنہ ہجری ہے یہ فتاوے ترکی زبان مین ہے جسکو وقتاً فوقتاً مفتی ابو السعود لکھ لکھکر مستفتیون کو عند الحاجت دیا کرتے تھے اس فتاوے کے جامع بترتیب ابواب فقہ مولانا تونرن زادہ محمد بن احمد متوفی ۹۸۳ سنہ ہجری ہین۔

فتاوے ابراہیم شاہی ۔ مصنف اسکے علامہ شہاب الدین احمد بن محمد

ملقب بہ قاضی نظام الدین گیلانی جونپوری متوفی ۸۵۰ھ ہجری ہین - یہ گیلان کے باشندے اور بڑے علامہ فقیہ حنفی المذہب تھے گجرات مین آپ نے نشو و نما پائی - سلطان عادل ابراہیم شرقی شاہ جونپور نے آپ کو بلواکر جونپور کا قاضی مقرر کیا یہ فتاوے ایک مستند اور قاضیخان سے ضخیم فتاوے ہی - اسکے مصنف نے ایک سو ساٹھ کتابون سے مسائل انتخاب کرکے یہ فتاوے تیار کیا ہی اور اُسکو سلطان عادل ابراہیم شاہ شرقی کے نام سے نامزد کیا اسکا شروع یون ہی الحمدُ للہِ الذی رفع منار العلم و اعلیٰ مقدار مزار حضرت قاضی نظام الدین مصنف فتاوے ابراہیم شاہی کا شہر جونپور محلہ چاچک پور مین ہی - آپ ملک العلما قاضی شہاب الدین کے معاصر اور اُن سے افقہ تھے -

تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی کہ فتاوے ابراہیم شاہی ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری متوفی ۸۴۹ھ ہجری کی تصنیف ہی - جسے ابراہیم شاہ شرقی کے وقت مین لکھا ہی - یہ فتاوے ابھی تک طبع نہین ہوا - مگر ہندوستان کے کتب خانون مین موجود ہی چنانچہ کتب خانۂ حضور نظام حیدرآباد مین بھی اسکا ایک نسخہ موجود ہی - اور کتب خانۂ ریاست سرکار رامپور مین بھی اسکے دو نسخے موجود ہین - ایک نسخہ تو کامل قلمی ۹۹ - صفحون کا کتاب الطہارت سے کتاب الفرائض تک - اور دوسرا ناقص الطرفین کتاب البیوع سے کتاب الذبائح تک ہی - مولانا عبد القادر بدایونی نے اسکو بھی کتب غیر معتبرہ مین شامل کردیا ہی -

فتاوے آہو - اسکا نام فتاوے صیرفیہ ہی مصنف اسکے امام مجد الدین اسعد بن یوسف بن علی صیرفی بخاری ہین اس فتاوے کا شروع یون ہی الحمدُ للہ الواحد القہار الملک الجبار مصنف کے بعض تلامذہ کا بیان ہی کہ فتاوے آہو مین مصنف نے

اُن اماموں کے جوابات لکھے ہین جن کے جوابون پر قاضی کو بوقت قضا اعتماد کرنا چاہیے بعض جوابات تو ایمۂ کبار کی کتابون مین مذکور ہین اور بعض جوابات اُنکے جوابون پر مقیس ہین۔ اور نیز اسمین کتب متقدمین و متاخرین سے بھی بہت سے مسائل عجیبہ انتخاب کر کے لکھے ہین۔ مصنف نے خود اسکی ترتیب و تبویب نہ کی تھی بلکہ بعض اُن کے تلامذہ نے بڑی خوش اُسلوبی کے ساتھ مصنف کی اجازت اور اعانت سے اسکو مرتب کیا اور کہین کہین جوابون مین کچھ اضافہ بھی کیا ہے اور زوائد مضمون کی علامت قُلتُ رکھی گئی ہے۔

فتاوے الانقروی۔ یہ ایک مستند فتاوے ہے جسمین اکثر مفتی بہ مسائل فقہیہ کو جمع کیا ہے۔ یہ فتاوے علماے کرام و فقہاے عظام ممالک روم و شام کے نزدیک بڑا مقبول ہے مصنف اسکے شیخ الاسلام فاضل کامل مولانا محمد بن حسینی متوفی ۱۰۹۸ھ ہجری ہین۔ مصنف علام نے اپنے فتاوون کو جو ابتداے شباب سے لکھے تھے جمع کیا پھر دوبارہ نظر ثانی کر کے نہایت خوش اسلوبی سے بترتیب ابواب فقہ اُسکے مسائل کو مرتب فرمایا۔ مصر مین یہ فتاوے چھپ بھی گیا ہے۔ یہ فتاوے ہندوستان مین بھی اکثر علما و امرا کے کتب خانون مین موجود ہے۔

فتاوے ابن کمال پاشا۔ مصنفہ علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان رومی متوفی ۹۴۰ھ ہجری ہے۔ یہ فتاوے قلمی ۱۰۱۴۔ صفحون پر ۱۱۳۴ھ ہجری کا لکھا ہوا کتب خانۂ ریاست رامپور مین موجود ہے۔ یہ مصنف ابن الہمام کے درجے کے تھے۔ کثرت تصانیف مین حنفیون مین جلال الدین سیوطی کے مقابل تھے۔

فتاوے اسعدیہ۔ مصنفہ علامہ سید اسعد مدنی حسینی مطبوعہ مطبع خیریہ مصر ہے۔ یہ فتاوے دو جلدون مین ہے۔

پہلی جلد ۳۳۶۔ صفحون پر کتاب الطہارت سے کتاب الوقف تک ہے۔

دوسری جلد کتاب البیوع سے کتاب الفرائض تک ۴۸۴ صفحون پر ہی
یہ بھی کتب خانۂ رام پور مین موجود ہی۔

فتاوے بزازیہ ۔ مصنف اسکے علامہ شیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب کردری حنفی متوفی ۸۲۷ھ ہجری ہین۔ یہ مصنف ابن البزاز کے نام سے مشہور تھے۔ یہ ایک جامع کتاب ہی جسمین چیدہ چیدہ مسائل فتاوے و واقعات کے بہت سی کتابون سے جمع کیے گئے ہین۔ مصنف نے اسکا نام الجامع الوجیز رکھا ہی۔ شروع اسکا یون ہی حمدًا لمن دعا الی دار السلام۔ یہ فتاوے ۸۱۲ھ ہجری مین ختم ہوا ہی۔ علما نے اس پر اتفاق کیا ہی کہ یہ فتاوے بہت معتبر ہی اس پر اعتماد کرنا چاہیے۔ حضرت مفتی ابو السعود مفسر فقیہ رومی علیہ الرحمۃ کی شہادت اسکے معتبر و مستند ہونے کے لیے کافی ہی چنانچہ اسکے متعلق ایک حکایت منقول ہی

حکایت حضرت مفتی ابو السعود رومی سے لوگون نے کہا کہ آپ باوجود اتنے بڑے درجہ کے فقیہ ہونے کے مسائل مہمہ کیون نہین جمع کرتے اور اس بارہ مین کوئی تالیف کیون نہین فرماتے کہ لوگون کو نفع عظیم پہونچے۔ مفتی صاحب نے جوابًا فرمایا کہ مجھے بزازیہ کے مصنف سے شرم معلوم ہوتی ہی کہ باوجود اُنکے ایسے جامع فتاوے ہونے کے (جسمین جمہات مسائل کو چھوڑا نہین اور جیسا کہ چاہیے خوب اچھی طرح مسائل کی تحقیق کردی ہی) اب مین کیا لکھون اور کیون تحصیل حاصل کرون یہی فتاوے اُن کا کافی ہی اس حکایت سے اس فتاوے کی عظمت و اعتبار خوب معلوم ہوتا ہی۔

بغیۃ القنیہ ۔ یہ فتاوے ایک مجلد مین ہی شروع اسکا یون ہی الحمد للہ علی جلیل نعمائہٖ مصنف اسکے علامہ محمود بن احمد بن مسعود قونوی حنفی متوفی

۷۰۰ھ ہجری ہین۔

تاتارخانیہ۔ یہ نام ایک مشہور ومعتبر فتاوے کا ہی جسکے مصنف علامہ فقیہ امام عالم بن علای حنفی متوفی ۷۸۶ھ ہجری ہین۔ اسکی ترتیب ہدایہ کی سی ہی۔ تبرکًا اس کتاب کو ذکر علم سے شروع کیا اور اسکے لیے مصنف نے ابتدا مین ایک باب خاص علم ہی کا منعقد کیا ہی اس فتاوے کے ماخذ بہت سی کتابین ہین جیسے محیط برہانی اور ذخیرہ اور خانیہ اور ظہیریہ وغیرہا ہی۔ اسمین م علامت محیط برہانی کی رکھی ہی اور باقی ماخذون کو نام بنام بتلایا ہی یہ فتاوے دو جلدون مین ہی۔

جلد اول مین کتاب الطہارت سے کتاب الوقف تک ۸۵۶ صفحے ہین۔

جلد ثانی مین کفالہ سے وصایا تک ۹۸۲ صفحے ہین۔ اور یہ نسخہ کامل کتب خانۂ ریاست رامپور مین موجود ہی۔ بعض احباب کی زبانی معلوم ہوا کہ اسکا ایک نسخہ کتب خانۂ حضور نظام حیدر آباد دکن مین موجود ہی۔ افسوس ہی کہ یہ فتاوے ابتک چھاپا نہین گیا۔

چونکہ یہ فتاوے حسب الحکم خان اعظم تاتارخان تصنیف کیا گیا اور مصنف رحمہ اللہ نے اسکا کوئی نام نہ رکھا اسلیے تاتارخانیہ کے نام سے اسکی شہرت ہوئی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکا نام زاد المسافر ہی۔ ابراہیم حلبی نے تاتارخانیہ کو مختصر کرکے ایک جلد مین کردیا ہی۔

تتمۃ الفتاوے۔ مصنفہٗ برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز صاحب محیط ہی۔ اسمین صدر شہید حسام الدین کے فتاوے ہین۔ چونکہ مسائل اسکے مرتب ترتیب فقہ نہ تھے۔ صدر شہید کی شہادت کے بعد کسی عالم نے اسکو مرتب کیا تھا مگر انکی

ترتیب صاحب محیط کو پسند نہ آئی اسیلیے صاحب محیط نے نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ اسکو مرتب کیا اور ہر مسائلے کو اُسکے موقع پر رکھا۔ اور بہت کتابون سے مسائل مشکلہ چنکر اُسمین شامل کیے اور ہر مسائلے کے تحت مین روایات مختلفہ اور اقوال متباینہ جو اصول کے مشابہ تھے زیادہ کیے پھر اپنے اس مرتبہ مجموعۂ فتاوے کا نام تتمۃ الفتاوے رکھا۔ اسکے معتبر ہونے مین کیا شبہہ ہوسکتا ہے۔

فتاوے تمرتاشی۔ یہ فتاوے مفتی خوارزم مولانا شیخ امام ابو محمد ظہیر الدین احمد حنفی شارح جامع صغیر کی تصنیف سے ہے۔

جواہر الفتاوے۔ مصنف اسکے امام رکن الدین ابو بکر محمد بن عبد الرشید کرمانی حنفی ہین۔ یہ فتاوے کتاب الطہارت سے کتاب الشرکت تک قلمی ۱۳۱۲ صفحون پر لکھا ہوا کتب خانۂ ریاست رامپور مین موجود ہے۔

جہد المقل۔ اس کتاب مین مسائل فقہ بطور سوال وجواب بلا ترتیب ابواب فقہ مذکور ہین۔ اس کتاب کو شیخ عبد اللہ بن ملا محمد مکی مفتی مکۂ مکرمہ نے ۱۰۸۵ھ ہجری مین تصنیف کیا ہے۔ یہ کتاب دو سو صفحے تک کتب خانۂ رامپور مین ہے مگر آخر کے کچھ اوراق نہیں ہین۔

ذخیرۃ الفتاوے۔ اس کتاب مین مفتی بہ اقوال اصح واصوب جمع کیے گئے ہین غیر مفتی بہ اقوال مطلق اسمین نہین ہین۔ مصنف اسکے امام علی بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن نصیر الدین ملکان برتوالی حنفی ہین۔

خیر المطلوب فی العلم المرغوب۔ یہ فتاوے علامہ کمال الدین محمود بن احمد حصیری بخاری متوفی ۶۳۶ھ ہجری نے بادشاہ ناصر الدین داؤد کے لیے تصنیف فرمایا۔

خلاصۃ الفتاوے - مصنفہ امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری خرسی خنفی متوفی ۵۴۲ھ ہجری ہے - یہ معتبر فتاوے قلمی دو جلدون مین ہے - اسکے مصنف نے خزانۃ الواقعات اور کتاب نصاب کی تصنیف کرنے کے بعد لوگون کے بہت اصرار سے اسکو بطریق خلاصہ کے لکھا ہے - اسمین فقہیہ روایات کو بحذف زوائد جمع کیا ہے - یہ کتاب مفتیون کے بڑے کام کی اور انھین کے واسطے گویا تصنیف کی گئی ہے زیلعی محدث نے اسکی حدیثون کی تخریج بھی کی ہے -

خزانۃ الفتاوے - اسکے مصنف بھی وہی صاحب خلاصۃ الفتاوی ہین - یہ کتاب معتبر قلیل الوجود ہے - ملا کاتب چلپی نے کشف الظنون مین اسکے بارے مین لکھا ہے وھو کتاب معتبر قلیل الوجود انتہی -

ذخیرۃ الفتاوے - یہ کتاب ذخیرۂ برہانیہ کے نام سے مشہور ہے - یہ محیط برہانی کا مختصر ہے - اسکے مصنف امام برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ بخاری ہین - اسکا شروع یون ہے الحمد للہ مستحق الحمد والثناء مصنف علام نے امام صدر شہید کے فتاوے اور اپنے عنفوان شباب کے لکھے ہوے فتاوے اور اپنے سمرقند کے لکھے ہوے فتاوے کو بحسن اسلوب مرتب کیے - اور اکثر مسائل کی توضیح بدلائل کی اور فوائد کثیرہ بیشمار جمع کرکے اپنی اس تالیف کا نام ذخیرہ رکھا - چنانچہ خود مصنف نے اسی مضمون کو اس کتاب کے دیباجہ مین بیان بھی کیا ہے -

فتاوے قاری الہدایہ - مصنف اسکے علامہ سراج الدین عمر بن اسحق غزنوی ہندی حنفی متوفی ۸۲۹ھ ہجری ہین - حدائق مین تاریخ وفات خدیو دہر

لکھی ہی۔ یہ قاری الہدایہ ابن الہمام کے استاد تھے۔ برتقدیر صحت تلمذیت وفات قاری الہدایہ کی ۷۳۳ھ ہجری مین ہو نہین سکتی جیسا کہ کشف الظنون مین لکھا ہی کیونکہ ابن الہمام ۷۸۸ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ علامہ مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے تعلیقات سنیہ مین ۷۳۳ھ ہجری کو زلت قلم بتلایا ہی۔ اور قاری الہدایہ کا نام عمر بن علی لکھا اور ۸۲۹ھ ہجری کو وفات کا سنہ صحیح بتلایا ہی۔

فتاویٰ قاضیخان۔ اسی کو خانیہ بھی کہتے ہین۔ یہ نہایت معتبر اور مقبول اور متداول اور حکام اور مفتیون کے پیش نظر رہنے کی چیز ہی۔ علما فقہا کے نزدیک اسے مسائل کا بڑا اعتبار ہی اسمین کثیر الوقوع مسائل بہت ہین جنکی بسا اوقات بہت حاجت پڑتی ہی اور ترتیب بھی اسکی بہت ہی عمدہ رکھی ہی۔ اور جس مسئلے مین متاخرین کے بہت سے اقوال ہوتے ہین وہان ایک یا دو قول جو مفتی بہ ہوتے ہین اُسی کو یہ لکھتے ہین جیسا کہ قاضیخان نے خود ہی اسکے دیباچہ مین بیان کر دیا ہی۔ قاضیخان مجتہد فی المسائل تھے انکی تصحیح دوسرون کی تصحیح پر مقدم ہی کیونکہ یہ فقیہ النفس تھے مقدمے مین ان کا ذکر کیا گیا ہی۔

فتاویٰ قاسمیہ۔ مصنف اسکے علامہ محدث فقیہ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی تلمیذ ابن الہمام ہین۔ علامہ مذکور نے ابن حجر عسقلانی اور قاری الہدایہ سے حدیث پڑھی۔ ۸۰۵ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ اور ۸۷۹ھ ہجری مین انھون نے انتقال کیا ہی۔

فتاویٰ ولوالجیہ۔ مصنف نے اس کتاب مین مہتم بالشان مسائل صدر شہید کی کتاب الجامع لنوازل الاحکام کے مسائل کی تفصیل کر کے بہت سے واقعات مہمہ بھی شامل کیے اور امام محمد صاحب کی کتابون سے بھی بہت سے مسائل

اور فوائد قواعد اسمین بڑھائے۔ تاکہ یہ کتاب مسائل و قواعد فقہیہ کے لیے جامع

کتاب ہو جائے۔ اسکا شروع یون ہی الحمد للہ الذی جعل العلم حجۃ الاسلام

اسکے مصنف کا نام کشف الظنون مین اسطرح لکھا ہی۔ مصنف اسکے علامہ ظہیر الدین

ابو المکارم اسحق بن ابو بکر حنفی متوفی ۷۱۰ھ ہجری ہین۔ واللہ اعلم۔ مقدمے مین ولوالجی

کی پیدائش ۴۶۷ھ ہجری مین اور وفات ۵۴۰ھ ہجری مین لکھی گئی ہی۔

فتاوے خیریہ۔ مصنف اسکے علامہ خیر الدین بن احمد بن علی رملی حنفی

متوفی ۱۰۸۱ھ ہجری ہین۔ یہ فتاوے بہت معروف و مشہور ہی۔ راقم الحروف کے

پاس فتاوے خیریہ موجود ہی فی الواقع یہ فتاوے حاوی مسائل کثیرہ مفیدہ ہی

مقدمے مین رملی کا ترجمہ لکھا گیا ہی۔

فتاوے الطرسوسی۔ مصنف اسکے علامہ نجم الدین ابراہیم بن علی

حنفی متوفی ۷۵۸ھ ہجری ہین۔

فتاوے مُستغفِری۔ مصنف اسکے امام ابو الحسن علی بن سعید مستغفنی

حنفی متوفی ۴۳۲ھ ہجری ہین۔ یہ شمس الائمہ حلوانی کے پہلے گذرے ہین۔ یہ امام

ابو منصور ماتریدی کے اصحاب سے تھے۔

فتاوے الوبری۔ مصنف اسکے ابو عبد اللہ الوبری حنفی متوفی ۶ شنہ

ہجری ہین۔ کذا فی کشف الظنون۔

فتاوے عتّابیہ۔ مصنفہ امام احمد بن محمد ابو نصر عتابی تلمیذ شمس الائمہ

کردری متوفی ۵۸۶ھ ہجری ہی۔ عتابی کا ذکر مقدمے مین ہو چکا ہی۔ یہ فتاوے

بڑی چار جلدون مین ہی۔

فتاوے سراجیہ۔ مصنف اسکے علامہ مولانا سراج الدین اوشی ہین۔ یہ بہت معتمد فتاوے ہے۔ اسکی تصنیف سے شہر اوش مین بروز دو شنبہ باہ محرم الحرام سنہ ۵۶۹ ہجری مین مصنف کو فراغت ملی۔ اسمین ایسے ایسے نوادر واقعات ہین جو اور کتابون مین نہین ملتے۔ مولانا جوے زادہ نے کہا ہے کہ فتاوے مذکور کے آخرین مین نے یہ عبارت خود دیکھی ہے قال المصنف وقع الفراغ یوم الاثنین من محرم تسع وستین وخمسمائة باوش علی ید علی بن عثمان بن محمد التیمی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سراج الدین مصنف کا لقب اور علی نام تھا۔ منیۃ المصلی کے ماخذون سے یہ بھی ایک ماخذ ہے۔

فتاوے ظہیریہ۔ مصنف اسکے علامہ ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد قاضی محتسب بخارا الحنفی بخاری متوفی سنہ ۶۱۹ ہجری ہین۔ شروع اسکا یون ہے الحمد للہ المتفرد بالعلاء المتوحد بالبقاء مصنف نے اسکے دیباچے مین یہ ذکر کیا ہے کہ اس کتاب کے سوا مین نے اور بھی ایک کتاب واقعات و نوازل کی تصنیف کی ہے۔ اور اسمین ایسے ایسے مسائل ہین کہ جنکی بہت زیادہ حاجت لوگون کو ہوتی ہے۔ اور علاوہ انکے بہت سے فوائد بھی اسمین بڑھائے گئے ہین۔ اور علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی نے اس فتاوے ظہیریہ کو منتخب کیا ہے۔ اور جو مسائل کہ بہت ضروری تھے اُن سب کو چھانٹ کر الگ ایک مستقل کتاب بنالی اور اس منتخب کا نام المسائل البدریة المنتخبة من الفتاوی الظهیریة رکھا۔ علامہ عینی نے اپنے اس منتخب کی تعریف مین یہ کہا ہے،، یہ ایک ایسی کتاب ہے جسمین متقدمین کی کتابون کے ایسے ایسے مسائل ہین جن سے علماے متاخرین کو استغنا

نہین ہے۔ بہرحال فتاوے ظہیریہ ایک مستند کتاب ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ عینی جیسا علامہ فقیہ اسکو منتخب کرتا ہے۔

فتاوے حامدیہ۔ یہ فتاوے چار جلدون مین واقعات مسائل کا مجموعہ ہے۔ مصنف اسکے مولانا حامد بن محمد قونوی مفتی روم متوفی ۹۸۵ھ ہجری ہین۔ علامہ ابن عابدین شامی نے اسی کی تنقیح کی ہے جو راقم الحروف کے پاس چھپی ہوئی موجود ہے۔

فتاوے الحنفیہ۔ اسمین حنفیون کے وہ فتاوے ہین جنکو ہرات مین علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ ہجری نے بذات خود لکھے تھے۔ گو علامہ شافعی المذہب تھے مگر مذہب حنفی کے بھی عالم اور فقیہ اور جامع العلوم کثیر التصانیف محقق تھے۔

فتاوے الکبرٰی۔ اسکے مصنف امام صدر شہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز شہید ۵۳۶ھ ہجری ہین۔ یہ فتاوے قلمی ۶۴۴ صفحون پر لکھا ہوا کتب خانہ ریاست رامپور مین موجود ہے۔ اسی کی تبویب علامہ نجم الدین یوسف بن احمد خاص نے کی ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ صدر شہید کے فتاوے صغرٰی کی تبویب علامۂ مذکور نے کی ہے۔

فتاوے الصغرٰی۔ اسکے مصنف بھی صدر شہید ہین۔ اور علامہ نجم الدین یوسف مذکور نے اسکی بھی تبویب کی ہے جیسے کہ فتاوے کبرٰی کی کی ہے الحاصل علامہ مذکور نے دونون کی تبویب کی ہے۔

فتاوے الخاصی۔ اسکا نام فتاوے کبرٰی ہے۔ مؤلف اس کے علامہ قاضی نجم الدین یوسف بن احمد خاص خوارزمی ہین۔ جو قطیس کے نام سے مشہور تھے۔

حقیقت مین یہ صدر شہید کے فتاوے تھے قاضی صاحب نے اُن کی تبویب کی ہو۔
اسمین صدر شہید کے متفرقات فتاوے جمع کیے گئے ہین۔

فتاوے شہابیہ۔ مصنف اسکے امام شہاب الدین حنفی متوفی ۵۳۶ھ ہجری
ہین۔ کذا فی کشف الظنون۔

عمدۃ الفتاوے۔ مصنفہٗ امام صدر شہید اسمین کثیر الوقوع مسائل کو بیان کیا ہو
گو یہ ایک مختصر مجلد ہو مگر بہت مفید کتاب ہو۔ علامہ ابن نجیم مصری نے اسکا ذکر
اپنی کتاب بحر رائق مین کیا ہو۔

فتاوے شمس الایمہ۔ مصنف اسکے شمس الایمہ ابو محمد عبد العزیز بن احمد
بن نصر حلوانی حنفی ہین۔ مقدمے مین شمس الایمہ حلوانی کا ترجمہ لکھا گیا ہو۔

فتاوے زینیہ۔ مصنف اسکے علامہ زین الدین بن ابراہیم بن نجیم
مصری حنفی ہاور جامع اسکے مصنف کے فرزند مولانا احمد ہین۔ اس فتاوے مین چارسو
سوال وجواب ہین اور مصنف کے بہت سے فتاوے ابن مصنف جمع نہین کرسکے
اصلی مصنف کا انتقال اور اسکی تالیف ۹۶۵ھ ہجری مین ہوئی۔

فتاوے الصغری۔ مصنف اسکے امام فقیہ ابو الحسن عطا بن حمزہ سغدی سمرقندی
حنفی ہین۔ یہ پانچوین صدی کے فقہا سے تھے۔

فتاوے الخجندی۔ یہ فتاوے ایک مجلد ضخیم مین ہو۔ اسمین مؤلف نے
اپنے والد عمر بن محمد ترجانی اور اپنے زمانے کے اکابر فقہا کے فتاوے جمع کیے ہین
جیسے علی بن احمد کرباسی اور ابو حامد فضل بن محمد بن علی فقہی اور علی بن سلیمان خجندی
اور عمر بن علی ادیبی اور عبد الرحیم حلبی اور ابو عبد اللہ وبری معروف بجمیری اور

یوسف بن محمد ترجمانی اور ابو الفضل کرمانی اور برہان الائمہ عمر بن عبد العزیز اور حسن بن علی مرغینانی اور عمر نسفی اور محمد بن یوسف بعلی اور ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم دبری اور ابو ذر خطبی اور عبد السید خطبی اور یوسف بن محمد بلالی اور احمد الحجر اور عبد العزیز بن احمد حلوانی اور علی سغدی رحمہم اللہ تعالی ہین) مگر کشف الظنون مین فتاوے الخجندی کے مؤلف کے نام کی تصریح نہین کی ہی۔

فتاوے حمادیہ۔ مصنف اسکے مولانا ابو الفتح رکن بن حسام مفتی ناگوری ہین یہ فتاوے دو جلدون مین ۱۲۸۱ھ ہجری مین کلکتے مین چھپا ہی۔ مصنف نے دیباچہ فتاوے مین اسکا ماخذ دو سو پانچ کتابون کو تبلایا ہی اور سب کا نام تفصیل کے ساتھ گِنا دیا ہی۔

فتاوے عزیزیہ۔ مصنف اِسکے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز عمری حنفی دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ ہجری ہین۔ یہ فتاوے دو جلدون مین کئی سال ہوے طبع ہوا ہی۔ اسپر علما کا اتفاق ہی کہ علوم حدیث و فقہ حنفی کی خدمت جیسی آپ کی ذات سے ہوئی ایسی کسی اور سے ہندوستان مین نہین ہوئی۔

فتاوے ارشادیہ۔ مصنف اِسکے حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب رامپوری متوفی ۱۳۱۱ھ ہجری ہین۔ یہ فتاوے ہنوز چھپا نہین۔ کئی جلدون مین ہی مگر راقم الحروف نے اسکی ایک جلد کلان بخدمت محب الفقرا و المساکین الداعی الی سبیل مولاہ مولانا محمد سلامت اللہ صاحب اعظم گڈھی متوطن رامپوری دیکھی ہی۔

فتاوے عالمگیری۔ یہ فتاوے کلان چھ جلدون مین مطبوع ہی۔ یہ کتاب مستطاب بڑی مقبول و متداول ہی۔ علماے ہند و عرب و فقہاے روم و شام

اکثر اسی سے فتاوے لکھے ہین۔ بحکم سلطان الہند ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ اکابر علماے ہند نے بڑی بڑی کتابون سے (جو سلطان مشار الیہ کے کتب خانے مین تھین) ضروری مسائل منتخب کر کے اس فتاوے کو جمع کیا۔ اور رئیس الجامعین مولانا شیخ نظام رحمہ اللہ تھے عالمگیر کی ہمت اسی طرف منعطف تھی کہ اسمین مفتی بہ اقوال جمع کیے جائین۔ مگر یہ امر نہایت دشوار تھا۔ بالآخر اسمین تو ہر درجہ کی کتابون سے مسائل لیے گئے ہین۔ تاہم اس خوش اسلوبی کے ساتھ (کہ جو مسألہ جس کتاب سے لکھا گیا اُسی جگہ بالتصریح اُسکا نام بھی ساتھ ساتھ تبلایا گیا) دوسری کوئی کتاب فتاوے کی ایسی جامع وحاوی نہین۔ اس فتاوے کی تالیف سے عالمگیر بہت محظوظ وخوش ہوا۔ اور اسکے مولفون کو دو لاکھ روپے عطا فرمائے۔ یہ فتاوے دوبار مصر مین اور ایک بار کلکتے مین بہت ہی صحیح چھپ گیا ہے۔ اور مطبع منشی نولکشور مین بھی دوبار چھپا ہے۔ شروع اس فتاوے کا یون ہے الحمد للہ المنفرد بوضع الشرایع والاحکام الخ اسمین باستقراے راقم الحروف مسائل منقولہ مندرجۂ ذیل کتابون سے لیے گئے ہین۔ شرح وقایہ۔ قدوری۔ کافی۔ ہدایہ۔ منیۃ المصلی۔ شرح طحاوی۔ فتح القدیر۔ محیط برہانی۔ ومحیط سرخسی۔ جامع صغیر۔ مبسوط۔ شرح جامع کبیر حصیری۔ منتقی۔ ظہیریہ۔ خلاصہ۔ مضمرات۔ فتاوے قاضیخان بحر الرائق۔ ذخیرہ۔ تاتارخانیہ۔ تبیین الحقائق۔ مختارات النوازل۔ تمرتاشی معراج الدرایہ۔ السراج الوہاج۔ برجندی۔ شرح النقایہ لابی المکارم۔ فتاوی برہانیہ جوہرہ نیرہ۔ نہایہ۔ کفایہ۔ بدائع۔ غایۃ السروجی۔ اختیار شرح مختار۔ فصول عمادیہ۔ تہذیب۔ وجیز کردری بزازیہ۔ جواہر الاخلاطی۔ غایۃ البیان۔ حاوی القدسی

فتاوے الصغری- فتاوے الکبری- خزانۃ الفتاوے- مختار الفتاوے- فتاوے سراجیہ- التجنیس والمزید- فتاوے غیاثیہ- فتاوے عتابیہ- خزانۃ المفتین- نہر الفائق- کنز الدقائق- عینی شرح کنز- قنیہ- شرح جامع صغیر قاضیخان- ینابیع- نقایہ- عنایہ- ایضاح- شرح مجمع البحرین- تنویر شرح جامع کبیر- فتاوے نسفیہ- خزانۃ الفقہ ملتقط- شرح منیہ جلبی- الزاد- شمنی- شرح مبسوط سرخسی- شرح منیہ ابن امیر حاج- فتاوے آہو وغیرہا-

فائدہ فتاوے عالمگیری کے مؤلفون سے چھ شخصون کے نام بہت تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوئے- سب سے زیادہ اسکے مشکلات کے حل کرنے والے ایک مولانا سید نظام الدین ٹھٹوی تھے جو بڑے افقہ اور جملہ علوم کے اعلم تھے اور دوسرے ملا حامد جونپوری معلم شاہزادہ محمد اکبر تھے- اور تیسرے قاضی مولانا محمد حسین جونپوری تھے انھون نے اسکی تالیف مین بڑی کوشش کی ہی- یہ شاہجہان کے وقت مین جونپور کے قاضی اور عالمگیر کے وقت مین الہ آباد کے قاضی تھے- اور چوتھے مولانا محمد ابو الخیر ٹھٹوی تھے جنھون نے اس فتاوے کے جمع کرنے مین بڑی مشقت کی- اور پانچوین ملا محمد جمیل صدیقی جونپوری تھے- آپ کو عالمگیر بادشاہ نے جونپور سے خاصکر اسی کام کے لیے بلوایا تھا- اور چھٹے مولانا جلال الدین محمد مچھلی شہری جونپوری تھے- حصہ اول فتاوے عالمگیری آپ ہی کی تالیف ہی- ان کے علاوہ اور بھی علماء تھے جنکے نام اسوقت تک راقم الحروف کو نہین ملے- ٹھٹہ ایک شہر کا نام ہی جو سندہ کے ملک مین ہی-

الفتاوے النسفیہ- مصنف اسکے علامہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی

صاحب المنظومہ متوفی ۷۳۶ سنہ ہجری ہین۔ یہ مصنف نجم الدین علامہ سمرقند کے نام سے مشہور ہے

خزانۃ الفتاوے۔ اسمین غریب مسائل بہت ہین اور کتب فتاوے سے اسکو منتخب کیا ہے۔ یہ ایک جلد مین ہے۔ مصنف اسکے صاحب مجمع الفتاوے علامہ احمد بن محمد بن ابوبکر حنفی ہین۔

کنز الفتاوے۔ یہ بھی صاحب خزانۃ الفتاوے کی تصنیف ہے۔

مجمع الفتاوے۔ مصنف اسکے علامہ احمد بن محمد بن ابوبکر حنفی ہین مصنف نے اسی کا مختصر کرکے خزانۃ الفتاوے نام رکھا۔ اسکا ماخذ کتب علماے متقدمین ومتاخرین ہے۔ جیسے فتاوے کبریٰ وصغریٰ صدر شہید وفتاوے ابوبکر محمد بن فضل بخاری۔ وفتاوے شیخ محمد بن ولید سمرقندی وفتاوے ابوالحسن رستغفنی وفتاوے عطار بن حمزہ ناطفی وغریب الروایات ومنتقی وشرح منتسب جصاص وملتقط ابوالقاسم وتحفۃ الفقہا وبدیع العین وجامع ظہیر الدین وفتاوے مولانا ابوالسعود حنفی مفتی روم وفتاوے ابن کمال باشا۔ وفتاوے علامہ جوی زادہ ومولانا سعدی آفندی وغیرہا مما یطول ذکرہ۔ یہ بترتیب ابواب فقہ مرتب ہوئی۔

الوجیز فی الفتاوے۔ مصنف اسکے امام برہان الدین محمود بن احمد صاحب محیط برہانی ہین۔ اور بعضون نے کہا کہ اسکے مصنف محیط رضوی والے ہین اسکی ترتیب ہدایہ کی سی ہے۔

فتاوے نقشبندیہ۔ مؤلفہ حضرت خواجہ معین الدین محمد بن خواجہ خاوند محمود نقشبندی ہے۔ سلطان عالمگیر کے عہد مین اسکی تصنیف ہوئی ہے

سنہ ۱۰۷۳ ہجری کی لکھی ہوئی (۶۳۴) صفحون پر کتب خانۂ سرکار ریاست رامپور
مین موجود ہی۔

فتاویٰ شرفیہ۔ مولفۂ مولانا شرف الدین رامپوری ہی۔ کتاب الطہارت سے کتاب الوصایا تک ہی۔ خطبۂ فتاوای مذکور علامۂ مفتی سعد اللہ رحمہ اللہ کی طرف سے ہی۔ یہ فتاوی چھاپا نہین گیا۔ اسکا ایک نسخہ قلمی کتب خانۂ سرکار ریاست رامپور مین (۴۴۳) صفحون پر لکھا ہوا موجود ہی۔

یتیمۃ الدہر فی فتاوی العصر۔ مصنف اسکے حضرت امام ترجمانی علاء الدین حنفی متوفی سنہ ۶۴۵ ہجری ہین۔

مجموعۃ الفتاوی۔ یہ مولانا محمد عبد الحی لکھنوی کے فتاوے کا مجموعہ ہی جو اُن کے انتقال کے بعد تین جلدون مین چھپا ہی۔ اسکی تیسری جلد تو خاص مولانائے مرحوم نے اس طور پر لکھی ہی کہ خود ہی سوال قائم فرما کر جواب دیا ہی اور اول و دوم جلد مین اکثر فتاوی علمائے ہند کے ہین جن پر مولانا کی صرف تصویب ہی۔ اور بعض فتوے ایسے بھی ہین کہ جن مین مولانا کی تصویب تو ہی مگر اصل مفتی کا نام مذکور نہین۔ چنانچہ جلد دوم کا وہ فتوا جو قرارت ضاد و ظا کے متعلق ہی اُسکی یہی حالت ہی۔ اور اس مجموعۂ فتاوے مین بہت ایسے فتوے بھی ہین جن کو اس زمانے کے علما پسند نہین کرتے۔ اور اسمین قیام میلاد کے بارے مین دو فتوے متعارض بھی ہین۔ افسوس کہ مولانا نے اسپر نظر ثانی نکی اور آپ کے انتقال کے بعد نفع خاص و رفاہ عام کے لیے چھاپ دیگا۔

غنیۃ الفتاوی۔ یہ کتاب مولانا محمود بن احمد قونوی متوفی سنہ ۷۷۱ ہجری

کی تصانیف سے متداول ومقبول ہے یہ کتاب ایک جلد مین ہے۔ فتاوائے قاضی خان اور فتاوائے خواہرزادہ اسکا ماخذ ہے۔ اسکی شرح اوزعی نے پانچ جلدون مین کی ہے۔

الفتاوے الصوفیہ۔ فی طریق البہائیہ۔ اسکے مصنف علامہ فضل اللہ محمد بن ایوب ہین۔ مولانا برکلی نے کہا ہے کہ یہ کتب معتبرہ سے نہین ہے۔ اسکے کل مضمون پر عمل کرنا جائز نہین جب تک کہ اصول کے موافق اسکے مسائل نہون اس مصنف کی تصانیف سے عمدۃ الابرار اور عمدۃ الاخیار بھی ہے۔

فتاوائے عونیہ۔ اسکا نام النفحات الازہریہ۔ فی الفتاوے العونیہ ہے۔ مصنف اسکے شمس الدین بن محمد بن علی بن طولون حنفی متوفی ۹۵۳ سنہ ہجری ہین انھون نے اسکو اپنے استاد برہان شاغوری کے فتاوے سے چُن کر جمع کیا ہے۔ کئی جزون مین یہ فتاوے ہے۔

فتاوائے جلالیہ۔ یہ فتاوے علامہ جلال الدین بن احمد بن یوسف حنفی کی تصنیف ہے۔ اور کہتے ہین کہ اُنکا نام رسولا ترکمانی حنفی متوفی ۹۷۳ سنہ ہجری ہے۔ یہ فتاوے نظم مین چار جلدون مین ہے۔

فتاوائے ودودیہ۔ یہ فتاوے جو ایک مجلد مین ہے اور کلکتہ مین چھپ گیا ہے۔ اسمین مفید مفید فتوے ہین۔ مصنف اسکے علامہ اُدیب فقیہ مولوی عبدالودود صاحب عم فیضہ ہین۔ جو سابق مین مدرسۂ چاٹگام کے مدرس اول تھے۔ اور اب کلکتہ مین مسکن گزین ہین۔

تاریخِ طبعِ مفید المفتی نتیجۂ طبعِ وقّادِ فاضلِ اسمی مولانا مولوی محمد عبدالعلی صاحب آسی مدراسی

اولاً الحمد للهِ ازلی ابدی | بعدہٗ نعتُ رسولِ مدنیِ مکی

شکر صد شکرِ خداوند رفیقِ توفیق | ان دنون چھپ گئی کیا خوب مفید المفتی

ہے یہ زورِ قلمِ حضرتِ عبدالاول | ہے یہ سرچشمۂ زخّارِ فیوض جاری

ہے یہ اُن کے عمل و علم کا اک بحرِ روان | ہے یہ اُن کے چمنِ فیض کا اک سروِ سہی

فیہِ آثارُ اُولِی الفہمِ بذکرِ الفقہا | فیہِ استفادُ ذوِی الفقہِ بعلمٍ فقہی

اہلِ سنت کے فتاوے کا ہے ذکر اسمین بھرا | اہلِ ملت کی ہے تحقیقِ کتب اسمین بھری

علمِ تقریرِ خُطَب مین ہین وہ یکتائے زمان | فنِ تحریرِ ادب مین نہین مثل اُن کے کوئی

حاجی و عالم و علامۂ ہر فضل و کمال | قاری و حافظِ قرآن و ادیبِ عربی

نقطۂ دائرۂ فقہ و تفاسیر و حدیث | مرکزِ دورۂ ارشاد و سلوکِ صوفی

شاہبازِ شجرِ منظرِ انظار بلند | سرفرازِ فلکِ اعظمِ والانظری

اُن کے ہر علم مین ہین سیکڑون نسخے ایسے | اُن کے ہر فن مین ہزارون ہین کتابین ایسی

اُنکے ہر بحرِ تبحر سے ہین لاکھون نہرین | پھیلی ہین علم کی دنیا مین ہر اک سمت بھی

علم منقول تو اک اُنکا ہے اعلےٰ خادم | فن معقول تو اک اُن کی ہے ادنا لونڈی

نثر اُنکی ہے کہ منثورِ لآلی کی بساط | نظم اُنکی ہے کہ منظوم جواہر کی لڑی

دمِ وعظ اُنکی طلاقت کی روانی کہون کیا | جوشش و طغیانیِ دریا کی ہے اک موجزنی

اُنکا ہر نکتہ ہے گنجینۂ حکمت کا گہر | اُنکی ہر بات ہدایت کی ہے اک راہِ سوی

اُنکا ہر حرف لذیذ اُنکی ہر اک بات نبات | اُنکا ہر اک لبِ شیرین ہے کہ مصری کی ڈلی

اسکے چھپنے کا سن اے آسیِ ناسی لکھدو | پاک زیبا چھپی صحت سے مفید المفتی ۱۳۲۶ھ

دوسرا سال بھی طبع کا مطبوع آسی | بافادت ہوئی کیا طبع مفید المفتی ۱۳۲۶ھ

بقلم واجد علی